

اکتاب پر شادی محل کے وظائف نہ ہو سکے وہ مال سروقہ تصور ہو گی +

۸۷۴

باغبانی وزراءعت کا رسالہ

۳۶۲

جس کو شخورا م صاحب
لے پساد پنڈت شخورا م صاحب
اکٹا اسٹٹ کشہر پساد مر جوم
سکن مائل پلور ضلع ہو شیا پ پھونے
تصنیف کیا

نوری سکولوں کی زینداری جماعت میں سکول کے واسطے

صاحب ڈائیکٹر پساد سرسرشہر تعلیم پنجاب
کے حکم سے

۱۹۷۱

لے صاحب فشی گلاب سٹکھ اینڈ سٹکھ
لیجو کیشل پبلیشورز لاہور

لکھری اعات و پا غہانی کی فہرست مضافیں

نمبر شمار	مضبوط
۱۹	نوال سبق - پانی کا نکاس
۲۰	دسوال سبق - کھیتی کرنے کے طریقے
۲۱	گیارہ سواں سبق - قلمون کا نکانا
۲۲	پارھواں سبق - پیوند کرنا
۲۳	تیرھواں سبق - پورنوں کو ایک جگہ سے انکھاں کر دوسرا جگہ نکانا
۲۴	چودھواں سبق - شاخوں کا چھانٹنا
کھیتی کی کتاب کا دوسرا حصہ	
۲۵	جنیں
۲۶	پہل سبق - نیشکر - یعنی اپنکھ
۲۷	گڑ اور شکر بنانے کا طریق
۲۸	دوسرا سبق - دھان اور چاول
۲۹	تیسرا سبق - کنی
۳۰	چوتھا سبق - جوار
۳۱	پانچواں سبق - ماش (عڑو) موٹک اور موٹک
۳۲	چھٹا سبق - کباس
۳۳	ساتواں سبق - سن
۳۴	آٹھواں سبق - نیل
۳۵	نواں سبق - گیہوں
۳۶	دسوال سبق - جو

نمبر صرف	نمبر شمارہ	مختصر محتوى
۲۴۴	۳۸	گیارہوں سبق - چنا
۲۴۵	۳۸	پانہوں سبق - پلندی
۲۴۶	۳۹	تیرہوں سبق - تباکو
۲۴۷	۳۹	چودہوں سبق - پست
کھیتی کی کتاب کا تیسرا حصہ		
۲۴۸	۴۰	باغ کے سیوے اور ترکاریاں
۲۴۹	۴۰	پٹاسنی - آم
۲۵۰	۴۰	دوسرے سبق - نارنگی اور سنگڑہ
۲۵۱	۴۰	تیسرا سبق - آلوچہ اور آلو بخارات
۲۵۲	۴۰	چوتھا سبق - انجیر
۲۵۳	۴۰	پانچھواں سبق - آڑو
۲۵۴	۴۰	چھٹھا سبق - کیلہ
۲۵۵	۴۰	ساتواں سبق - انگور اور داکھ
۲۵۶	۴۰	ٹھوڑا سبق - شلغم
۲۵۷	۴۰	ڈال سبق - آلو
۲۵۸	۴۱	وسم سبق - گوبھی
۲۵۹	۴۲	گیارہوں سبق - لسن اور پیاز
۲۶۰	۴۲	پانہوں سبق - مسٹر
۲۶۱	۴۲	تیرہوں سبق - موگنگ پھلی
۲۶۲	۴۳	چودہوں سبق - ٹاکھتی ریچ

کیتیتی کی کتاب کا تیسرا حصہ

ضیغیضی

نمبر	مضمون	نمبر
۳۶۰	جنوری	۵۶
۳۶۱	فروری	۵۷
۳۶۲	مارچ	۵۸
۳۶۳	اپریل	۵۹
۳۶۴	مئی	۶۰
۳۶۵	جن	۶۱
۳۶۶	بولاٹی	۶۲
۳۶۷	اگست	۶۳
۳۶۸	ستمبر	۶۴
۳۶۹	اکتوبر	۶۵
۳۷۰	نومبر	۶۶
۳۷۱	دسمبر	۶۷

و ساحر

ہندوستان ایک وسیع ملک ہے ۔ اور یہاں زیادہ تر
وگوں کا گزارا کھیتی پر ہے ۔ اس لئے خاہر ہے کہ
ملک کی بیرونی بھی زیادہ تر کھیتی کی ترقی سے وابستہ
ہے ۔ اگرچہ کسی قدر تجارت اور دستکاری بھی اس
ملک میں چوتی ہے ۔ ترکھیتی کے مقابلے میں اس کی
کچھ چیختت نہیں ۔ سیوں تک اس کی آمدنی بہت کم ہے ۔
آج کل اس ملک کی آبادی نہ صرف پہلے سے زیادہ
ہے ۔ بلکہ روز بروز بڑھتی جاتی ہے ۔ کھانے پہنچنے
کی جو چیزوں دوسری ولایتوں سے اس ملک میں
آتی ہیں ۔ ان کے عوض ہزاروں میں غلہ یہاں
سے دوسرے ملکوں میں جانا شروع ہو گیا ہے ۔ اور
ظرف یہ کہ دن ہدن ان ملکوں میں یہاں کے غلے
کی ضرورت بڑھتی جاتی ہے ۔ جن دونوں اس ملک

کا غلط اس قدر پاہر نہیں چاہا تھا۔ اس ملک کی آبادی بھی کم تھی اور جس قدر غلط پسیدا ہوتا تھا۔ یہاں کے گزارے کے واسطے کافی ہوتا تھا۔ اب چونکہ آبادی بھی بڑھ گئی ہے اور اس عیش و آسائش کے زمانے میں محوی حوالج بھی تیادہ ہو گئی ہیں۔ تو لازم ہے۔ کہ اقل تو غلط اتنا پسیدا ہٹوا کرے۔ جو ہماری ضروریات پوری ہونے کے علاوہ غیر ملکوں میں بھیجنے کے لئے بھی کافی ہو۔ اور پھر ایسا نہ ہو۔ کہ بیرونی تحریات سے ہمارے یاں نخل کا نرخ ایسا گراں ہو جائے۔ کہ ہم اپنی دیگر ضروریات بھم نہ پہنچا سکیں + سرکاری مالکتاری کا ادا ہونا بھی اسی کھیتی پر موقوف ہے۔ اس لئے نہایت مناسب اور ضروری ہے کہ کھیتی کے کام میں ترقی ہو +

ہماری عالی قدر گورنمنٹ نے بہت مریانی سے بعض احاطوں میں ایسے مارس تو ضرور جاری کئے ہیں۔ جن میں کھیتی کے قن کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور اس پیشے کے اصول سمجھائے جاتے ہیں۔ اگر دیکھنے سے معلوم ہو۔ کہ اُن مارس میں کھیتی کے عام قاعدے جو اُنکستان میں مردج ہیں۔ بتلائے جاتے ہیں۔ آلات بھی اسی ملک کے ہیں۔ ہاں یہ سکھا دیا جاتا ہے۔ کہ ہندوستان یہاں انہیں کیونکر استعمال کرنا چاہئے۔ مگر یہاں کے زندگانی کو وہ آئے اور قاعدے اپنے پڑانے اعسوں کے خلاف معلوم ہوتے ہیں۔ پونکہ ضرور اُنی اس ملک میں واجبی

مزدوری پر مل سکتے ہیں۔ اس لئے ملکوں کی نسبت مزدوروں سے کام لیتے میں فائسہ اور کثافت دوو ہیں۔ جہاں تک ہو سکتا ہے۔ اس ملک کے لوگ ابھی پڑائے رواج کو نہیں چھوڑتے۔ اور اپنے پہلے طریقوں کے مطابق کاشت کرتے ہیں (عام اس سے کہ ترقی ہو یا نہ ہو)۔ دوسرے ملکوں کے طریقے نہ تو پسند کرتے ہیں۔ اور نہ جلدی اختیار کرتے ہیں۔ ملک آن میں ابھی تو فیق بھی نہیں۔ کہ یورپ کے زمینداروں کی طرح زیر سکھر خرچ کر کے کلیں بنائیں یا اہل کے لئے عمدہ سامان وہ اچھے بیٹی خریں۔ اس بجوری میں اپنے پڑائے طریقوں سے ہی فائدہ نہ اٹھائیں۔ خدا کیا کمریں۔ بند دستاں کے زمیندار سی لئے پڑاں مکیر کے فیقر رہتے اور رہنگر۔ بند گوں کے نکالے ہوئے اوزاروں کو قابل پرستش چیزوں کی طرح سلامت رکھتے ہیں۔ اور آن سے کسی ایک کو بھی تغیری و تبدل کرنا بھا سمجھتے ہیں۔ اس ملک کے آلات پوکند یہاں کی آب و ہوا اور زمین کا بیانداز کر کے بنائے گئے ہیں۔ اس لئے ایسے ای قص نہیں۔ بکند عمدہ ہیں۔ اور اس وجہ سے زمیندار غلطی پر بھی نہیں۔ ہم بھی پہلے انی اصولوں کی تصریح اور توضیح کریں۔ جو اس ملک کے طور و طریقے سے مطابق ہیں۔ پھر یہاں کے زمینداروں کو کھیتی کے ایسے قاعدوں کی طرف رجوع دلایا جائیگا۔ جو فی زمان عمدہ سے عمدہ بھے جاتے ہیں۔ تاکہ کھیتی میں ترقی اور

اصلاح ہو۔ اور عام لوگ آسانی سے کھیتی کا پورا فائدہ حاصل کر سکیں۔ اور اپنے آپ ہی نئی چیزوں اور نئی خوضوں کے ساتھ فن زراغت کے سیکھنے کے خواہختہ ہو چاہیں۔ فناخت کے علم میں ترقی کریں۔ اور پھر رفتہ رفتہ انگریزی افزار اور کلیں جو اپنے مفید مطلب دیکھیں۔ استعمال کیا کریں +

اس کتاب کے میں حصہ کئے ہیں :-

سیل حصہ میں زراغت کے عام اصول بحث کئے گئے ہیں۔ اور درخت لگانے پر اشارات درج کئے گئے ہیں +

دوسرے حصہ میں اجناس اور اُن کا بونا بیان کیا ہے +

تیسرا حصہ میں باغ کے درخت اور پرندوں اور حرکاریوں کی پروردش کا ذکر ہے +

اُخیر میں ایک ضمیمہ بھی لکھایا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک ماہ میں باہمیاں کو کیا کیا امور میں نظر رکھنے چاہیں۔ راتم ت دل سے اُن مصنفوں کا شکر گزار ہے۔ جن کی اس فن کی اردو اور انگریزی کتابوں سے اس کو مدد ملی +

پہلا حصہ گھینٹی کے اصول

اور دوسرے حصوں کا لگانا

پہلا سبق - ٹھیٹی

ٹھیٹی تین قسم کی ہے - اول وہ جس میں سکندر اور
بالوریت میں بودی ہو - دوم وہ کہ چکنی ٹھیٹی خالص ہو
سوم وہ کہ بہس میں کھریا ٹھیٹی - چوتے کا پھر ہو
یہ تینوں قسم کی میں پڑانی ہے - مگر اس زمانے میں
ان تینوں تسموں سے کوئی بھی اپنی اصلی صورت میں
سلیخ رہیں پیدا نہ کیا نہیں دیتی - اس کی وجہ پر
یہ بیان کرستہ ہیں - کہ حضرت فوح کے زمانے میں جب
طوفان آیا اور ساری دنیا ڈوب گئی - تو زمینہ کے اوپر

کی غلطیت اور یہ تینوں قسم کی مٹی پانی میں گھل کئی۔
 خشک ہونے کے بعد اُس گھل ہوئی مٹی اور غواصات سے
 ایک اور قسم کی مرکب مٹی زمین پر بیٹھ گئی۔ اور تینوں
 قسموں کی اصلی مٹی اُس کے پیچے دب گئی۔ پونکہ یہ
 مرکب مادہ سب جگہ ایک ہی اندازے اور مقدار پر نہیں
 بنا۔ اسی دانستہ ٹیوں کے مختلف قسموں کے سب اور
 اجزاء سے غلطیت کے کم و بیش ہونے کے باعث جدا جدا
 چکوں میں کئی قسم کی مٹی بن گئی۔ اور زمین کی سطح
 جو کہیں اونچی بھتی اور کہیں بیچی۔ اُس کے لحاظ سے
 وہ مرکب مٹی کسی جگہ پر کم اور کسی جگہ پر زیادہ بھ کر
 رہ گئی۔ اس سبب سے زمین کے اور پر کی مٹی مختلف
 موقعوں پر جدا جدا قسم کی ہو گئی۔ جو لوگ معدنیات کے
 علم سے ناچار ہیں۔ وہ یہ نہنہ میں۔ کہ اپنا میں زمین
 کے اندر اپنی اسلامی حیات کا پوشنہ رکھتا۔ یقنا۔ یقنا
 فوتنما جب زمین میں جوش آتے رہے۔ اُس کی حرارت
 کے سبب اور کہ مقاموں کی مٹی پھصل کر پیچے کی
 طرف جمال کہیں نشیب رکھتا۔ پر کر یا پھصل کر یا پھسلانے
 اور پیچے ہوئی رہی۔ ایسی حرارت سے پیچے کی سطحیں
 اونچی ہوتی رہیں۔ اور اونچی بیچی۔ اس طرح کئی دفعہ
 کے بیش اور حرارت سے ایک جگہ کی مٹی دوسری جگہ
 اور دوسری جگہ کی تیسرا جگہ اور تلے ہو کر زمین
 کی سطح پر مرکب مٹی ہو گئی۔ پھر اُس پر پارشوں
 کا پانی گزنا رہا۔ اس سبب سے بھی اونچی جگہ کی

مشیٰ نیچے کی طرف پر کر آتی رہی ۔ اور ہوتے ہوتے
مشیٰ بار کے نیچے اور پر ہو جانے سے زین کے اوپر
کی مشیٰ خلط ملٹ ہو کر مرکب ہو گئی اور اصلی مشیٰ نیچے
دلب ہو گئی ۔ اس کے سوا پھر مشیٰ قسم کی کھاد ۔ مثلاً
چیوانوں کا فنڈل ۔ درختوں کے پتے اور سڑی ہوئی
شاخیں وغیرہ زین میں شامل ہو کر مشیٰ قسم کی مشیٰ
ہیں گئی ۔ اس زمانے میں زین کی بہت سی قسمیں
مشہور ہیں ۔ جو لوگوں کی بول چال کے لحاظ سے اپنے
اپنے وطن کی اصطلاحوں سے ذریعے کئی ناموں سے
نام زد ہیں ۔

پنجاب میں زین کی قسموں کے جو نام ہیں ۔ ذیل
کے نقشے میں لکھتے جاتے ہیں ۔

نمبر سٹار	زین کی قسم	شرح
۱	نیائیں	وہ زین ہے جو گھاؤں کے گرد گرد ہو ۔ اور اس پر بول و براز اور کھاد گرتی ہو ۔ آبادی کے گرد گرد گورہ ہوتا ہے ۔ گورہ کے پر سے جو زین مزروعہ ہو ۔ اور آدمی اُس میں رفع ضرورت کو بیٹھ جائیں ۔ وہ زین نیائیں ہے ۔ اور اس کو عام بولی میں باؤہ بھی سمجھتے ہیں ۔

نمبر/شار	زین کی قسم	تشريع
۲	روہی	سخت زین جس میں ریت نہ ہو۔ بعض جگہ جس میں زیادہ ریت ہو۔ وہ روہی کلاتی ہے۔ اس زین کو عام بولی میں بانگر کہتے ہیں +
۳	سیرا	جس میں چکنی ملنی اور ریت لی ہوئی ہو +
۴	دوسرائی	وہ زین ہے جس کے میچے سخت زین اور اپر ریت ہو +
۵	دیڑ	وہ زین ہے جس کے میچے ریت کا انہار لگتا ہو دے +
۶	ڈاگر	مثل روہی کے ہے۔ یہ تعریف بڑی غروری ہے +
۷	چھل	وہ زین ہے تو دریا کے اچھال سے پیدا ہو جائے + چھل در اصل اچھال کا مخفف ہے +
۸	لاہڑی	مثل نیاشیں ۔ یہ نام پہاڑیں بوزا جاتا ہے +
۹	کلماٹی	جس میں سور ملا ہو +
۱۰	ریتڑ	ریت دیا ہو اور مٹی کم ہو +

نمبر شمار	زینین کی حرم	تشريع
۱۱	روٹر	سخت زینین کنکر کی جس میں پانی جد خشک رہو اور کم جذب ہو +
۱۲	بیٹہ	اوپھی زینین - ریت کے یٹھے کو کھٹکتے میں +

ان قسموں کے مرکب ہو جانے سے اور نام پیدا ہو گئے ہیں - جیسے چھل سے ریت مل کر چھل ریت اور میرا اور ریت مل کر میرا ریت یا دو ساچھی کھلائی ہے - اسی طرح چھل ریت وغیرہ - مختلف ضلعوں میں متفرق نام اور قسمیں مشہور ہیں +

موجودہ مٹی کی تفصیل قسم وار

اول بہ سے اچھی مٹی وہ ہے - جس میں ہر طرح کی مٹی اور غلاتیت برابر ملی ہوئی ہو (یہ مٹی یا یونچھے کے لائق ہے) +

دوم وہ مٹی بھی اچھی ہوتی ہے - کہ جس میں چونڈاں اور اور چکنی مٹی ملی ہو - اُس مٹی میں جانوروں کی غلاتیت اور جڑی بوٹیوں کے سڑکے ہوئے پہنچے ملائے چاہیں - تو اچھتا فائڈہ دیتی ہے +

سوم دسیے کی وہ مٹی ہے - کہ جس میں چونے کے سوا یاتی سب قسموں کی مٹی شامل ہو +

چہارم دہ مٹی - کہ جو صرف ہاں یا مریت ہو۔ یہ مٹی بہت ناقص قسم کی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس میں پانی بالکل نہیں پھیر سکتا۔ گرمیوں میں دھوپ سے زیادہ گرم ہو جاتی ہے۔ اور سردیوں میں اس کو سرد ہو جا سرد کر دیتی ہے اور قابل تردید نہیں رہتے دیتی۔ اُس کے اجزاء کھلے اور دور ہوتے ہیں۔ اس سب سے سردی اور گرمی کا گزر اُس میں زیادہ ہے۔ اور پونک اُس کے اجنا قریب قریب نہیں ہوتے۔ اس واسطے نے سے سطح زمین سے پانی بھی اور پر کو نہیں کھینچ سکتی ہے۔ اس واسطے جلد خشک ہو جاتی ہے +

پنجم - وہ چکنی مٹی۔ کہ جس میں سختی اور چکنائی کے سبب شکاف پیدا ہو جائیں۔ اور جب مٹی خشک ہو جائے تو پھٹ کر اُس میں درزیں پڑ جائیں +

ششم - سکر آمیز چکنی مٹی جس کو اور سرکتے ہیں *

ہفتم - کھڑیا مٹی۔ اس مٹی کی تاثیر سرد ہے۔ اور سفید رنگ کی ہوتی ہے۔ یہ مٹی اپنے چکنے پن کے سبب منجد زیادہ رہتی ہے۔ اس سب سے اس میں سورج کی کرنیں کم بڑتی ہیں۔ اگر سورج کی کرنیں اُس میں پہنچ بھی جائیں۔ تو اُس کے انہے اثر کم کرتی ہیں۔ اس قسم کی مٹی میں پانی بھی کم جذب

لے ایسی مٹی کو پنجاب میں پانڈا۔ گروگھنے ہیں +

ہوتا ہے۔ اور دیر سبک اُس میں کھڑا رہتا ہے۔ اور
فصل تو نقصان دیتا ہے۔ اور پھر اُس سے عفو
پیدا ہو جاتی ہے ۔

ہاقص مٹیوں کے درست کرنے کی ترکیب

مٹی کو درست اور کاشت کے قابل بنانے کے واسطے
یہ عمل کرنا چاہئے۔ پہلی اور دوسری قسم کی مٹی اپنی
جیشیت میں وہ اصل اچھی ہے۔ اسی واسطے محتولی کھاد
وغیرہ کے سوا اس میں کسی قسم کی آمیزش وغیرہ کرنے
کی ضرورت نہیں ۔ تیسرا قسم کی مٹی میں اگر من دو
من پختہ پجودہ فی کنال ڈالا جائے ۔ تو اچھے قسم کی
اراضی کے برابر کاشت کے لائق ہو جاتی ہے۔ اس
میں صرف پجودہ کی کمی ہوتی ہے۔ اور سب قسم کے
اجزا اُس میں پائے جاتے ہیں۔ اس کی یہ پہچان ہے۔
کہ اسی مٹی کی ایک بھوٹی ڈلی نو شادر اور شورے
کے تیزاب میں ڈالیں۔ جب مٹی پر تیزاب گریگا۔ تو
وہ مٹی ابلنے لگیگی۔ پس جس قدر چلنے کا مادہ دیا دو
ہوگا۔ اُتنی ہی دیر تک وہ بھی ابلتی رہیگی۔ اُس
مٹی میں تیزاب گرانے سے بوش بہت کم پیدا ہوگا
جس میں چونا کم ہوگا ۔

چوتھی قسم کی مٹی میں مویشیوں کا گور۔ چکنی مٹی۔
چوتھے بقدر ضرورت ڈالا جائے اور سڑے ہوئے درختوں
کے پتوں کی کھاد اور علی ہوئے گھاس پھوپھوں ملائے
جائیں۔ تو وہ بھی اچھی قسم کی زمین اور بونے
کے لائق ہو جائیں گی ।

پانچویں قسم کی مٹی میں بالوریت اور گھوڑوں کی لید
ملائے سے اُس کی سختی دور ہو جاتی ہے۔ اور درنیں
ڈالنے والا مادہ پھر اُس میں نہیں رہتا۔ کیونکہ اُس میں
سردی زیادہ ہوتی ہے۔ جب یہ گرم چینیں اُس میں
لیں گی۔ تو اُس کی سردی کم ہو جائیں گی۔ اصلی خاصیت
کے سب سے یہ اور ریت میں یہ طاقت ہے۔ کہ
انجہاد کو دور کر دیتی ہے۔ وہ ایسی زین کو سنت اور
مخدود نہ ہونے دیگی۔ اگر ریت میراث آئے۔ تو اُس
مٹی کو جلا دینا چاہئے۔ اس عمل سے بھی یہی فائدہ
ہو جائیں گا۔ مگر مٹی چھوڑی در جلا فی جائے۔ بہت جلانے
سے اُس کا اثر جاتا رہیں گا۔ جب اس قدر جل جائے
کہ اُس کی رنگت کالی ہو جائے۔ تو کافی ہے ।

چھٹی قسم کی مٹی میں سکھر زیادہ ہوتا ہے۔ اگر سکھر
کم ہو جائے۔ تو وہ بھی اچھی قسم کی ہو جائیں گی۔
سکھر دور کرنے کی ترکیب یہ ہے۔ کہ جس کھصیت
میں سکھر ہو۔ اُس کے چاروں طرف ادیبی مینڈیں
بنائے پانی چھوڑ دیا جائے۔ اور پانی اُس میں بھرا
رہے۔ جب پانی خشک ہو گا۔ تو سکھر دالا مادہ

بھی بانی کے ساتھ نیچے چلا جائیگا ۔ دوسری ترکیب ہے ۔ کہ آک کے درختوں کو پتوں اور شاخوں سمجھتے کاٹ سو کھیت میں ڈال دیں ۔ جب دہ مٹی میں گھن سو کھیت میں ڈال دیں ۔ تو کلر دو روز جو جائیگا ۔ جاں کلر زیادہ ہو ۔ دہاں اگر دو چار سال تک لائی جس سے بیجنی پیدا ہوتی ہے ۔ بونا جائے ۔ ہر سال لائے سو کاٹ سو کھیت بنا دیں ۔ تو بیجنی کلر کے باڑے کو بچس لیگی ۔ اور رہیں بھیتی کے ناگق ہو جائیگا ۔ پہنچا پر اس طرح دو رہیں ہو سکتا ہے ۔ جیسا کہ پانچویں قسم کی مٹی کے درست کرنے میں ذکر کیا گیا ہے ۔

ساقیں قسم کی مٹی میں الہ بیت کے ساتھ گھاس کی گلی یوئی کھاد اور گھوڑوں کی لید ۔ ہاتھیوں کی چوڑھ ملکر ڈالی جائیں ۔ تو بہ سوں کی شیوں سے یہ مٹی میت اچھی بونا جائیگی ۔

اس ملک کے ہر ایک ضلع یا جنگل میں عموماً ہر ایک قسم کی مٹی پائی جاتی ہے ۔ جس کسی کو خراب مٹی کی اصلاح یا علاج کرنا منظور ہو ۔ وہ آسانی سے کر سکتا ہے ۔ ایسا بھی دیکھا گیا ہے ۔ کہ بعض جگہ اچھی کے اوپر ناقص مٹی پڑ جاتی ہے ۔ اس کے واسطے یہ عمل کرنا چاہیے ۔ کہ کھیت میں ایک یا ایک سے زیادہ گلے

لئے ضلع چشم اور ہٹان میں یہ جن میں شور نہیں میں پھرستہ ہوتی ہے ۔

کھو د کر اُس کی عمدہ مٹی جو نہ کرے۔ وہ کھیت میں ڈالی
جائے۔ اور کراہ یا پھٹاڑی کے ذریعے یا کسی اور طریق
پر کھیت کے اوپر سے ناقص مٹی اُتار کر وہ گڑھ
بھر دئے جائیں۔ اس طریق سے کھیت کی حیثیت
عمدہ ہو جائیگی۔ اور گڑھ بھی بھر جائیں گے ۷ بیس
جگہ کھیت کی ایک طرف اچھی مٹی ہوتی ہے۔ اور
دوسری طرف ناقص۔ وہاں بھی اسی طرح پر مٹی کا
بدلنا اور ہلا دیتا بآسانی ہو سکتا ہے ۸
دو نکوں کے دو کھیتوں میں اگر مختلف قسم کی مٹی
موجود ہو۔ تو اُس کا میادوں بھی مشکل نہیں ۹
مچھی کی تاثیر کی خاکش آسان تر یہ ہے۔ جس مٹی
میں چکنے پن سے باعث انعام زیادہ ہو۔ اور اُس میں
دھوپ اور ہوا کا اثر کم۔ اُس کے پاریک اجنا آپس میں
ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اس لئے اُس کی تاثیر سرو ہے۔
جس مٹی میں اُس کے اجنا بھٹے ہوئے ہوں اور چکنے پن
نہ ہو اُس کی تاثیر کم ہے۔ وجہ یہ کہ ریت اور کام
بھوئی مٹی میں دھوپ کی گرمی اور ہوا کی تاثیر بہت بند
ہو چاہی ہے ۱۰

بھی زیں میں ریت اور چکنی مٹی قریب ہر بار کے
لئے ہو۔ وہ نہ بہت سرد ہوتی ہے اور نہ بہت کرم۔
بلکہ اتوتسط درجے کی ہوتی ہے۔ غرض بھی قدر کی زیں
سلسلہ اس کو اس بحافی بھی نہیں۔ اور پنجاب میں اس کو کراہ کرتے

میں ریت اور چکنے پن کا ماؤہ زیادہ پایا جائے ۔ انہی درجوں پر اس کی سُرگی اور سردی خیال کرنی چاہئے ۔ اگر یہ دریافت کرنا ہو ۔ کہ نباتی ماؤے یا چونہ یا ریت یا پانی فلان میتی میں کس قدر ہے ۔ تو اُس کے دریافت کرنے کے آئندن اور موٹے قاعدے یہ ہیں ۔ کہ پانی کی تعداد جانچنے کے لئے پہلے میتی کو قول کر دھوپ میں خشک گرو ۔ خشک ہونے کے بعد جس قدر قول ہیں کہی ہوگی ۔ وہ پانی کی تعداد سمجھی جائے ۔

واضح رہے ۔ کہ ایک قسم کا مجدد پانی بوسٹی میں ملاہو ہوئے ۔ وہ دھوپ میں سکھانے سے دور نہیں ہوتا ہے ۔ مگر وہ بہت سھوڑا ہوتا ہے ۔ اور صرف علم کیمیا کے فدیلیت سے جدا ہو سکتا ہے ۔ اُس کا لحاظ نہیں کیا گیا ۔ نباتی ماؤے کی تعداد دریافت کرنے کے داسٹے باقی ماؤہ میتی کو آگ میں چلاو ۔ پھر اُس کو تولو ۔ جس قدر کہی ہو ۔ وہ نباتی ماؤے کی تعداد ہوگی ۔

چونے کی تعداد دریافت کرنے کی یا بہت تیسری قسم کی میتی درست کرنے کی ترکیب کو پڑھو ۔

ریت کی مقدار اگر دریافت کرنی ہو ۔ تو یہ عمل کر چاہئے ۔ کہ میتی کو پانی سے باحتیاط دھو ڈالو ۔ جتنی میتی یا اُور قسموں کے ماؤے یا دوسروں ماؤں کے حصے اُس میں ملے ہوئے ہوئے ۔ وہ پانی میں گھسل کر دور ہو جائیں گے ۔ باقی خالص ریت نکل آئیں ۔ مگر اُس کے دھونے میں یہ احتیاط کرو ۔ کہ پانی میں میتی ملا کر اور

اُس کو گھول کر ایک منٹ تک ہر قن میں ٹھیک رکھتا
چاہئے۔ دوسرے کھد باریک بیت پانی کے ساتھ نکل جائیگی۔
مئی دھونے کا عمل جب تک چاری رکھنا چاہئے۔ کو
صاف پانی مل نکلے۔ جب یہ حالت ہو جائے۔ کہ جیسا صاف
پانی ڈالا جائے۔ دیسا ہی رہے۔ تو بھروسہ کر رہیں۔ پانی رہ
گئی ہے۔

دوسرے سبق

ہل چلانا۔ سوہاگہ پھیرنا

اور زمین کا پلٹھانا

اوپر کی مئی کا پیچے کرنا اور پیچے کی مئی کا اوپر لانا
زمین کا پلٹھانا کہلاتا ہے۔ کھیقی تے واسطے وین کا پلٹھانا
بہت اچھا ہے۔ ایک تو زمین نرم ہو جاتی ہے۔ دوسرے
طاقت اور میتی جو پیچے ہوتی ہے۔ وہ اوپر آ جاتی ہے اور
اوپر کی کمزور میتی پیچے چلی جاتی ہے۔ عام زمیندار اس
کو خوب جانتے ہیں۔ کہ اگر نرم زمین اور طاقتور میتی
میں تھم رینزی کی جائے۔ تو پر دوں کے پڑھنے اور

لئے پنجاب میں اس عمل کو سیڑھا کرتے ہیں۔

وچھلے اور سر چڑھ ہو نہ بہرے کئی ٹوکرے نہیں۔ اس کا تجربہ آسان ہے۔ مثلاً سڑا کرو، اور ٹوکرے بند جہاں کھدا ہی وغیرہ کئے ہی مٹی اور ہر پڑھا ہوتی ہے۔ جو پڑھنے والوں مکالمے ہائستے ہیں۔ وہ یہ شبہ دوسری تجربے کے پروردیں۔ کے جلد پیروی پا کر دیں۔ اس کے ساتھ بڑھ جائیں یعنی یہ جہاں کھدا ہی وغیرہ سمجھ دیں اور پڑھی مٹی تجویں ہوں۔ اول۔ مٹاں اگر درخت خاصہ نہ ہے تو سچے مطابق لکھ سکتے ہائیں۔ وہ خوبی خالیت، یعنی دیجے ٹکڑے۔ سچھے دیں۔ ظاہر ہے۔ کہ اگر ریخت کو اُن پلٹ کر دیتے کھانے لگائیں۔ وہ جلد پس دش پا چکے۔ چھلے کئے پہنچنے لکھتے رہیں یعنی اسی اگر دکھلے چکیں۔ وہ آخر شرابِ حیات شو، رپیچکے۔ پیشوں کی کاشت کے والے سکھے کی نہ ہیں کہ پہنچا فائیروں میں ہے۔ جب زمین کو پہنچانا ہو جائے۔ تو ڈریڑھ فٹ کم زمین کھری کھو دی جائے۔ اگر کھاہی کی نہیں تو اسی کی زمینوں کو پہنچانا یعنی پا ہے۔ زمین کے ٹھیک کی خی کی مٹی اور کی مٹی سے ماقص ہو۔ جہاں سچھے کی مٹی اور کی مٹی سے اچھی ہو۔ وہاں پہنچا نہ کرہ دیکھا۔

اگر ہر سال یا دوسرے تیرے سال ہیا کی سیالی یا پسادی یا ڈال یا ڈری کے ذریعے شی مٹی زمین پر پڑھ جائے۔ تو ایسی زمین کا پہنچا مناسب نہیں ہے جس تریکی مٹی اس طبق کے ساتھ تھے اور کی جائے۔ کوہہ زمین کی عوامی سکھل کھل ہوئی پڑی رہے۔

سلہ نکاح ہے ایسی زمین کو بیٹھ کرے ہیں۔

تک اک اُس میں پدا۔ ادھ - دھوپ کی تاثیر داخل ہو کر زین کی حیثیت کو بڑھائے۔ اس پلٹنے کی نسبت یہ بیک دکھیت مشور ہے ہے ۔

حکایت

کسہ کسادہ تھے جان کندن سے وقت اپنے بیٹوں کو بیٹا کر یہ دھیت کی۔ کہ میں نے اپنے کھیت میں زین کے پیچے ایک نٹ کے قریب خواہ دبایا ہے۔ اس وقت بھر ہے طاقت نہیں ہے۔ کہ خود جا کر اُس کا نشان لٹک کر بٹھا دیں۔ میرے حرثے کے بعد کھیت کھود کر نکال دیتا۔ اُس کے مرثے کے بعد خزانے کی تلاش میں اُس کے بیٹوں نے کھیت کو کھودا اور کھیت کی ساری ملٹی اور پر تلنے کر دی۔ کوئی خواہ دستیاب نہ ہوا۔ مگر زین کی حیثیت پر نسبت سابق اُس عمل سے ایسی عمدہ ہو گئی۔ کہ دن بدن اُس میں پیداوار زیادہ ہونے لگی۔ اور رزق کی افزونی سے اس کسان کی اولاد مال دار ہو گئی۔ اور اُس کسان کی وصیت کا نتیجہ خزانے کے بسابر ہو گیا۔ گویا کسان کی یہ نصیحت اپنی اولاد کے حق میں کافی دولت بن گئی۔ مل چلاتے سے ہے مراد ہے۔ کہ زین اکھڑی چائے اور ملٹی ملائم کر کے اور پر پیچے کی جائے۔ جیسا ہے عمل، زین کو مفید ہے اور کوئی محنت اور اصلاح خزانے کے حیثیت بڑھانے والی نہیں ہے۔ جتنی

زیادہ دفعہ زمین میں ہل چلا سئے جائیگے۔ اتنا ہی نامہ زیادہ ہوگا۔ ہن جنوں اور درختوں کے پودوں کو جوڑیں ہی اور گردی جاتی ہیں۔ مشنا کنود۔ قی۔ کہاں یا شیتم اور سبک و نیڑے کے درخت۔ ان کے سلسلے جہاں تک ہو سکے۔ بست گرسے ہل چلا سئے کی خوبیت ہے۔ اور جن کی جڑیں اور ہی اور پھیل جاتی ہیں۔ یہ سے قی۔ ہور دغیرہ۔ ان کے داشتہ زیادہ سبک و نیڑے ہل، پل۔ لہ کی مادرت نہیں ہے۔ عمومی طور پر ایسی جگہ اس کا نام۔ کے واسطے ہل چلا سئے کاں ہیں۔ لیکن اسے جنوں کے واسطے زاید۔ گرسے، بست مادرت ہی چلا سئے چاہیں۔ شا ریکسٹ (ریکسٹ)۔ کہاں۔ ستم دغیرہ۔ ایسی جنوں کے واسطے جس قدرہ ایسی چلا سئے ہیں۔ اتنا یہی بجا ہے۔ اسی طرح یہ بہ ام کی نہ کار کی پیادہ اس اتو پر جو قدرت ہے۔ اور ہر ایسے نکلے میں نہیں اور کچھ تپوں زیادہ ہل پل سے بڑے باتا ہے۔

لیکہ رانی زیادہ دفعہ کرنے کی یہ کہاں۔

پنجاب کے نہ جیکے اروں کی مشہود بیس۔

سٹھیں سیویں، گلابیں سو سیویں کماو۔ پاراں سیویں
پانے کے دیکھ کنک دا جھاڑا + بیوں جیوں پا پنچھیں
لہ اس درخت کو پنجاب میں طالبی کرنے میں +
تھے یکھ بکھر ہمڑہ د سکون پاے مسروف جس کو پنجاب
میں کماو سکتے ہیں +

تھے۔ تھے مغلی ہے۔ یہ ایک ایسا جو اپنی سماں میں رہنے والے چھوڑ کر
کافر ہے جو اپنے ملے پہنچ کر کمالوں رہنا چاہتے ہے۔ اور یہ اپنے
نہاد میں چلا کر گھنی ہو رہا۔ پھر جس کی پہنچ ادا
وکھو۔ ایک بڑی گھنواں کے ۱۰ تک ۱۵ تک دنیا کا بہترین
کردیگر۔ تو فیں وہ نظریہ پڑھتے ہے

کھاہ پوش

یہ پہاڑی میں جھوٹا پھوٹی تھاں میں نیچوائی کے
دلوں میں پارٹی ہو۔ تو جھوٹے پیکے کے ان قصص
بُو دیتا ہے اور پیکے اداہ پر جانی پڑتے۔ پہاڑی میں
ایک سستہ نہ ہے۔ اُن پیکے اداہ آسی دن سے
ہوتی رہتے۔ جس کی کمال کی تھی ہو۔ پہاڑی میں
سیاڑاں والی +

ہی یاد رہے۔ کہ وہ زمین پکتی ہو۔ اُس کی
زیادہ تکب رانی کی ضرورت ہے۔ بیت مانی زمین کی
قطعہ تکب رانی بھی کافی ہے۔ وہ یہ کہ۔ کہ ایک
دوسرے کے ملے چلاستے۔ تکب جگنی می۔ تکب دچھے
ٹھٹھے نہیں رہیں۔ وہ مٹوار تکب رانی کہ۔ وہ نہست
کر کر ہے۔ اور ریتے والی زمین میں پیٹھیوں نہیں
ہو ستے۔ بہت دش تکب رانی کر کر کے پہنچے تو اس اس
کھیتے میں پر ہے جو۔ اُس میں لیخنی دنیا وہ جو جانی
چاہتے۔ جسی سنتے وہ جانی۔ مٹوار تکب رانی ابھی جانی چاہتے۔
ملہ پنچھی میں اسی کا نہیں کہ تکب رانی کے ۱۰ +

زیادہ تکب رانی سے علیہ بن لیس بڑھ جانے کی نسبت
ایک حکایت مشور ہے ۔

حکایت

کسی زیندار نے گھومنا کی آنکھاں اور رہی پکانے
کی اس کو کہ چوئی ۔ اسی کہ جس اُنکے کو اور کام
پیش آ جیا ۔ آسٹر کو پھر دیا اور اُسی کام میں لگ
گئی ۔ تو کتنے ہوا قدم سافر ملے گئے ۔ جب کام
سے باہر نہ ہوئی ۔ تو وہی پہلی بار کہ اپنے خانہ کو لے گئی ۔
اور کیست میں پہنچ کر اپنے خود سے بولی ۔ کہ کیست
میں اپنی طرح پر گھر سے اور زیادہ دفعہ پہنچانا ۔ اسی
زیندار نے جانی تک دشمن تھی اپنی طرح پر اس
کیست میں دل چلا لئے ۔ اور خوب زین کو پاریک اور فرم
کیا ۔ کہ دن وہ زیندار کی پھر کیست میں گئی ۔ اور پھر
ٹھی کی ٹھڑیا کو ٹھکوں پر اٹھا کر زین پر زور سے
پھیکتا ۔ پھر زین نہ ہم تھی ۔ وہ ٹھڑیا دوئی ۔ بلکہ
میں دب گئی ۔ پھر اس ریندار نے گھومنا پوچھ
اور کانتے ۔ زیندار اپنی نئی آن کا خوب پاریک آٹا پیسا
اور گوئھا اور آگنی میں رکھ دیا ۔ کوئے جب ہٹا لئے
کو آئے ۔ تو اس آئتے میں پھنس گئے ۔ زیندار نے
تھاشا دیکھ کر خوش ہوئی ۔

صرف یہ فائدہ زیادہ نہیں پہنچانے کا ہے ۔ کہ
جس کے سبب نے علیہ بن لیس بڑھ جانے کی ہے ۔ اور
لیس زیادہ پڑ گئی ۔

با خود اور ہر قسم کی تحریم بینی کے لئے زیادہ دفعہ ہل
 پہنچنے میں فائدہ ہے۔ درختوں کے ذخیرے، میز و میں جہاں
 ہمیں پہنچوں یہ یہوں کے پودے موجود ہوں۔ اُن میں جہاں
 بھال تکہ ہو سکو۔ یا اس قدر زیادہ قلبہ راتی کی جائے۔
 اُسی قدر درختوں کے پودوں میں بڑی بہت اور پھیلنے کی
 ہو، قدر آ جو سمجھی۔ کیونکہ جب زین ترجمہ اور باریک ہوگی۔
 تھے اُس میں طاقت بڑھ جائیگی۔ اور عین زم ہونے کے
 سبب درختوں کے پودوں کی جڑیں آسائیں تے پیچے چلی
 جائیں اور پوے جلد پہنچنے پائیں گے اس حمل سے
 خراب ستم کی خداس پیدا نہیں ہوگی۔ تک درختوں کو
 پارہ اس کی جڑوں کے۔ میں قدر قریب فریب، میں تھپائی
 چاہیں۔ کہ جس سے وہ اکٹھڑھائیں یا اُن کی جگہ
 کس جائیں یا میں ادھر اُدھر ہو کر جڑیں اُن کی نئی
 ہو جائیں۔ اس امر کا ضرور لحاظ رکھنا چاہتا۔ وہ
 تین پودوں کی جڑیں کٹ جائیں گی۔ یا لئگی ہر جائیگی
 اُن کا سر پر رہنا شکن ہے۔
 اُنکے روایتی میں لوگ اس بات کا لحاظ رکھتے ہیں۔
 کہ اُن میں ہمت اور سامان کے اشارے سے زیاد
 کاشت شکی جائے۔ بس قدر ہمت اور سامان ہو۔
 ہمیں قدر زین کو محنت سے کاشت کیا۔ باقی بلا تردید
 پھوڑ دی۔ سبھی سکی ٹکڑے کو اور کبھی کسی ٹکڑے کو
 بیٹھا۔ اس عمل سے ایک تو باقی ماندہ زین کے
 خالی پڑے رہنے سے طاقت بڑھ جاتی ہے۔

دوسرے مویشیوں کے لئے گھاس وغیرہ کا چارہ ہو جاتا ہے۔ جس کے چرے سے مویشیوں میں طاقت رہتی ہے + اس بارے میں پنجاب کے زمینداروں میں + کمادت مشور ہے +

بھتی کھیتی بہتا ڈن سکھوڑی کھتی بہتا ان

زیادہ زمین بونا زیادہ سکھوڑی زمین لادنے سے سزا ہے + زیادہ غلہ ملتا ہے - حال کے زمانے کے لوگ اور سامان کاشت کی نسبت زیادہ زمین کی کاشت کرنے میں کوشش کرتے ہیں - چونکہ محنت کے اندازے سے زمین زیادہ ہوتی ہے اور سامان ان کے پاس ناکارہ - نتیجہ یہ نکلتا ہے - کافائہ تو در کفار رہا - اُٹھا نقصان اُٹھانا پڑتا ہے - اگر سکھوڑی زمین پر محنت زیادہ کی جائے - تو ضرور فائڈہ ہو +

جن علاقوں میں کاشت کا بہت ہیں اور زمین سکھوڑی - وہاں ابتدی محنت سے کھیتی کے فائدے حاصل کرے جاتے ہیں - اور اُس کے خلاف سب کو معلوم ہے ساچھہ ہی اس کے یہ بھی خیال کرنا چاہئے - کہ اگر زمین سکھوڑی اور محنت کرنے والے بہت ہوں - تو جس قدر پوری پوری محنت کی بحاجت ہو - اُنکی دی محنت کرنے والے اس کام میں رہیں - یا تی اور کام

لگیں۔ ہدیہ کوں تاریخ ۲۰ کام کیستہ ڈاٹ پوت پوچھئے۔
 ان بھر سے کوئی تاریخ کام نہیں پوچھئے۔ باقی اٹھائے
 پیش کر کرستہ ہے پوچھئے۔ اور ہمیدا وہ سے بھی
 سچتہ پر ایک آر بھت نکھلایا ہیکھلے۔
 سچتہوں کو جو تھا ایک تو حام بلوہ ہے۔ سچتہ ہوتا ہے۔
 دوسرے اگر خاص خاص و قریبی میں جو تھے باگیں۔ تو
 مٹا لایا ہے۔ جس سے ماہ ہمیشہ د اس اڑاٹھ میں
 بربات سے پہلے جب زین خلک پڑھی ہو یا ماہ ماگ
 یا پھاٹی میں یعنی موسم بہار کے شروع سے پہلے کوئاہ
 کے لئے دل چلاستہ جانتے ہیں۔ اس میں نائکہ ہے
 ہے۔ کہ خراب گھاس اور ناقص جگتنی دل جل عاتی
 ہے۔ اور زینوں شیم ہو جاتی ہے۔ اور اسی بند ہوا کی
 تائیر سے اس کی گت بڑھ جاتا ہے۔ اور بارش کا پانی
 اس میں جذبہ ہو جاتا ہے۔ اور زینوں تردد تارہ اور
 نہنڈی اس میں سے رہتی ہے۔ یہ بھی داشت رہے۔
 کوئی کریماہ کے وقت جس میں نائکہ نہ میں جوتی
 جانتے۔ اس کے بعد میں مناسب موقتوں پر اس کی
 تیب لانی ہوتی رہتے۔ اور اس کے باہم کے وقت سے
 کچھ عرصہ پہلے پھر قلبہ لائق کی جانتے۔ تو مناسب ہے۔
 اگر بکھر زیادہ عرصہ پہلے زینوں جوت کر جھوڑ دی جائے۔
 تو اس عوچے تک خالی پڑھی سچتہ کے باشٹ اس میں
 سکتے پہنچ پہنچ کر رہتے ہیں۔ جس کے سچتے عوچے زینوں کو
 جوتا ہے۔ خواہ سروی میں خواہ تھیں ہیں ۴

خراب قسم کی گھاس پیسا ہو جائیگی۔ جس کے اکھاڑتے
 میں پھر تکلیف ہوگی۔ اور تردد کرنا پڑے گا۔ اور وہ
 گھاس زمین کی طاقت کو کم کر دیگی۔ اگر کہ ساہ کے
 پیدہ ہی جلتی ہوئی زمین میں ایسے ایسے موقعوں پر بھی
 ہل چلاتے رہیں۔ جس سے وہ نکمی گھاس سوکھ جائے
 اور سچی میں مل کر کھاد کا کام دے جائے۔ پھر جس
 فصل میں کسی جنس کی کاشت کرنے کا ارادہ ہو۔ تو
 تھوڑی سی قلبہ رانی کر کے اُس کو بد دیا جائے۔
 پہاڑی علاقوں میں جہاں کھیتوں کی سطح ایک طرف کو
 اوپر بیٹھی ہو۔ اور دوسری طرف کو نیچی۔ ایسے سلائی وادی
 کھیتوں میں برسات سے اگلی فصل کے واسطے زمین کو
 ہوتا اچھا نہیں۔ وہ یہ۔ کہ پارٹی کا پانی جو کھیت سے
 باہر نکل جائیگا۔ اُس کے ساتھ زمین کی قوت بھی ہے
 جائیگی۔ اور زمین نا طاقت رہ جائیگی۔ ایسی زمین
 میں اگر فصل خریف کے پونے کا ارادہ نہ ہو۔ صرف
 میسیع ہونی ہو۔ تو برسات کے پہم اُس زمین کو جو تین
 تاکہ گھاس کے قائم رہئے کہ سب زمین کی طاقت
 باقی رہے۔ یہی حال اُن زمینوں کا ہے۔ جو طک
 میدان میں واقع ہوں۔ اور انکا میں نشیب و فزاد
 ہو۔ خیال رکھنا چاہئے۔ کہ جب زمین کے جو تینے
 کا ارادہ کرو۔ تو ہلوں کو سیدھا چلاو۔ اور اُس کو
 لئے پنجاب میں زمین کی قوت کو کن سکتے ہیں۔ بعد تو اُس کو
 سرت بھی سکتے ہیں۔ یعنی خون زمین کا ہے

کی کونڈیں اور آڑیں سیدھی رہیں ۔ ترجھا بیل چلاتے سے کسی نہ کسی بجگہ ایسی زمین باقی رہ جائیگی ۔ جو ہل کو سے اکھاڑی نہ گئی ہو ۔ ہل آہستہ آہستہ ملے ہوئے کونڈوں سے چلاو ۔ جلدی چلانا بھی اچھا نہیں ہے کیونکہ جلدی چلانے سے بھی یہی خوف ہے ۔ کہ گیس بے جوئی زمین نہ رہ جائے ۔ اور اچھی طرح برابر اکھاڑی نہ چلائے ہے ۔

ہل چلاتے وقت ناٹھ کا دباؤ جگھنگی پر ہمیشہ کیاں رہنا چاہئے ۔ کیونکہ کم دبیش دباؤ سے سمجھی ہل گمرا چلیکا اور سمجھی اونچا ۔ یہ ٹھیک نہیں ہوتا ہے ۔ اور مویشیوں کو تکلیف زیادہ ہوتی ہے ۔ جہاں زمین بہت سخت ہو ۔ وہاں پہلی وفادہ گمرا ہل د چلاو ۔ پہلے صرف تین چار انکل گمرا ہل چلاو اور قریب قریب سیاڑ رکھو ۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا ۔ کہ کھیت میں بڑے بڑے ڈھنے پیدا نہیں ہونگے ۔ جن کا تور نا چیچھے سے مشکل ہو جاتا ہے ۔ اور سخت زمینوں میں اس وقت ہل چلانا چاہئے ۔ کہ ابھی تک ان میں تی باقی ہو ۔ اگر باانکل خدک ہو جائیں ۔ تو ہل چنانا مشکل لہ کوڑا اور آڑو کو پنجاب میں سیاڑ سکتے ہیں ۔

نہ پنجاب میں ایسے ٹکڑے زمین کو جو اس طرح رہ جائے ۔ ناڈہ سکتے ہیں ۔

تھے جگھی ہل کی اس کٹڑی کا نام ہے ۔ جو کیسے کی طرح ہوتی ہے ۔ احمد ہل چلاتے وقت ناٹھ میں پکڑی ہوئی ہوتی ہے ۔

ہو جاتا ہے +

پنجاب میں عموماً دو قسم کے ہل ہوتے ہیں - ٹھہری اور ہل یا پلٹ ٹھہری سے ہل کی نسبت بہت گمری جو تاریخی ہوتی ہے - اس لیے زمیندار لوگ ٹھہری کو اچھا چاہتے ہیں - مگر اس کے واسطے اچھے مضبوط بیل درکار ہیں اور سخت اور حکمت بھی اُس میں زیادہ ہوتی ہے - اور ہل میں کسی قدر کم - ہل چلانے کی نسبت یہ زمینداری بخش مشمور ہے :-

ہل دا کی بامنان پھر جنگلی ڈھگاتاہنماں

یعنی ہل کا چلانا کیا جنگلی کو پکڑ کر صرف بیلوں مشکل ہے -

ہل کردار گاؤں یا سی چال یا ان اڑدی دھوڑ سے اگیاں نکل جائیں گے اس کے چلانے میں بیلوں کو ہل تے جلاتے رہیں اور ان آہتے چنانے بھائیں - سو ہاگہ ایسا جلد چلانا چاہئے - کہ دھوڑ اگتی نظر آئے - اور تین یا ایک سو ہاگہ کے واسطے چاہئیں +

پہاڑی میانداری میں کتنی جگہ سخت نہیں کہ ہل کے سوا پہاڑ سے اور کداں سے اکھاڑتے ہیں - اور پھر فصل خود سنتے ہیں - اس واسطے پیداوار اچھی ہوتی ہے - سو ہاگہ ایک مشمور کٹڑی کا آر ہے - جس سے نہیں

لہ کیونکہ پہاڑ سے اور کداں کی کھدائی ہل سے گمری ہوتی ہے +

کو جوستہ سے بندہ ہموار کیا جاتا ہے۔ اور ڈھیٹے توڑے جلتے ہیں۔ سُٹی باریک کی جاتی ہے۔ جب دو تین دفعہ مل جوت لیا۔ تو زین یہ سوہاگہ پھیرتے ہیں۔ اس میں یہ فائدے ہیں۔ ایک قریبی کے ڈھیٹے جو مل سے اکھڑے ہوتے ہوتے ہیں۔ وہ ٹوٹ کر باریک ہو جاتے ہیں۔ دوسرے زین کی سطح آلاتے اور ہموار ہو جاتی ہے۔ تیسرا جب فصل اُس میں بولی گئی۔ اور سوہاگہ اُس میں پھیرا گیا۔ زین دب جاتی ہے۔ تو کئی قسم کے کیڑے اُس کے اندر گھس نہیں سکتے۔ اور کھلی ہوئی زین میں جہاں چاہتے ہیں۔ گھس جاتے ہیں۔ اور نیچ اور نرم انگوری کا نقصان کر دیتے ہیں یہاں سے زین میں بخی زیادہ عرصے تک رہتی ہے۔ اور لوگ نہدار زینوں میں مل چلا کر اُس کے اور پر سوہاگہ پھیر دیتے ہیں۔ جس سے عرصے تک بخی قائم رہتی ہے۔ اور نیچ بولنے کے وقت فائدہ دیتی ہے۔ اگر ایسی زینوں میں مل چلا کر سوہاگہ نہ پھیرا جائے۔ تو زین خشک ہو کر بولنے کے لائق نہیں رہتی ہے۔ مل اور سوہاگہ کا عمل آپس میں ملا ہو جاتا ہے۔ گویا سوہاگہ مل کا مددگار ہے۔ اُن کے بیان کی زیادہ ضرورت نہیں ہے۔ اس آئٹے کی نسبت پنجاب میں یہ زینداری شن مشور ہے۔

شلو سیوں نہ ایک سوہاگہ۔ یعنی ایک دفعہ سوہاگہ پھیرنا سو دفعہ کے مل چلانے کے برابر ہے۔

بھٹی کھٹی کی سوچا گہ جو اس تک میں پھر جاتا
چکے۔ اگرچہ میں اُن سے سوچتے ہو جاتی ہے۔ مگر
سوچا گہ پھر لے راونگ کو دلت اور یہ میں کو تکلیف زیادہ
ہو لے ہے۔ لگتے کی جنکے کوں سوچا کے کا استعمال
کیا جاتا ہے۔ کو پہنچا ہے۔ کچھ کہ پچھے سوچا تک بیلوں
کا نور زیادہ نگات ہے۔ اور سخت ڈھیٹے اپنی طرح
نہیں ڈھلتے۔ اور ٹولی سوچا کے ان دونوں ہاتوں کی
کھفاہیت ہے۔ اس قسم کا گواہ سوچا کہ زین کے پھر
کرنے کے لئے اور زین کی سختی اور خرمی کے مطابق
بھاری اور پنکھا ہونا چاہیے۔ اشارے کے شیعے میں گول
سوچا کا اب بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے کہ
اس طریقے کی زین، زیادہ سخت ہے۔

مہاجر سبھ

کھاد

کھاد سے مراد ہے۔ کہ زین میں اسی کے ڈالنے
سے طاقت بڑھ جائے۔ اور زین میں لٹھا مانگے پیدا

لئے پنجاب میں کھاد ان ناموں سے مشہور ہے۔ کوٹا۔
گرکٹ۔ رہٹی۔ ہیل۔ ڈھیر۔ گلر۔ پاد۔ میل۔

ہو جائیں۔ تاکہ ہر ایک طرح کے لمحہ جو زمین میں
بوجے جائیں یا مرغیت لکھائے جائیں۔ وہ اپنی طرح
نشود نہ پائیں۔

کھاد لئی چڑھے۔ کہ تاں اس رہیں کو عمدہ
بنا دیتی ہے۔ اور اُس کی خصیت کے تبدیل کرنے
کے لئے فائدہ مند ہے۔ مگر اُسی صورت میں کہ زمین
کی تاثیر کے خلاف نہ ہو۔ جس کا ذکر پڑھ سکتی ہے
مخصوص لکھا گیا ہے۔

اب کھاد کی خاصیت کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ ایک
کھاد تو سرو ہوئی ہے اور دوسرا گرم۔ جو کھاد جو الوں
کا فضد ہے۔ اُس کی یہ پہچان ہے کہ جن چیزوں
کا فضد وضم ہو جانے کے بعد شکم سے خارج ہو۔
اُس کی تاثیر سرد ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ جو حیوانات
جگالی کرتے ہیں۔ اُن کے مذہ سے جگالی کرتے وقت
اُن کے فضله کے گرم گرم بخار بھاپ ہن کر نکل
جاتے ہیں۔ اور جو حیوان جگالی نہیں کرتے ہیں۔ اُن
کے فضله میں بخارات موجود رہتے ہیں۔ اس لئے اُس
کی تاثیر گرم ہے۔ جو کھاد نہایت یا جمادی ہے۔ اُس کے
لئے یہ بیان کافی ہے۔ کہ جیسے تاثیر کا مادہ اپنی اصلیت
پر قائم ہوگا۔ بعد مدل جانتے اپنی اصلیت کے جماعک
ہو سکے گا۔ دیسا ہی باتی پایا جائے گا۔ ہن کھاد جب
کسی زمین میں ڈالنا ہو۔ تو پہلے اُس کی خاصیت
دیکھو۔ بھر کھاد کو بھی اُس کی خاصیت کے

موافق ڈالو۔ اگر زین کی خاصیت گرم ہے۔ تو کھاد سرد چاہئے۔ متوسط قسم کی زینوں میں کھاد بھی متوسط خاصیت کے لحاظ سے فائدہ دیگی۔ مطلب یہ چہہ کہ زین کی خاصیتوں کی نہادوں کا لحاظ رہے۔ نہیں تو اُس کھاد کے ڈالنے سے کچھ بھی فائدہ نہیں ہو گا۔ اور سخت بر باد جائیگی۔ چکنی زین کی تاثیر چونکہ سرد ہوتی ہے۔ اس لیٹے اسی میں کھاد گرم ڈالی چاہئے۔ اور ریت والی زین میں جس کی تاثیر گرم ہے۔ اُس میں سرد خاصیت کی کھاد ڈالی جائے۔ اسی طرح پر مرکب قسم کی زین میں کھاد بھی مرکب قسم اور خاصیت کی ڈالنی لازم ہے۔

کھاد کی قسمیں

۱۔ مویشیوں کا گور اور پیشاب اور انسان کا بیان اور پیشاب۔ یہ چیزوں جملہ اثر کرتی ہیں۔ زین کو طاقت دیتی ہیں۔ پیداوار کو بڑھاتی ہیں۔ خصوصاً یہ کھاد ہر قسم کی ترکاریوں اور سبزیوں کو فائدہ مند ہے۔ جیسا کہ شروع اور قصبوں کے قریب قریب کے کھیتوں میں اسی قسم کی کھاد کی مدد سے ہر قسم کی ترکاری اور سبزی ریاہ اور جلد ہو جاتی ہے۔ خصوصاً موٹی تازی مویشی کا گور اور پیشاب طاقت در زیادہ ہوتا ہے۔ اور دُبی اور کم نور مویشیوں کا ایسی طاقت نہیں رکھتا۔ وجہ یہ ہے۔ کہ دُبی مویشی کے

جسم کی بناوارٹ سکے والے بھتے ہیں۔ جو کام کے دلائل میں
بنتے ہیں۔ وہ جسم کی بھتے ہیں جو اسے جا لے ہیں۔ اور جو کی
مویشی کے جسم کی بناوارٹ پہنچے ہیں۔ سے پوری ہوئی
ہے۔ اس والے قریب تمام کے ائمہ فرضیہ میں
آجلاستے ہیں۔ یہ کھادیں بڑے سکھ پیڑھی ہی سے نکلے ہوئے
ہے گلی ہوئی ہوئی ہیں۔ اس والے بست نامہ
دینی ہیں ۴

۳۔ اور ختوں اور پھر کمکی کی میانگیاں۔ اس
کھاد میں پہلی قسم کا کھاد۔ سے کسی قدر تاثیر کم ہے۔
تاہم یہ نسبت اور کھادیں سکے ہے بہت اچھی کھا ہے۔
یہ کھاد جلد اثر نہیں کرتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جب
کھیتوں میں ڈالی جاتی ہے۔ تو مشی میں مل کر جلد
نہیں گئی۔ ہاں جبکہ گلی ہو گئی۔ تو فائدہ ضریب
دیگی ۵

۴۔ میانگیاں کے پہنچے اور چھوٹی چکوٹی گلی ہوئی
ٹھیکیاں ۶۔ جبکہ کھاد کا کام دینی ہیں۔ یا اس کر
پانوں کے پانوں اور درختوں کی پہنچ سکے۔ اس
بڑی سفیدی ہیں۔ کیونکہ اس کھاد میں وہ رجنا زیادہ
ہیں۔ آنے سے پوچھلی کی بناوارٹ ہے۔ اور بچانی میں
۷۔ مادہ سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس کھاد کو پہنچے
ایک ٹکڑے جمع کر کے گلایا لینا جا ہے۔ پھر کہتے ہیں
ڈالی جائیں۔ اگر بچی کھاد کویت ہیں ڈالی جائیں۔ تو

۸۔ بخوبی میں اسے سکھوں لکھتے ہیں ۹

کیڑتے پہدا ہو چاہیے ۔ اور پھر وہ اپنے اور بے
سیں ہیں وہ سے دیجئے ۔ تو ان کا لکانہ مکمل ہو جائیگا۔
لیکن رکھنا چاہیے ۔ کہ تاریخ کیا کیا کسی قسم کی ہو۔ اچھی
نہیں ہوتی ۔

۴۔ ہم ۔ گھر بھی اور اپنیں کا فضل ۔ زیندار اپنی
اپنی سمجھ سے اسی کھاد کو تاہم قسم کی نکتہ ہیں۔
بھی نکتہ ہیں ۔ کہ یہ کھاد گرم ہے ۔ کھینتوں کو نکل
کر دیتی ہے ۔ تو اُن کی درست ہے ۔ اس لئے
کہ اس کھاد کی خالیہ خردہ گرم ہے ۔ مگر یہ کھاد
تاہم قسم کی نہیں ۔ اچھی کھاد ہے ۔ اور اپنا اپنی
جیتا دکھاتی ہے ۔ جب ہے تازہ کھاد دیتیں ہیں ڈالی
جائیں ۔ تو بد شک ایسا فائمہ نہیں دیگی ۔ جیسے کہ
کوئی ہوئی کھاد ناگہہ دیتی ہے ۔ اگر خردہ کے دلت
تازہ بھی ڈالی مٹھوڑ ہو ۔ تو پھر پانی زیادہ دیتا
چاہیے ۔ جوکی سچی کی دیتی ہیں مگر یہ کھاد ڈالی
جائیں ۔ تو ناگہہ ہو گا ۔

۵۔ کوڑا سرکٹ اور راکٹ ۔ جب یہ سکل مٹھ جائیں۔
تو اچھی کھاد ہو جائیگی ۔ سرکٹا اور لانا مکمل کر جب
سچی جیسے ہو جائیں ۔ تو بھی اچھی کھاد نہیں ہوتی
ہے ۔ سیکوئک ان ہیں کھانا مادہ زیادہ ہوتا ہے ۔ جس
کھستہ ہیں ۔ کھاد ڈالی جائیگی ۔ فائکہ نہیں ہو گا۔ البتہ ہدی
گی کاٹتے کے لئے کسی قدر ناگہہ دیگی ۔ اگر سرکٹوں
کے پنچب ہیں کافی نکتے ہیں ۔ دیکھو حاشرہ صفحہ شاہ بڑا ۔

کو آگ میں جلا کر اُس کی راکھ کر لیجی اور پھر کھیت میں ڈالیں۔ تو کسی قدر یہ راکھ فائیڈہ دریگی۔ لیکن کھیت میں ڈالنے سے پسلے کچھ خرچے تک یہ راکھ پڑھی رہے تو تب اچھی کھاد ہو چاہیئی ۔

لہ - پڑیاں اور چوند - اگر یہ دونوں پیشیں کوٹ بکر پاریک کی ہائیں۔ تو یہ کھاد بھی اچھی ہے۔ مگر اس طبق میں اس کا رواج نہیں ہے۔ پڑیاں اور چوند اگر دونوں جلا کر کوٹے جائیں۔ تو کھیتی کو بہت فائدہ دیتے ہیں۔ یورپ کے مکون میں چونتے کو بڑے شوق سے کھیت میں ڈالنے ہیں۔ اور ڈالنے کے وقت اس کے طریقے اور اندازے کا خیال رکھتے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ کہ کاشتکاری کے داسٹے ایک عمرہ کھاد ہے۔ جتنا یہ کھاد فائدہ دیتی ہے۔ اتنی اور کوئی چیز فائدہ نہیں دیتی ۔

اس چونتے کی تاثیر سے خوناک میں وہ طاقتور مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جس سے جیوان اور انسان کی ہڈیوں کا وجود بنتا ہے۔ درختوں اور کھیتی کھا پو دوں کی نکڑی جو ہڈیوں کی طرح ہیں۔ اُس کی مدد سے بن جاتی ہیں۔ چونتے میں ایک وصف یہ ہے۔ کہ مدت سے زمین میں بیکار پڑھے ہوئے جو مادے پو دوں کے کام نہیں آسکتے ہیں۔ وہ اس کی تاثیر سے تمیل جاتے ہیں اور پھر درختوں اور کھیتی وغیرہ سکے پو دوں کے بڑھاتے اور سر سبز رکھنے کے

لکھاں میں آ جاتے ہیں ۔ یاد رہے ۔ کہ اور قسمی کھاد کی طرح بے پر دنیا سے چونتے ہوں ۔ ستحمال کرنا اچھا ہیں چہ ۔ جب تک اُس کو درست اور برتاؤ سے رانق نہ بنایا جائے ۔ جیسا کہ ہم نے تو صرف دکھل کیا رہتے ۔ تب تک کھیت میں نہ ڈال جائے ۔ کیونکہ اُس کا ڈال بے فائدہ ہے ۔ بلکہ ایسا چوند نتھماں دیکھا اگر کسی زیر میں چوند پیٹے ۔ سے سویڈ ہو ۔ دنیا ایکی چونتے ڈالنے سے پکھہ ہاندہ نہیں ۔ چوند ڈالنے سے پہنچ یہ دریافت کرنا چاہئے ۔ کہ اُس کھیت میں چوند کا مادہ ہے ۔ اگر اُس کی پہچان کریں نہ جانتا ہو تو پہنچ پہچان میں نہ آ سکے ۔ تو بہتر ہے ۔ کہ پہنچ کھیت میں نہ ڈال جائے ۔ چونے کی سویڈگی اور دریافت کرنے کا قانونہ مٹی کے بیان میں لکھا گیا ہے ۔

پہنچنے کے درست کرنے کی پہلی ترکیب
* اول رکھنے کی پہلی ترکیب
پھر اتنا ہی سویٹیوں کا گوہ اُس پر بچھاؤ ۔ اور اُس کے اوپر اُس قدر ایک ڈال کی اور چڑھاؤ میں خوب دباؤ ۔ تو دو ڈھانیں میں ایکی کھاد میں جائیں ۔

چونے کے درستگار نگی و سری ترکیب

مشائیا اور چھانا ہٹھا پورا قلعہ - لندن کی - پچھی ہوں
راکھ یک من - پھٹکے کے پکے بھٹکے ہوئے ہوں ۶۰ تار
سویٹیوں کا گرد ہے من - اکتوبر کے پیٹھے میں گلڑا
کھوکھ کر ڈالیں اور اس میں لٹھوٹا سا پانی بھی پھٹک دیں
پھر اس کے اوپر پتھر ڈال کر دبا رکھیں - تو پتھر
پہنچنے میں ابھی کھاد بن جائیگی ۶

ایسے پتھر کی میں ہوئی کھاد کو ٹھوڑی ٹھوڑی
کھیتوں میں ڈالیں - تو فائدہ اٹھائیں ۷

۷ - پیاسنے مکاؤں اور دیواروں اور گلی کو جوں
کے شور گڑ - یہ کھاد بھی ابھی ہے - خصوصاً خبار
کی جس کے قاطل بہت ہی فاکٹری مند ہے ۸

۸ - شراب کا فضٹ نیشک کر، جس کو اچھا ہے ۹

۹ - نیل کی کھلیاں اور اس کے شوکے ہوئے
پتھر سے پانی کے اثر جنسوں کو پیشہ دیں ۱۰

۱۰ - کن کے پورے کر جب اس میں بھول مکھ
اٹھیں - جس کھیت میں پوٹ کھٹے ہوں - اس میں
ہل چلا دے جائیں - اور جسی میں ٹاریکے ہائیں -
جب وہ ہل جائیں - تو سب قسم کی کھیتی کو ملے
کھاد ہے ۱۱

۱۱ - پتھر ایشیوں و خودوں کی جڑوں میں جلا کر کے
لئے اس کو لارن لکھ دیں ۱۲

نوجیک کھاد کے خوبی کوٹ کر ڈالیں ۔ پھر پانی اس میں زیادہ دیا جائے ۔ تو کھاد کا کام دیکھئے ۔ درختوں کی جڑوں کو مٹھوڑ کرتے ہیں ۔ اور پھر اس میں ترویجہ اور مٹلا پیپدا ہوتا ہے ۔ خاص کر آم ۔ اسکے اور بکھور کے ڈا سٹلے فائدہ مند ہے ۔ ایشیں بھی کوئی چاہیں ۔ زیادہ سخت نہ ہوں ۔ کیونکہ زیادہ سخت ایشیں سچی میں بھی تا خیر نہیں کر سکتی ہیں ۔ اسی ڈا سٹلے زیادہ قائم نہیں دیکھی ۔

۱۱۔ چالوں کا غنی ۔ کھاد کی طرح انگور کی جडیں میں ڈالا جاتا ہے ۔ اس سے انگور کے پھل موجود اور لذیذ ہو جاتے ہیں ۔ بعض لوگ تو بھوٹ چھوڑ جانوں اور سکھ بیلی مار کر انگور کی جडیں میں اسی مطلب کے سلسلہ دبادیتے ہیں ۔ اس سے بہت فائدہ سچھے ہیں ۔

۱۲۔ بازار کی نالیوں کا پانی اور بکھڑ ۔ یہ اچھی اور جلد اٹھ کر سکتے والی کھاد رہیں کی جیشیت کو ٹھہرانی ہے ۔ پسہ ادار ہیں ترقی دیتی ہے ۔ اسی طرح اگر دیدات کی گئی انہوں کا پانی برسات کے موسم میں کھیتیں کو دیا جائے ۔ تو بہت اچھا ہے ۔

۱۳۔ پوکھروں اور نالاہوں اور نہروں کی سطح بالائی کی سچی ۔ سچھے زیندار اس کو بھی اپنے کھیوں میں

ڈالتے ہیں۔ کیونکہ ان کی سطح پر عدہ چکنا پنچ جمع رہتا ہے۔ اس لئے پوتوں کی اچھی پسروش ہوتی ہے۔ اسی طرح دریا کا سلاب اور بھاری ندی نالہ جس میں مٹی پر آیا پانی ہو۔ وہ بھی جس کھیت میں ہو کر گمراہ جائیگا۔ کھیت کی ہیئت کو بڑھائیں گا۔ بشرطیکہ کھیت کی مٹی پہاڑ کرتے ہے جائے۔ دریا کا اُمنڈا اُ۔ اس کے پڑ جانے سے زمین کی ہیئت عدہ ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ اس میں ریت نہ ہو ۔

سب سے زیادہ خوبی اس میں اور تلااب دلیرہ گلیوں کی مٹی میں جن کا ذکر اور پڑا ہے۔ یہ ہے۔ کہ جس زمین میں ان کو ڈالا جائے۔ اس میں کئی برس تک خراب قسم کی گھاس پیدا نہیں ہوتی ہے۔ صرف جس بیٹھ جائے۔ وہی پیدا ہوگی اور اس میں نلائی کی ضرورت کم پڑے گی۔ اور زمین کی طاقت بھی قائم رہے گی۔ وجہ یہ ہے۔ کہ دریا کی سیخورت اور جگناپن میں گھاس کے ختم اور جڑیں ایسی نہیں ہوتی ہیں۔ جو

لہ پنجاب میں اس چکناپن کو پنا سکتے ہیں ۔

گئے پنجاب میں اس کا منہ سکھتے ہیں۔ اصل یہ ہے۔ کہ اگر دریا کے امنڈ جانے سے دریا کی مٹی کی کھیت میں پڑ جائے۔ تو اس کھیت کی ہیئت بڑھ جاتی ہے۔ اگر دریا کے امنڈ اور ریت گر جائیگی۔ تو کھیت بالکل خراب ہو جائیگا۔

تھے پنجاب میں اس لفظ کو پنا سکتے ہیں ۔

پیدا ہو جائیں۔ بکہ پانی اور مٹی میں لگی ہوئی گھاس اس مٹی کے ساتھ کھیتوں میں پڑے جاتی ہے۔ پھر ایسی زمینوں میں زیادہ پر چلاتے اور اکھڑا لئے کیا کیا غرورت ہے۔ کیونکہ یہ دونوں چیزوں کھاد کی بحیثیہ ہیں۔ بعض کھیت میں یہ دونوں چیزوں پڑے جاتی ہیں۔ اور اس حسر کی مٹی میں نرم اور سخت ہوئی ہے۔ اور اس حسر کی مٹی میں ڈھیلے بھی نہیں ہوتے ہیں۔ جب تا لاب اور پوکھریوں کی مٹی میں ڈھیلے پہیا ہو جائیں۔ ان کو قدر کر درست کر لیں ۴

۱۵۔ برف اور ایسے۔ اگر فصل چھوٹی پھٹی ہو۔ اور ابھی تک اس کے پودے ایسے سخت ہو گئے ہوں۔ کہ ٹوٹے جائیں۔ بکہ ایسے ہوں جو شیرٹ ہے ہو کہ پیدا ہو جائیں۔ تو اس پر برف کا برسنا اور اداں کا گزرا ناگزرا دیگا۔ اور کھاد کی طرح پودوں کے پڑھنے اور سر سبز رہنے میں مدد پہنچیگی۔ اس صورت میں کہ جب بہت زیادہ ہو۔ چنانچہ بعض پھٹی علاقوں میں جمال برف سمجھی سمجھی پڑتی ہے۔ وہاں جس سال برف پڑ جائے۔ اس سال میں ہر نسبت دوسرے سالوں کے فصل اچھی ہوئی ہے ۵

۱۶۔ پسند جانوروں کی بیٹ۔ یہ ایک عمدہ کھاد ہے۔ جو پلٹے ہی سے گلی ہوئی ہے۔ جس زمین میں لئے اموں کو پنجاب میں امک یا گڑھے سکتے ہیں ۶

ڈال جائے۔ اُس کی چیخت کو اپھا بنا دیتی ہے۔
خصوصاً کھوڑوں اور بھلوں کی بیٹ بہت ہی عمدہ
شار کی گئی ہے۔ اُن دو فو بیٹوں کو ٹاکر ڈالا
جائے۔ تو علیہ علیہ ٹالے جائے کی نہت اُن
بھی زیادہ ناگزہ دیجی ہے۔

پھر چالنے کی بیٹ۔ ڈالنے۔ بچہ دلیرہ بوجنی
جگ سندر کے کنارے پڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اُن
کو سیٹ کر انگوٹھی اور دوسروے مکون میں کے
جلتے ہیں۔ رہاں تک زینہ اور خیر کر اپنے کھینچوں
میں ڈالنے ہیں۔

کا۔ کھل۔ بعض مکون میں اس کو پانی میں
بھکو کر کھیت میں ڈالنے ہیں۔ اس سے بھی پوچے
اور درخت پڑھتے اور پھیٹتے ہیں۔ اس مک میں اس
کھاد سے کوئی واقف نہیں ہے۔ جس مویشی کو
کھلی کھلانی جاتی ہے۔ اُس کا گورہ دوسروے گورہ سے
ٹاکٹور ہوتا ہے۔ مگر ڈبی مویشی کا گورہ زیادہ
فانگہہ نہ نہیں۔ لام پلی ہوئی مویشی کا گورہ۔ اپھا
جوتا ہے۔

کھاد کی نسبت عام لوگوں کے خیال

اس کاک میں بڑے بڑے شرودیں اور قصبوں کے
سماں کہ اُس جگہ وگ کسی قدر خاہش کھاد کی کرتے

لہ اس سیل کو گاؤں کھتے ہیں۔

ہیں۔ عام زیندار اس چیز کی پرواہ نہیں کرتے۔ دوسری ولایتوں کے لوگ جو کھیتی کے فن سے واقف ہیں۔ اور تجربوں سے اچھی طرح ثابت کر چکے ہیں۔ اس کھاد کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ اور ان سے اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ خواہ کسی ہو یا کہیں پڑھی ہو۔ لفڑت نہیں کرتے ۴

ملک چاپان میں زینند اروں نے سڑکوں کے کناروں پر آئے جانے والے مسافروں کی رفع ضرورت کے لئے پاٹانے بنائے ہیں۔ اور ان میں بہت رکھے ہیں۔ جب کسی قدر بول ویران جیسے ہو جاتا ہے۔ اٹھا کر کھیتوں میں ڈال دیتے ہیں۔ ضرورت نہیں ہوتی۔ تو ڈھیروں میں اس کو رکھ چھوڑتے ہیں ۴

جو زیندار لوگ گاؤں سے شروں میں ترکاری بزی پیچھے آتے ہیں۔ پھر تے وقت اپنے مویشیوں یا اپنے کانڈھوں پر جیسی کہ صورت ہو۔ شروں سے کھاد اٹھا کر اپنے گاؤں کو لے جاتے ہیں۔ اور ملائی اپنے کھیتوں میں ڈالتے ہیں۔ یہاں کے زیندار مویشیوں کے گوہر کو خشک کر کے جلاتے ہیں اور ان کے پیشاب کر لے پرواہی سے ضائع کرتے ہیں۔ البته پھاڑی علاقوں کے لوگ خشک پھاڑ کے دامن میں

لہ جو علاقہ خشک پھاڑ کے دامن میں ہے۔ ایسے دہلات کو جو خشک پھاڑ کے دامن میں آباد ہیں۔ پنجاب میں کٹھی کہتے ہیں ۴

آباد ہیں) اور گاؤں میں بھیڑ بکری یا دوسرے مویشی کو کھیتوں میں بھاٹتے ہیں۔ تو ان کی سیگنیاں اور گوبہ پیشاب کھیت میں مل جاتا ہے۔ جس سے پیداوار نیادہ ہوتی ہے۔ اگر یہ عمل وہ لوگ کھوڑے خرچے تک کرتے ہیں۔ یعنی جب تک کہ بحالت کے حوصلہ میں مویشیوں کو گھروں کے اندر کھیاں اور چھپر تک کرنے لختے ہیں۔ اس عمل کا ان کو فائدہ معلوم نہیں۔ اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ کھیت میں ہو مویشی بیٹھ جاتے ہیں۔ تو اس کے جسم کی گرمی کے اثر سے زمین کی پیداوار بڑھ جاتی ہے۔ اصل میں ان کا یہ خیال درست نہیں۔ بلکہ ان جانوروں کا پیشاب اور فضل بوزیں میں اگرتا ہے۔ اور ڈال ان گر کر کھاد میں جاتا ہے۔ اس کی تاثیر سے پیداوار ہو جاتی ہے۔ یہ خیال کسی کسی کو ہے۔ ہونکہ اس کی اہمیت معلوم نہیں۔ اسی واسطہ اس کے فائدے سے خوبی ہیں۔ بعض لوگ بنٹی اور ڈھاگ اور پلاس وغیرہ درختوں کی چھوٹی چھوٹی لکڑیاں اور پتے کھیتوں میں کھاد کے ہلے ڈال دیتے ہیں۔ یہ بھی ان کی سمجھ کا پھر ہے۔ کہ درخت سے اٹاوار سے اور کھیت میں ڈال دئے۔ اگر سیٹ کر اول ایک گڑھے میں ڈال کر پانی بھر دیں۔ جب گل جائیں اور اس سے بھک ٹھنڈے گے۔ پھر کھیتوں میں ڈالیں۔ تو فائدہ ہونگا۔ اور پیداوار میں بھی ترقی ہوگی۔ پس اڑی

عقلتوں میں زیندار لوگ پہلے کاشیں درختوں کے پتوں
کی کھاد بناتے ہیں۔ اور بہر پتے کھاث کر یا خشک
پتے سترے ہوئے اکٹھے کر کے مویشی کے گوبر کے
ساتھ آپس گلٹھے ہیں ڈال دیتے ہیں۔ ایک سال
کے عرصے پس اس عمل کے ذریعے عمدہ کھاد بن
جاتی ہے۔ پھر ڈال سے اُنھا کر کھیتوں میں مل
دیتے ہیں ۴

کھاد آگ کھل ہوئی رہتے ہیں۔ اور یہا اسی پر اپنا
اثر کرنی رہے۔ تو اس کی حیثیت ہوں جائیگی۔ اور
نواب قشم کی ہو جائیگی۔ کیونکہ کھاد کا اصلی مادہ
بچکت ہے جو زین کی پیداوار کو فائدہ پہنچاتی ہے۔
جب کھاد کھل رہی ہے۔ تو اُس میں سے وہ بچک
لکھ جائیگی۔ اور کھاد ناکارہ ہو جائیگی۔ ایسا عمل کتنا
مناسب ہے۔ کہ جس وقت کھیت میں کھاد ڈالی جائے۔
اسی وقت کھاد ڈال کر جلدی سے مٹی میں ملا دی جائے۔
کھل ہوئی کھاد ہوا میں کھیت کی سطح پر پڑی نہ رہتے۔
ورش دری نفحی کھلی پڑی رہنے سے عاذه ہو گا۔ جس
کا ابھی ذکر ہو چکا ہے۔ مالی ٹکڑے تو مول کے پاس
جو بھوڑی بھوڑی نہیں ہوئی ہے۔ وہ اپنی اپنی
زینتوں میں کھاد ڈال کر جلدی ہل چلا دیتے ہیں۔
اسی قابل سطح ان کے گھیتوں میں اچھی پیداوار ہو جاتی

۱۰ = خصور درختہ ہیں۔ جس کو عنودہ کھتے ہیں ۴

۱۱ = پنجاب میں ایسی قومیں اماں بھی سائیں ہیں ۴

ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اگر کھاد کھیتے ہیں جلد ملا دی جائے۔ تو اُس کی بھیک کی تائید عنانع نہیں ہوئی۔ یکلہ زین کی حیثیت کو بڑھا دیتی ہے میں عام لوگ جن چند کھاد جمع کرتے ہیں۔ وہاں اُس کو یہاں خشک پڑا رہنے دیتے ہیں۔ اگر عجھے ہا کھو دکر اُس میں بچ کریں اور اُس میں ضرورت کے موافق پانی چھپوڑ دیں۔ اور اور پہ مٹی ڈال کر رہا دیں۔ تو یہ کھاد کے عاستھ عمدہ عمل ہے۔ یکلہ اس حمل سے سب کوڑا کر سکت جو کھاد ہیں چونکا۔ وہ اچھی طرح حمل جائیں گے۔ اور مٹی بھیک جو اُس میں پیدا ہوگی۔ اُس میں سے نکلنے نہ پائیں گے۔ کہ اس بات کا تصور خیال رکھو۔ کہ جب کھاد ڈالا تھا تو نکالو۔ بہت جلد کھیتے یہ مٹی میں اس کو ملا دو۔ اگر کھلی پڑی رہیں گے۔ تو اُس کی بھیک اُڑ جائیں گے۔ اور اُس کا اثر جاتا رہے گا جب کوئی جنس فطاروں میں نکالن ہو۔ تو صرف قطاروں یا نالیوں میں کھاد ڈال کر بونا چاہئے۔ پھر ضرورت کے مطابق اُس پر مٹی ڈالی جائے۔ تب یہ کھاد فائدہ دیگی ہے۔

واضح رہے۔ کہ جس قدر کھاد باریک اور سکھی ہوئی ہوگی۔ اُس قدر جلدی فائدہ دیگی۔ وجہ یہ ہے۔ کہ کھاد سے جو باریک اجزا پیدا ہونگے۔ وہ جڑوں کے سوتوں کے راستے چڑھ کر پودوں کو غذا اور بڑھنے کی طاقت دیں گے۔ اگر پودوں کے بڑھانے کے واسطے

کھاد کا اثر جلد پہنچانا منتظر ہے۔ قوائد کی جڑوں
 میں اچھی باریک کھاد پانی میں گھول کر ڈالنی چاہیے۔
 تاکہ پانی کے ساتھ بھی نظیف، جذبہ اور باریک غائیں
 جڑوں کے سوتوں کے راستے اُن کو جندی فانگہ پہنچائیں
 اور وہ پودے جلدی بڑھنے شروع ہو جائیں۔ یہ بات
 ثابت ہو چکی ہے۔ کہ عصری مادتے درختوں اور
 جڑی بولیوں و شیرد کی پیمائش کے سبب ہیں۔
 اور زمین کے اجذبہ اُن میں پھس کر غصہ اور گھاس
 اور پر قسم کے پھول اور پھل پیمائیں۔
 جب یہ پھل اور پھول پر قسم کے انسان اور
 حیوان کھاتے ہیں۔ تو کسی قدر اُن کے جسم کے
 جزو ہیں جستے ہیں۔ اور جو باقی رہے۔ وہ فضل
 ہیں کر نکل جاتے ہیں۔ وہ اپنے اصلی متصوفوں
 میں تبدیل ہو کر زمین میں مل جاتے ہیں۔ ان دلیلوں
 سے ظاہر ہے۔ کہ جو خوراک کھا اصلی اثر ہوگا۔ یا
 جو غذا کی اصلی طاقت ہوگی۔ اُن کا بھی جزو اُن
 خوراکوں کے فضلے میں باقی نہ ہے جائیں گا ۷ یہی سب
 ہے۔ کہ انسان کا فضل سب حیوانوں کے فضلے سے
 اقل درجے کا شد کیا جاتا ہے۔ پھر چار پاؤں اور
 پرندوں وغیرہ کا۔ پھر ہر ایک انسان اور حیوان کا
 فضلہ کہ جیسی جیسی اُن کی خوراک ہوگی۔ یہی ویسی
 اُس فضلے کی تائیر ہوگی ۸

حکایاتِ مشہور

فوجوں ہیں صدراچہ رنجیت سنگھ کی سلامت مشور ہے۔

انتقی سے علائقہ بجوات تے ایک زیندار کے کھیت ہیں اُن کا دیرا اُترا تھا۔ بعد یو جیہے اُس کا کھیت ہرا ہو گیا۔ وہ زیندار یو مرض تھا۔ پہت دولت مند ہو گیا۔ اسی دیہ کوئی خیال نہیں کرتا۔ کہ کیا تھی۔ اصل حال یہ ہے۔ کہ وہ کھیت ہوتا ہوا تھا۔ چبڑا دیرا تھا دین وائی رہا۔ حیوانوں اور انسانوں کی خواک کے لئے ہوتا ہے۔ اُس میں سست کوئی کوئی دادا گرتا رہا۔ وہ زیاد میں باقی رہا۔ اور وہ وقت بھی رجع کے فصل کے بونے کا تھا۔ باش بھو اُس موقع پر خاطر خواہ ہو گئی۔ اس لئے پھر یہ اُس میں تھی پیدا ہو گئی۔ اور کھاد کی زیادتی کے سبب اُس کھیت کی نصل نے خوب خود چکڑا۔ اور پکنے کے بعد کافی گئی۔ زیندار کے ہاتھ خلا مفت آیا۔ جس سے اُس کی دولت بڑھ

عنی +

کھاد کی قسمیں

عام اصول سے کھاد تین قسم کی ہے۔ جیوانی
نباتی۔ چمادی۔ ایں تینوں قسموں کی بھی دو قسمیں
ہیں۔ قدرتی۔ مصنوعی۔ جیوانی وہ ہے۔ کہ جو

جو ان کے جسی اجزا یا بول براز سے ہو +
 بناق وہ کھاد ہے - کہ جو تندستی یا مختنوعی طور
 پر بیانات سے حاصل ہو +
 جمادی کھاد ایک قسم کی مٹی کو دوسرے قسم کی مٹی
 میں ملانا مراد ہے - اور چونا اور تک بقیہ اس کھاد کی
 قسموں میں شامل ہیں - جوں تک ہو سکے - زیستیاروں
 کو اس کے برتاؤ اور جمیع رکھنے کا خیال کرنا چاہئے -
 اور اس کے فائدوں کی طرف بھی دیکھنا چاہئے - امید
 نہیں - کہ سوائے کھا، کے کھیتی ہیں تھری ہو - اس
 معاملے میں کافیوں نے تھر بول سے ناجائز کیا ہے -
 کہ ایک آدمی کا سال بھر کا براز ایک - ایک اراضی
 کے داخلے کافی ہو سکتا ہے - اگر ان کو احتیاط سے
 رکھ کر استعمال کریں - اس طریق پر انگر کھیتوں میں
 ڈالا جائے - تو اچھا ہے - کھیت میں نال کھو دیں - پھر
 نکٹی یا طین کی ڈیاں بنانے کر اس نالی پر رکھ دیں -
 جب وہ نالی پر ہو جائے - اس کو مٹی سے واب دیں -
 پھر دوسری نالی کھو دکر ڈیاں آئے ہو ہائیں - پھر
 دوسری جگہ بھی ایسا ہی عمل کیا جائے - یہاں تک
 کہ تمام کھیت میں اسی طرح پر نالیاں کھو دکھو دکر
 آدمی کا براز جب اس میں بھر جائے - مٹی سے
 واب دیا جائے - تو یہ سکھوڑی کھاد بھی بہت سی
 زمین سے داخلے کافی ہوگی +

پتوکھا سبق

گھر کی حفاظت

اس ملک میں تخت (جج) کی حفاظت الیکم ہوتی ہے۔ کہ جس کا پوناہ ہونے کے برابر ہے۔ اسی سبب تھے ہر جنس میں اس کی کمی کمی قسم کی ٹاؤنیں ہر یا تو دو غلہ جنس ہوں کہ ایک تو پیداوار میں لقی آ جاتا ہے۔ دوسرے طبقے بڑے بڑے بازاروں میں اس کی قدر نہیں ہوتی ہے۔ اور سنتی بکتی ہے۔ یہاں سے جب سو داگ لوگ دوسری ولایت کو سے جاتے ہیں۔ تو دہاں بے قدری اور بے غرضی۔ تھے اس کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ عموماً زیندار لوگ اس ملک میں بونے کے لئے تجھ کا غلہ پازار سے یا کسی سا ہو کار سے لیتے ہیں۔ بازاروں میں اور سا ہو کاروں کے ان پر ایک جنس کو خواہ وہ کمی قسم کی ہو۔ عموماً ایک جگہ ملا گرہ رکھنے دیتے ہیں۔ اس لئے کمی قسم کی جنس اس جنس ہے۔ اسی لئے جانی ہے۔ جو زیندار اپنے گھروں میں بھی تخت رکھتے ہیں۔ وہ بھی کمی حاصل قسم کا

اور جا چدا نہیں رکھتے۔ بکہ وہ غلہ طا جلا ہوا ایک
ہی خمنہ کا ہوتا ہے +
اگر خاص طور پر کسی قسم کا غلہ بولنا جائے۔ تو
کاشتے کے وقت اُس کی حفاظت نہیں رکھتے۔ اس
جس کے آور قسموں کے ساتھ ایک ہی خمنہ میں
اُس کو کاٹ کر آچھا کر کے پھر ملادیتے رہیں۔ علم
تجم اور ایک قسم کا ہونا بہت ہی ضروری ہے۔ اس
میں فائدہ ہے ہے۔ کہ اس جس کا سمجھیت ایک ہی
وقت پر پک کر کاٹا جائیگا۔ اور اُس کے سارے دلے
اپنی اصلی بڑائی اور سوتاں میں یکساں پکے ہوئے اور
صاف نکلیں گے۔ اگر ایک ہی جس کے مختلف قسموں کا
ٹاہکا تجم بولنا جائے۔ تو اُس کے بھتھے پرے پھٹے
پک جائیں گے اور بستے رہیں گے۔ پھر غلہ بھی بھونڈنے
صورت اور مختلف قسموں کا ہوگا۔ اچھا اور صاف تھیں
ہوگا۔ اُس میں ایک ہی بھی خرابی پیدا ہو جائیگی۔ کہ
جس پر دوں کے دانے سمجھیت میں پہلے پک جائیں گے۔
وہ سمجھیت میں اُس وقت کھڑے رہیں گے۔ جب تک کہ
سارا سمجھیت د پک جائے۔ اُن کے پکے ہوئے پر دوں
کے دانے اپنی عمر طیبی سے اگر کر خود بخود یا کسی حصہ
سے زین پر گر جائیں گے۔ اور جب دوسرے برس
اُس جس کو بولنا جائیگا۔ تو وہ دانے جو گئے ہوئے
ہیں۔ اُس بولنے ہوئے نیچ کے دالوں کے ساتھ
لئے پنچاب میں خمنہ کو۔ پڑھ۔ پیش۔ کھلواڑہ کہتے ہیں +

پیدا ہو چاہیئے۔ اگر اچھا یا کسی خاص قسم کا بیج
ڈالا ہے۔ تو اُسے بھی دو شدہ کر دیں گے۔ پھر یہ خود رو
غلظہ ہمیشہ گرتا اور پیدا ہوتا رہیں گا۔ اور خراب گھاس
کی طرح کھیت کی چیختت کو بکھار دیں گا۔ اور پھر
اگر اُس کو اصلی غلتے کے بادوں سے جدا کریں۔
تو بڑی تحریر اور پہچان چاہیے۔ ایسی حالت دھان
کی قسم میں زیادہ ہوتی ہے۔ ہر قسم کے غلتے میں
آسکے تیچے پک جانے سے اور پکھ نہیں۔ تو یہ
خرابی جس کا ذکر انہی ہو چکا ہے۔ ضرر ہی پڑ جائیں
ایسی فصل کا تیار ہونا ایک وقت پر مشکل ہے
اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ جو ہر پودے جس قسم
کے اُس کھیت میں پک جائیں۔ صرف وہی کاٹ
لئے چاہیں۔

جو جنیں دال کے کام آتی ہیں۔ اگر ان میں
کمی قسم کی ملاوٹیں ہو گئی ہوں۔ تو اچھا نہیں۔ جب
ان کو پکا دیں گے۔ تو بعضہ مانے جلد گل جائیں گے۔ اور
بعضہ میر نک پکتے رہیں گے۔ اور پھر بھی نہ گائیں گے۔
ان داؤں کو جو گلائیں سے نہ گلیں۔ کیا کہتے ہیں۔
دال میں اس کا ہونا اچھا نہیں ہوتا۔ زمینداروں
پر بیج کی حفاظت اور اس کی صفائی اور عمدگی
رکھنی بڑا بھاری فرض ہے۔ مگر اس نک میں بڑی

لہ پنجاب میں اس قسم کے دانے کو کوہ کو سہتے ہیں۔

بے پردازی سے اس کو رکھتے ہیں۔ اور کوئی خیال نہیں کرتا ہے۔ جیسا گھر میں ہوگا یا کہیں سے مل گیا۔ دیا ہی بہ دیا۔ اچھی بُری پہاڑی کی خبر اُن کو نہیں ہوتی۔ اور نہ پکھ۔ اچھی فصل کا اُن کو خیال ہوتا ہے۔ بلکہ کہیت کو جوست کر شکھ کا ہو دینا ہی اپنا فرض کرکے ہیں ۷

اگر ایسا عمل کیا جائے۔ کہ جب پوئے یا درخت کے پکلی پکنے پر آئیں۔ جب بچت کھیتی نہ کافی ٹھنڈی ہو۔ اور پھر نہ کوئی ٹھنڈے ہوں۔ پہلے اُس سے بڑتے بڑتے خونکے اور پھیلے اور پھل علیحدہ چین کر لوں ہیں۔ بولنے کے وقت ۸ چنان ہو جائیں۔ تو ہر جس کی عدہ اور غالص پیداوار ہوگا کریں۔ ۹ بھی یاد رکھو۔ کہ جس جس قسم کا تم بونا منظور ہو۔ اور ایک جس کے تم کی سکھی نہیں ہیں۔ تو وہ جدا جدا کھیتوں میں بولیا جائے۔ اگر رلا لاگر بولیا جائیں۔ تو وہی قباحت پیدا ہو جائیں۔ جس کا ابھی ذکر ہو چکا ہے۔ ۱۰ یہ طریقہ کچھ مشکل نہیں ہے۔ بلکہ ایک قسم کی جس کی غالص پیداوار کے دلستہ آسان قاعدہ ہے۔ صرف محنت ہے۔ تو یہ ہے۔ کہ ہر ایک جس کو قسم دار جدا گاتہ بونا اور صاف کرنا اور سنبھال کر رکھنا پڑتا ہے۔ ۱۱ یہ محنت ملے بیجا بیس اس طریقے سے یعنی کے دلستہ جو خوش افس پھل جن لیتے ہیں۔ جیسا کہے ہیں ۱۲

نائیکے کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ جب کوئی جنس یا کسی درخت کا پھل بگے سال کی تھم ریزی کے درستے رکھنا ہے۔ تو یہ مناسب ہے کہ اس کو اپنے اصل خوشی پر لے جیں اور اس کے بھتیجے احتیال سے رکھیں۔ مگر بعضی ترکاریوں کی تھم اگر وہ اپنے اصل جوست میں رکھے۔ تو ان کے بگٹے جانے کا احتیال ہے۔ ان کے تھم کو پھل سے علیوں نکال کر حفاظت سے رکھنا چاہئے۔ حفاظت کے دلیں میں ہر ایک قلم کے تھم کو جہاں تک ممکن ہو۔ ہوا ادار اور سایہ دار جگہ میں رکھو۔ جہاں لہی ہوا گئے۔ کہ جس سے تھم کے دلیں میں سیل چڑھ جائیں یا کسی خراب تاثیر کی ہواں گے، جسے۔ تو ایسی جگہ رکھو۔ ایسا وہ ہے۔ کہ تھم کیم خورde ہو جائے۔ یا پھر پوندی لگ جائے۔ مگری کی خفتہ سے بھی تھم کے زیادہ خشک ہو جانے کا اذیث ہے۔ زیادہ گری کے سبب سے اس تھم کا وہ مادہ کہ جس سے وہ بہت سے بعد پھر جاتا ہے۔ ناکاہن اور کم زور ہو جائیں گے۔ اکثر لوگ علیوں سے درختوں کے پھل کی محضی اور ترکاری کے تھم کو بونے سے پہلے پانی سے دھر لیتے ہیں۔ اس عمل سے پہلا ہوتے کے بعد اس کے پھل اور ترکاری میں وہ مٹاٹی اور ذائقہ قائم نہیں رہتا۔ اور اس کی دلیں رنگت ہی سلامت نہیں یا انہیں

پتے - ملٹی ٹرین - خود اپنے کمیک کر رکھ کر راکھیں گے کہ
 افسوس پانی - ۲۰ دو گر. چمک دیگیں - اور اسی دلی ۲۰ پسل
 پیٹھا چوکا - ۲۰ پسل پھر کے برابر ۲۰ سیٹھا ہو گا ۱۰
 ۲۰ رنگ دار - بک پر ۲۰ اور پر ۲۰ رنگ ہو جائیں گے -
 اسی بات کے پتے پھر کہیں - اور ہر ایک حصے کی
 جو ۲۰ میٹر قسمیں ہو گیں جائیں - اور جتنا پوستہ - اسی
 حصے کو ۲۰ میٹر پر کھینچ پا جائے - وہ قسم کسی ۲۰ سیٹھے
 کی ۱۰۰٪ قسم کے نامہ میں جسے جائے - لیکن
 جو باتیں ہیں اور بھتی چاہیں - ہر بھتی کو ہاتھ میں تے
 کوئی کمی قریب کی ہو - اسی عین کی دوسری شمولیت سے
 ۲۰٪ چھوٹے - دیکھ جائے - کہ ہر ایک بھی
 کی کھانک - قسمیں ۲۰ ٹھیٹا ایکس ہی وقتوں پر ۲۰٪
 جو ۲۰٪ ہے - اسی کے بھولے ہی ایکس ہی وقتوں میں
 کھینچے - وہ کسی ایک صورت کے پھولوں کا پھانک کرے
 دیو میاد اس مادہ سے جائے - کہ خود رنگ سے
 کسی کا جھاؤ پھولوں کے پھولوں پر ہو جائے ہے - اور
 پھولوں کو میں کریٹے کے سامنے پکھنا سا نہ کوئی کم
 بیان نہیں - تھیاں اٹھا کر دوسری قسم کے پھولوں
 پر سے جائیں گی - اس سبب سے اس کی اصطیلت تا ۱۰
 سیسی سیسی - بکہ عدو یعنی نہیں میں کہ اس کی صورت
 میں چاہیگی - خصوصاً ترکاریوں اور پھولوں میں اس کا
 لحاظ ہونا پا جائے - کیونکہ ترکاری کے پھول نکتے
 وقتوں تھیاں ہیں ایک پھول پر جائیں گی - بھرائی کے کہ

پھول سے دوسرے پھول بہ جائے ہے وہ پرلک کسر
 اُن کے باقی سے تگ کر دوسرے پھول کی پیش
 جائے گا۔ یہ سببہ تکاریوں کی نکتہ ہو، اہمیت
 پرل جائے کا ہے۔ اور کیا لئے ہے کے دوغد
 قسم کی ہو سکتی ہیں۔ جس سے دو تھم برائی ساول
 میں ہوئی جائے گا۔ لکڑی ہوئیکا۔ یہ ضال فساد ہے۔
 احمد نویں۔ کہ اس کا کہ نیکوار یا مائی اس
 کو سمجھیں۔ تگ پھول سرسری طور پر ہیان کر دیا گی
 پڑھے +

نام زندگی درختوں سے ہونے کے وقت ہر لفاظ
 نہیں کہتے ہیں۔ کہ کتنا تھم لگتا جائے ہے یہ نہ
 کہ لائق ہو۔ اس کی پہچان کا خلائق یہ ہے کہ ہر لیک
 جس کے تھم میں زندگی ہوتے ہیں۔ جو فری کی قسم
 کے درخت کا تھم ہوئا۔ عموماً وہ زاکارہ ہوئکا۔ اور جو
 تھم مادہ قسم کے درخت کا ہوگا۔ جب اُس کو بویا
 جائے۔ تو بغیر پیدا ہونے کے نہیں پہیگا +
 جس درخت کے پتے ہکتے اور بندے پڑھتے اور
 لکڑی رہتی ہو۔ وہ عموماً نہ ہوگا۔ اور جس کے پتے
 اس کے خلاف چھوٹے چھوٹے اور خرچا اور
 لکڑی روکھی ہو۔ وہ مادہ ہوتی ہے۔ مثلاً پیپل۔
 پیپل۔ گولی۔ گور وغیرہ وغیرہ +

پیپل درختوں کے تھم پاس پاس ہوتے چاہیں۔
 ان تھموں کے جو درخت زندگی ہیں۔ ان کی

شاھیں آپس میں مل جائیں گی ۔ اور بچھوں کی پیدائش کا سبب ہوتی ۔ جب تک نرو مادہ درختوں کی شاخیں اور پتے آپس میں نہ پلیں ۔ تب تک پھل پیدا نہیں ہو گا ۔ جیسا کہ سمجھو رتے درختوں میں یہ بات پائی جاتی ہے ۔ اگر سمجھو کا نر درخت نادہ سے روپ ہو تو اس کے پھوپھو کا شفہ کاٹ کر نادہ کے بچھوں کے اوپر رکھ دینے سے پیدا ہو جاتے ہیں ۔ نر نادہ کی شاخوں کے سامنے پیدا ہو جاتا ہے ۔ کہ نرو مادہ درختوں کے پر اگ کیسر اور گر بھ کیسر آپس میں مل جاتے ہیں ۔ اور بچھوں کی پیدائش ہوتی ہے ۔ بعض ہے ۔ اور اس ایک ہی پھول سے ان کے پھل بھی پیدا ہو جاتے ہیں ۔ اس میں اس تہیز کی ضرورت نہیں ہے ۔ جن شکاریوں اور درختوں کا تخم باریک اور چھٹا ہو ۔ وہ سوائے خاص خصوصیوں کے نہیں لگ سکتا ہے ۔ دشائیں کہہ ۔ پودیں ۔ درخت بڑا ۔ پیل اور قوت رخیزہ ایک ٹوپ بڑا ۔ پیل ۔ قوت دخیرہ کی شبکتی تو یہ ذکر بخاتم لوگوں کی زبان ہے ۔ کہ جب تک کسی جاذر کے پھٹک ہوئے ۔ کہ بعد زیادا بہ نہ گرئے ۔ تب تک پیدا ہی نہیں ہوتی ہے ۔ کیلے اور پوری بخ کے دانستھ بھی کافی ہے ۔ کہ کیسے کی پھلی جب درخت پر کپک جائے ۔ اس کو قوت کر مورج کے مولٹے نہیں پر ملیں ۔ اور پھر اس سلسلے کو زمیں میں کھڑیں ۔ اس طریق سے

کیلے کے پودت نکل آئیگا ۔

پودیت کے ہونے کا بھی ایسا ہی طریق ہے ۔ کہ پھانی کے آخر دنوں میں ایک رستے پر گڑکا شیرہ ملو اور پھر اس رستے کو پودیت کے پودوں کے ہاس باندھو ۔ سکھیاں پودیت کے پودوں پر سے گزد کر رستے پر بیٹھیں ۔ اس طرح پر ان کے پاؤں میں پودیت کے تم کا کچھ مادہ لگ جائیگا ۔ پھر جب وہ رستے پر بیٹھیں ۔ تو ان کے ہاؤں سے وہ پودیت کے تم کا مادہ چھٹ جائیگا ۔ اور اس پر بیکھاری خستہ بھی کریں ۔ پھر وہ رستہ نہیں میں دایا جائے ۔ جیسا کہ کیلے کے رستے دایتے کے قاعده اور بناستہ نکھلے ہیں ۔ جیاں رستہ دایا جائیگا ۔ وہاں پودیت کے پودے نکل آئیگے ۔ اس رستے پر ہر ایک کھوڑی میں ڈالی جائے ۔ اور اندازے کے مطابق اس میں پالی دیا جائے ۔ بھٹھے پودوں کے اس طرت پر بھی تم حاصل کر سکتے ہیں ۔ کہ جن پودوں کے تم اور پھل ذخیرے میں پہنچے رہتے ہیں ۔ پھر مناسب پر درش کے بعد ذخیرے دوسری جگہ اکھاڑ کر نکالئے لگئے ہیں ۔ اگر چند بڑے بڑے پودے اسی ذخیرے کی جگہ چھوڑ دئے جائیں ۔ پھر وہ پودے اپنی سحر میں پورے ہو جائیں ۔ اور اپنی طبع کی جائیں ۔ تو اس میں جو تم پیدا ہو گا ۔ وہ محوال کے موافق اگلے سال کے ہونے میں خرچ کریا جائے ۔ تم پنہت اکھاڑے

ہوئے پودوں کے تھم کے پیداوار کے لائق اچھا ہو جاتا ہے۔ خصوصاً تباہ کے تھم کی نسبت یہ تحریر کیا گیا ہے۔

مگر تھوہ بھی اور بعض اور ترکاریاں جو چند جگہ تبدیل ہم کے لئے جانے سے اچھی پیداوار نہیں ہیں۔ اُن کے تھم بھی اسی طرح حاصل کرتے چاہئیں۔ ذیرے کے پودوں کا تھم ناکارہ ہو گا۔

گوہبھی وغیرہ ترکاریوں کو دیکھا گیا۔ ہے۔ کہ اگر اس کا تھم اصلی جگہ پر نہیں و انگستان وغیرہ سے ملکاگر بیٹا جائے جس سے اس کا پہلے تھم آیا ہے۔ تو پہاں کے تھم کے مقابلے میں اس کا پس پھول اچھا ہو گا۔ یہی حال گوبھی کی تھم کے تباہ کو کاہے۔ جن دنوں اس ملک سے زیندگیوں نے پہنچے ہی پس اس کو بوجا دیا۔ اُن دنوں اس کے پوڑے پڑے پتے پتے اور اس کے پودے پڑے بڑے بچوں لے لئے۔ اب اس کے برعکس اپنی پسلی شکل سے اس کی صورت بدلتی ہے۔ یہی دجھ ہے۔ کہ بیل۔ خدابوزہ اور تریبوز کی پیداوار کی کمی اور ان کی صورت۔ رنگست۔ سوٹان اور بڑائی بدلتی ہے۔ اگر نیل کا تھم لھتان و مازگ مغربی و شالی سے لاکر اس ملک میں بوجا جائے۔ تو اُس کی پیداوار اچھی ہوگی۔ اسی طرح تربوز۔ خربزے کے تھم لاہور۔ اہرست سر آگے وغیرہ سے منگا کر بوجیں۔ تو پہلے سال میں

وہ اپنے پیدا ہوئے ۔ اور دوسرے سال اس کا رنگ روپ بدل جائیگا ۔ اور اس قدر یعنی بھی نہیں رہیگا۔ ایسی ترکاریوں اور ہنسوں کے تھم ان کی اصلی جگہ سے منکرا کر بونے چاہیں ۔ تو کئی طرح کا فائدہ ہو گا ۔ ایک تو پیداوار اچھی ہوئی رہیگی ۔ دوسرے تھم کی حفاظت اور اس کے چھٹے کی تکلیف نہ ہوگی ۔ تیسروں کے جب دسوار سے تھم منکرا یا جائیگا ۔ تو دوں اپنے تھم اچھی طرح رکھیں ۔ تاکہ ان کے پوچھوں کا تھم بازار میں اچھی قیمت پائے ۔

کھیرے ۔ سکڑی ۔ خوبزے ۔ تربوز وغیرہ ہنسوں کے تھم جن میں روشن ہوتا ہے ۔ اگر دو تین سال تک حفاظت سے رہیں ۔ اور یوئیں ۔ تو نئے ہنسوں کی نسبت ان کی پیداوار اچھی ہوگی ۔

پا چکوال سلیق

زہین کی تیاری

زہین کی تیاری سے یہ حراد ہے ۔ کہ زہین کی سطح کو برابر کروں ۔ اور ہل جوت کر اس میں کھاد ڈالیں ۔ پھر اس میں بھیں بوئیں یا درختوں کے پودے

یا قلمیں لگائیں ۔ یہ تیاری موسیم کے مطابق کے مطابق اور زین کی قسموں کے لحاظ سے اور اجتناس ہو۔ یہ جائیں گی ۔ یا پورے یہ لگائے جائیں ۔ ایسی پرہیز مکمل رکھ کر کی جاتی ہے ۔ اس دلخواہ کے وہ زینوں میں اور طرح کی جنسوں اور پوروں کے بستے کے لئے ہر جا ہے ۔ اس کی تیاری اس طرح ہے اور یہ ہے ۔

اول ۔ آپاٹر زین کو سر قسم کی تحریک کے لئے یا درختوں یا تھیوں کے مکانات نے دستی ہے ۔ دوم ۔ زین کی درستی عالمہ اس سے کہ آپاٹر ہو یا غیر آپاٹر ۔ سر قسم کی تحریکی ہوئے ۔ تیسرا ۔ سوم ۔ خاص خاص طرح کی پیسیں اور ترکیاتیں ہونے کے لئے زین کی درستی کی جائے ۔ چہارم ۔ سیلاب کی زین کو سر قسم کی جنسوں کے ہونے کے داسٹر درست کرنا ۔

پنجم ۔ کھبتوں کے کناروں پر یہ سیٹیں بنانا اور باشیں سکھڑی کرنا ۔ اب ان تاریخیں کا ذکر تفصیل کے ساتھ لکھا جاتا ہے ۔

پہلا طبق ۔ جب کسی ہنس کی بونا ہو یا درختوں یا تھیوں کا ذخیرہ لکھانا ہو ۔ تو آپاٹر زین میں ایں جو کر اور کھاد ملا کر اس طرح پر تیار کر دے ۔ کہ مخصوصی طور پر اس نیاز کے کی کیا ریاں بھی پنکڑی ہنائی جائیں کہ جن میں پانی آسانی کے ساتھ ساری کیاری

لہ پنچاب میں سینٹوں کو بنے ۔ ہشہ ۔ بیوی تھتے ہیں ۔

میں پوٹا بھر جائے۔ اگر نہر کا پانی دیتا ہو۔ اور زمین پکھ اونچی پنجی نہیں ہے۔ تو کیا ریاں بڑی بڑی بنائیں۔ اگر چرتے یا رہٹ سے پانی دیا جائے گا۔ تو چھوٹی چھوٹی کیا ریاں بنانی چاہیں۔ اگر وہ ہینکی سے پانی دیا جائے گا۔ تو اُس سے بھی پھرولی ٹکیا ریاں بنانی ہو گی۔ جہاں نہیں میں نشیب فراز ہو۔ وہاں سب سے پہلے کھیت کو درست اور بھوار کرو۔ اگر کہیں اونچی زمین ہو گی۔ تو وہاں پر پانی نہیں چڑھے گا۔ اگر چڑھد بھی گیا۔ تو تا خیر نہیں کریگا۔ سب ڈھن کر شپے آ جائے گا اور اونچی جگہ خلک رہیگی۔ اس میں ایک اور تہراں پیدا ہو جائیگی۔ کہ ہو ماہ کسی چیز کی پیداواری کا کھاد کے ذریعے زمین میں ملا جاؤ ہے۔ وہ سب کا سب پانی کے ساتھ ہے کہ گمری جگہوں میں چلا جائے گا۔ اس سوتے میں بوڑیں اونچی ہو گی۔ اُس میں بوری پوری پیداوار نہیں ہو گی۔ اور آپا ش ہوئے ہی خشک ہو جائیں گے۔

جس وقت زمین کی سطح صاف پڑا بر ہو جائے۔ تو پھر اُس کی قسم کر دیکھو۔ اور ہو سامان آپا ش کا ہو۔ اُس پر بھی خیال کرو۔ پھر اس کے مطابق کیا ریاں بناؤ۔ جیسا کہ اور تھا کیا ہے۔ بعض زمیندار ہیں جو تھے سے پہلے آپا ش زمین میں پانی دے دیتے ہیں۔ اور پھر اس میں ہیں جو تھے ہیں۔

لہ زمینداروں کی اصطلاح میں اس عمل کو پلانا کہتے ہیں۔

اس عمل سے یہ فائدہ ہے۔ کہ جب زمین آبپاش کر دی
گئی۔ جو خراب قسم کی گھاس یا اس کی جڑیں دیں
میں دبی ہوئی تھیں۔ وہ پانی کے سبب اچھی طرح جم
جائیں گے۔ پھر اس میں ہل پھرنسے سے وہ گھاس اُکھڑ کے
ٹھیں میں مل جائیں گے۔ اور پھر پانی کے سبب وہ اُکھڑی
پھوٹی گھاس محل کر کھاد کی طاقت دیگی۔ اور پیداوار
بڑھ جائیگی۔ اور جو جنس اُس میں بونی جائیگی۔ اُس
کی نتائج آسانی سے ہوگی۔ اور فصل اچھی طرح سربرز
ہو کر بڑھیگی۔ سیونک وہ خراب گھاس پھر نہیں جیگی +
جو زمین بہت سخت اور خشک ہو۔ کہ جس میں ہل
نہ چل سکے۔ اُس کو بھی پسے پانی دے کر نرم کر لیئے
کی ضرورت ہوتی ہے +

دوسری طریق۔ جب ترکاری کسی زمین میں بونی
چاہو۔ تو اُس کی درستی اور تیاری اس طرح ہوگی۔ جس
قسم کی ترکاری بونی ہے۔ تو اُس ترکاری کے حالات
کے مطابق زمین کی صورت بنانی چاہئے۔ ایک تو وہ
ترکاری جو زمین کے اور بڑھتی ہے۔ جیسے آؤ۔
شکر قندی وغیرہ۔ اس کے واسطے اس طرح زمین بنانی
چاہئے۔ کہ سیاریوں کی جگہ مینڈوں بنانی چاہیں۔
ایسی مینڈوں کے بنانے سے ہر ایک مینڈ کے بیچ میں
نالیاں بن جائیں گے۔ اگر زمین آبپاش ہے۔ تو ان
نالیوں کے فریمے اچھی طرح پانی دیا جا سکتا ہے +

لہ پنجاب میں نتائج کو تال اور گوڑی سکھتے رہیں +

دوسرा فائدہ یہ ہے۔ کہ مینڈول کے اوپر الی
ترکاری ہو سکتے ہیں۔ جو زمین کی سیلانی نہ چاہتی ہو۔
اور مینڈول کے زرع میں جو نالیاں ہیں۔ اُن میں وہ
ترکاری ہو سکتے ہیں۔ جو زیادہ پانی چاہتی ہو۔ ایسے
طریقے پر جو زمین تیار ہوگی۔ اور جو ترکاری اس
میں بولٹ جائیگی۔ پھر بارش کسی قدر کیوں نہ ہو۔
اس سے ترکاری کے پودوں کے بڑھنے میں کچھ نقصان
نہ ہو گا۔ اگر پانی برسا اور زمین میں پڑ گیا۔ تو اُن
نالیوں سے پانی کے باہر لکائے میں آسانی ہوگی۔ یہ
طریقہ جو اوپر بیان کئے گئے ہیں۔ ابھی تک اُن کا
پورا رواج زمینداروں میں نہیں آتا۔ کسی قدر اس
تک میں اب زمیندار لوگ اس کی پیروی کرنے لگے
ہیں۔ آگو۔ گوجھی۔ مولی۔ شلغم۔ شکر قندی وغیرہ ترکاریوں
کے لئے میں یہی عمل برتا جاتا ہے۔ اکثر لوگ کیا ریوں
کی مینڈوں پر بھی ان ترکاریوں کو ہو دیتے ہیں۔ یہ
عمل بھی اسی قسم کا ہے۔ اس کے فائدے ظاہر ہیں۔
اس طرح پر بھی دو قسم کی ترکاری ہو سکتے ہیں۔
ایک قسم کی نالی اور کیا ری میں۔ دوسری قسم کی
مینڈوں پر۔ تو دو کی پیداوار ہو جائیگی ۶

تیسرا طریقہ۔ اُس کے واسطے یہ بھی بیان کرنا
کافی ہے۔ کہ جو خاص قسم کی جنیں یا ترکاریاں
بولنے چاہو۔ تو بونے سے پہلے یہ دیکھو۔ کہ پودوں کی
پروری کا سامان کتنا ہے۔ بتنا سامان ہو۔ اُس

کے مطابق زمین کو دوست کرنا چاہئے ۔
 مثلاً غیر آپا ش زمین ہے ۔ اور ایسی جس ہے
 کہ جس کو پانی دینے کی ضرورت نہ پڑے ۔ تو اُس
 کے بونے کے لئے محسوس تیاری کافی ہے ۔ اگر ایسی
 زمین ہے جس میں پانی کم پہنچتا ہے ۔ اور اُس میں
 کوئی جس یا ترکاری ایسی بولی ہے ۔ جو بغیر پانی دینے
 کے ہری نہیں رہ سکتی ۔ تو گری نالیاں کھودو
 اور قطاروں میں تجمیع رہنی کرو ۔ تاکہ تھوڑا بہت پانی
 اُن نالیوں کے دریئے پہنچتا رہے ۔ اور ترکاریوں
 کو سربز رکھتے ۔ اگر خلاف اس کے مینڈوں کے
 اُپر بولیا جائے ۔ جب تک وہاں پانی زیادہ نہ پہنچے کا
 وہ فصل سربز نہیں رہیگی ۔ ایسی گری نالیاں کھودنی
 فائدہ مند ہیں ۔ نالیوں کی کھدائی سے شپھے کی مشیٰ
 اور ہو جاتی ہے ۔ شپھے کی مشیٰ اچھی کشم کی ہوتی
 ہے ۔ اُس میں جو تجمیع بولیا جائے گا ۔ وہ اچھی طرح نالیوں

میں پیدا ہو کر پرورش پائے گا ۔
 جو نالیوں کی کھدائی کی مشیٰ شپھے سے نکلے ۔ وہ
 تھوڑی دیر تکلی رہے ۔ جب ہوا اُس میں لگیگی اور
 اوس گریگی ۔ تو زمین کی حیثیت بڑھ جائیگی اور نفع
 فیگی ۔ اگر زمین کی حیثیت اچھی نہیں ہے ۔ تو ایسا
 بھی عمل ہو سکتا ہے ۔ کہ دوسری جگہ سے اچھی مشیٰ
 لاؤ اور کھودی ہوئی نالیوں میں ڈال دو ۔ پھر جو
 جس یا ترکاری مانی چاہو ۔ پو دو ۔ ایسے بونے کے

طفق سے جس وقت پودے زمین سے نکلیں گے ۔ تو
سیدھے بڑھتے چلے جائیں گے ۔

جن درختوں کے تخم یا پودے فاسلے کے ساتھ
گڑھ کھو دکر لگائے جاتے ہیں ۔ اگر ان کے لگانے
کی جگہ ناقص قسم کی ہو ۔ تو اسی عمل کے مطابق
دوسری جگہ سے اچھتے قسم کی مٹی یا کھاد ان گڑھوں
میں پہلے ڈال دو ۔ پھر لگاؤ ۔ پورا فائدہ ہو گا ۔ خصوصاً
چائے یا بارغ کے درختوں کے موٹا کرنے اور بڑھانے
کا یہی علاج ہے ۔ جب ایسے پودے لگانے منتظر ہوں ۔
تو سب سے پہلے یہ سوچنا چاہیے ۔ کہ گڑھ سے سیدھی قطاروں
میں ایک دوسرے سے برابر برابر فاسلے پر بنانے
چاہیں ۔ اس صورت میں ہوا اور روشنی سب کو
برابر اندازے کے ساتھ پہنچتی رہیگی ۔ اور سیدھی
نالیوں میں ہو گہر ایک پودے کو پانی آسانی کے
ساتھ برابر پہنچتا رہیں گا ۔ جس جگہ درختوں کا لگانا
یا درختوں کے تخم کو بونا ہو ۔ پہلے اُس جگہ میں
مناسب اندازے کے چوکونے بنانے چاہیں ۔ جب
ساری جگہ میں جو کونوں کا نشان ہو جائے ۔ تو ان
کے چاروں کونوں پر گڑھ سے کھو دے جائیں ۔ اور پھر
اُن پھر کونوں کے درمیان بھی ایک گڑھا کھو دا جائے
اور پھر ان میں درفت لگائے جائیں یا تخم بویا جائے ۔
تو اُس میں ایک خوبصورتی بھی ہے اور آسانی بھی ۔
چوکھا طبق ۔ خاص جنس دھان کے بونے کے

متعلق ہے۔ تمام جنسوں کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ اس کا مفصل ذکر دھان کے سبق میں کیا جائیگا +

پاشواں طریق - میندوں اور بارٹوں کا بنانا کھیتوں کے واسطے بہت ضروری ہے۔ ان میندوں کے بن جانے سے زمین کی اصلی طاقت فاتح رہیگی۔ ہر قسم کے درختوں اور جنسوں کی پروردش اور پیدائش اچھی ہوگی۔ جب کھیت کے چاروں طرف مناسب اندازے کی مینڈیں موجود نہ ہوں گی۔ تو بارش کا پانی اس کھیت سے کسی طرف کو نکل جائیگا۔ جس قدر مادہ اور زمین کی طاقت اُس کھیت میں ہوگی۔ وہ پانی کے ساتھ ہے جائیگی۔ پھر زمین کم زور اور نا طاقت رہ جائیگی۔ یا جب کسی بارش کا پانی ضرورت سے زیادہ کسی کھیت میں آ جائے۔ تو اُس کے نکالنے کا تردد کرنا پڑے یگا۔ اگر موقع پر پانی نہ نکالا گیا۔ تو فصل کا نقصان ہو گا۔ اس لئے مینڈیں اہم ہاڑیں چاروں طرف کھیت کے مضبوط بنانی چاہیں گے۔ کہ کھیت کا پانی کھیت میں رہے۔ اور زمین کی طاقت پاپر نہ جائے۔ اس عمل سے کھیت کا پانی بھی ایسے کھیت میں نہ کھیریگا +

پہاڑی علاتوں میں جہاں کہیں کسی زمین میں ضروری اندازے سے زیادہ اونچ بیج ہو۔ تو زمین کی شجاعت کی طرف پھرتوں کے پیشے چن کر زمین کو

بھوار کر دیتے ہیں۔ اس عمل سے سمجھت کا پہلا سا
ڈھلان نہیں رہتا ہے۔ اور اس سے فائدہ حاصل
ہو جاتا ہے۔ پہاڑوں کے پہلو کی زینوں میں
ایسا عمل کیا جاتا ہے۔

خلاصہ

یہ مطلبیوں کے واسطے نہیں کی تیاری کی جاتی ہے۔
یہاں یہ ہے کہ جس قدر نہیں میں بیج ڈالا جائے۔ وہ
سب کا سب پیدا ہو جائے۔
و دوسرا یہ ہے کہ فصل اچھی ہو اور جلدی پھلے پھولے۔
تیسرا یہ ہے کہ پیداوار زیادہ اور اچھی قسم کی ہو۔
جس سے خرید و فروخت میں اس کی قدر بڑھے۔ یہ
سادتے امدادے صرف نہیں کی درستی اور اُس کی
تیاری پر موقوف ہیں۔ اس میں جہاں تک ہو سکے۔
محنت اور سو شش کرنی چاہئے۔

چھٹا سبق

پونا۔ بیج ڈالنا

جسی بوٹیوں کی پیدائش دو طرح سے ہوتی ہے۔

لہ پہاڑی لوگ اپنے پشتہ پہنچنے کو ڈالنگہ کہتے ہیں۔

ایک قدر تی۔ دوسرے مصنوعی۔ قدرتی وہ ہے جو خود بخود
بغير بوسنے کے درختوں اور پودوں کا تنجم زیمنا میں گہ کر
پیدا ہو جائے۔ مصنوعی وہ ہے۔ کہ جس کے نتیج پوئے
جائیں یا قلم یا پودے لگائے جائیں جس میں انسانی
دستکاری اور محنت کی ضرورت ہو۔

اپندا میں پہلے کل جسیں۔ درخت اور ترکاریاں
خود تو تھیں۔ میدانوں اور جنگلوں سے انسان اپنے
مطلب کی چیز لایا۔ جس کا مفہوم حال دوسرے باب
میں لکھا جائے گا۔ اس وقت اتنی تھیں۔ جس قدر
کہ اب پائی جاتی ہیں۔ بھضے پودے اور ترکاریاں اور
پھول ایک دوسرے کی طاوٹ اور پیوند سے پیدا ہوئے
ہیں۔ اگرچہ مصنوعی کا شت میں قدرتی پیداوار سے زیادہ
محنت ہوتی ہے۔ مگر خود تو پیدا شدی چندی اور
پھلوں سے مصنوعی کا اختہار زیادہ ہے۔ اس کے سوا
خود روکھتی اور درختوں سے ہر ایک جگہ پر درخت یا
جس پیدا نہیں ہو سکتی ہے۔ خواہ ملک کی آب و ہوا
اور زمین کی چیزیں اور قسم اُس کے موافق ہی کیوں
نہ ہو۔ وجہ یہ ہے۔ کہ جو قدرتی پیداوار ہے۔ اُس
کا مدار زیادہ آب و ہوا۔ شہریم سوسم۔ زمین وغیرہ پر ہے۔
اور یہ چیزیں ہر جگہ نہیں مل سکتی ہیں۔ اور نہ ہر وقت
موجود ہوتی ہیں۔ یہ بات تو مانی جاتی ہے۔ کہ جانداروں

سلہ پنجاب میں جو ایسے پودے پیدا ہو جائیں۔ اس کو تسلی
کرنے ہیں۔ افادہ عام زبان میں بانگو بولتے ہیں۔

کی نسل کی ترقی اس صورت میں زیادہ ہوگی ۔ جس قدر دود کا خون ملے ۔ اس عمل سے نسل اچھی ہوتی ہے ۔ اگر ایک ہی نسل اور قریب کے رشتہوں سے نر و مادہ مل دکر اُن سے آئے کے لئے نسل کی جائے ۔ تو رفتہ رفتہ اُن کی پیدائش ناچص اور کم نور ہو جائیگی ۔ اسی طرح ہر قسم کے درختوں اور جنسوں میں بھی اگر ایک ہی کھیت کی پیدائار کا تنجم باہر آسی کھیت میں بولیا جائے ۔ تو پیداوار میں کمی ہو جائیگی ۔ اور غلے کی موٹائی میں فرق آ جائیگا ۔ اور اس کے پودے اچھی طرح نہیں بڑھ سکتے ۔ جیسا کہ جنسوں کو بدال کر ایک کھیت میں بونا لازم ہے ۔ ویسا ہی ہر ایک تنجم کو بدال کر بونا بھی مفید ہے ۔ جب ایک کھیت میں پر ابر گیوں بولے جائیں ۔ اور اس کی پیدائار اُن گیوں کی کھیت میں بولیا جائے ۔ تو اس کی پیدائار اُن گیوں کی پیدائار سے جو دوسرے علاقوں سے لا کر بولے گئے ہیں ۔ ناقص ہوگی ۔ بلکہ اُن کے دائیے مر جھائے ہوئے اور چھوٹے چھوٹے ہوتے ۔ اس لئے زینداروں کو چاہئے کہ جو جنسیں خواہ ایک ہی قسم کی اُن کو بونے کے لئے مطلوب ہوں ۔ دوسری لمحہ سے تنجم لا کر بولیا کمیں +
پیدا ہوئा ہے ۔ اگر وہ اچھی زینی میں بولیا جائے ۔ تو اس کی پیدائار زیادہ اور اُس کے دائیے اچھے

ہوئے ۔ اس کے خلاف جو شکم اچھی زمین میں پیدا ہوئا ہو ۔ وہ ناقص زمین میں بویا جائے ۔ تو پیداوار کم ہوگی ۔ اسی طرح اگر آبپاش زمین کا شکم ہمارانی زمین میں بویا جائے تو بھی پیداوار اچھی نہیں ہوگی ۔ اس طک میں تین طرح پر کاشت کی جاتی ہے ۔

اول ۔ زمین میں شکم ڈال کر بونا +
دوم ۔ قدرتی پا مصنوعی وسیلوں سے جو پودے درختوں یا جبوں کے پیدا ہو کر موجود ہوں ۔ اُن کو ایک جگہ سے اٹھاڑ کر دوسری جگہ لگانا +
سوم ۔ پیدا ہوئے جس میں داب وغیرہ بھی شامل ہوں +

ان عینوں قسموں کے بونے کے اور بھی کئی طریقے ہیں ۔ جن کا اس لگکھ میں بناؤ ہے +
اول نالی کے لدیئے دوسرے کھلے ہوئے ہاتھوں سے قواروں یا کونڈوں یا آڑوں میں ۔ تیسرا بنا لحاظ قطاروں اور کونڈوں اور آڑوں کے شکم بونا +
خشک علاقوں میں جہاں پارش کم ہوئی ہے ۔ ب طیقوں سے اچھا اور فائدہ مند رنالی سے شکم بونا ہے ۔ یہ نالی پل کے ساتھ بندھی ہوئی ہے ۔ اس نالی لہ باش کی پوری کی بنائی جاتی ہے ۔ مشور آکر ہے پنجاب میں اس آئے کو پورا سکتے ہیں +

لہ اس عمل کو پنجاب میں کیمرا سکتے ہیں +
تھے مسائک پنجاب میں اس عمل کو چھٹا سکتے ہیں +

کے اندر بیج ڈالنے تھے ہیں ۔ تالی ہیں ہو کر بیج ہل کی
گہرائی میں جا پھیرتا ہے ۔ جب بیج کے دناتے ہل کی
گہرائی میں پنچ جانے ہیں ۔ اس کے اوپر وہ مٹی پانے
آپ گڑھ جاتی ہے ۔ جس کو ہل کے پھالے نے چیز کو
اٹھایا تھا ۔ اُس مٹی سے بیج ڈھانپا جاتا ہے ۔ پچھے
کوشش اکھ تردد کرنا نہیں پڑتا ۔ ریتی اور شکر زمین
میں اس تالی کے ذریعے بیج ڈالا جائے ۔ تو فائدہ مدد
ہی ہو گا ۔

کھلٹہ ہوئے ماتھوں سے قطاروں میں بیج ڈالنا اُس
وقت مناسب ہے ۔ کہ جب زمین کسی قدر گھلی ہو اور
زمین کی اچھی چیخت اور مٹی پچھ سخت نہ ہو ۔ بلکہ حافظ
قطاروں کے تخم تک زمین میں ڈالنا اُس حالت میں فائدہ
ویگا ۔ کہ جب کھیت میں بھی زیادہ ہو ۔
مصنوعی بونے کے لئے وہ طریقے چاہیں ۔ جن کا
ذکر پانچویں سبق میں کردار چکا ہے ۔ سب سے پہلے
زمین کا تیار کرنا ضروری کام ہے ۔ جب تک زمین
تیار نہ ہو ۔ پچھہ شہ بولیا جائے ۔ اگر زمین کافی طور
پر درست اور تیار ہے ۔ مگر بونے اور بونے کے
اصولوں سے خبر نہیں ۔ تو بھی کھیتی سے فائدہ
نہ ہو گا ۔ جتنا تکن ہو ۔ کسان لئے لوگ پہلے زمین کی
حالت کو دیکھیں ۔ پھر جیسی صورت ہو ۔ اُس کے
مطابق کام کرنا واجب ہے ۔

لئے کسان کو پنجاب میں کرسان دلائل کہتے ہیں ۔

پاس کی نال سے تخم اس صورت ہے ٹھیک ہیں ۔ کہ ایک بار بار کا ثابت ملکوں پہلے کے برابر ایک ٹھیک سے برابر جمیں کسان بخشی کر پکنے ہوئے ہوتا ہے اور وہ بار بار کا ملکوں اور سوچ دار بیوٹا ہے ۔ اس کو ہیں سے نے اگر ٹلے کی پوری سی جس میں پھالی اٹکائی جائی ہے۔ مخصوصاً ہندو مسیحی ہیں۔ بولنے کے وقت والی تخم کے نالے اپنی ناہیں غصہ سے بار بار کے سوراخ میں ڈالنا پیدا ہے ۔ اور اسی غصہ سے ہل پکشہ رہتا ہے ۔ یہ دل جمال کیک پو سکتا ہے ۔ ایک ایک کریکے اس نالیں نے سوراخ میں چھوڑا ہے ۔ ہل کے شرائط میں یہ بارشہ پیش ہے جاتے ہیں ۔ اور ہل کی ایک دلیل ہری ٹرادھ اور ہر کی می خود بخود اون پر گز جائی ہے ۔ اور جیسی میں وہ دانتے چھپ جاتے ہیں ۔ اس طریقہ کے درستہ سے زیادہ ہلیوں کی صرفت نہیں ہوتی ۔

دوسرے اگر زمین اوپر سے کچھ خشک بھی ہو تو بھی وہ تخم مناسب ہنگے اور آں والی بخشی میں پیش ہجائیگا ۔ اگر کچھ ہوئے ہاتھوں سے نظاروں میں کاشت کی جائے ۔ اس کا یہ طریقہ ہے ۔ کہ ایک شخص اسکے ہل چلا جائے ۔ دوسرا اہم کے ہجئے ہاتھ میں جو تخم لئے ہوئے ہے ۔ ہل کے ساتھ ہی ہل کے کونڈوں اور آٹوں میں گزاتا جائے ۔ یہ عمل بھی اچھا ہے ۔ مگر دو آدمی ایک ہل کے ساتھ چاہئیں ۔ اور

تھم بہت گھری زمین میں نہیں چاتا ہے۔ اگر بلا لحاظ قطاروں اور کونڈوں کے بونا ہو۔ تو اُس کا یہ طریق ہے۔ کہ سارے کھیت کو ایک دفعہ جو تو اور پھر تھم کو جھوٹی میں بھر کر مانقوں کی مٹھیوں سے تمام کھیت میں بکھیر دو۔ بعضے زمیندار تو پہلے تھم کے دانے کھیت میں بکھیر دیتے ہیں۔ اور پھر مل پھر کر سو ناگ پھیر دیتے ہیں۔ اور بعضے زمیندار یہ عمل کرتے ہیں۔ کہ پہلے زمین جو ت لی۔ پھر جوئی ہوئی زمین میں تھم بکھیر دیا۔ پھر اُس پر سو ناگ پھیر دیا۔ چھوٹی چھوٹی تھم کے تھم جب اس طریقے سے بولے جائیں۔ تو اول وہ تھم منٹی یا راکھ میں ملایا جائے۔ اور پھر کھیت میں بکھرا جائے۔ اور پہنچے سے اگر مانقوں کے ساتھ زمین میں ملا دیا جائے۔ تو بھی کافی ہے۔ ورنہ اگر گیل زمین ہوگی یا پہت گھر تھم ڈالا گیا ہو سکا۔ تو زیادہ نبی میں رہ کر وہ تھم بد بودار ہو جائیگا۔ اور زیادہ زمین کی گرمی سے وہ تھم عمل ہائیگا۔ بونے کے عام اصول یہ ہیں کہ جس قدر مولنا تھم ہو۔ اور اُس کا چھلکا سخت ہو۔ اُسی قدر گھر ا بھی جائے۔ جتنا چھوٹا اور اُس کا چھلکا نرم ہو۔ اتنا بھی وہ زیادہ نبی اور گرمی سے بچایا جائے۔ اور وہ تھم ذرا اوپر رکھا جائے۔ تو فائدہ ہو سکا۔ معمولی اندازے سے بہت یا کم گھرائی فائدہ نہیں دیگی۔ اگر قاعدے کے خلاف اوپر پہنچے بویا گیا ہے۔ تو وہ تھم دھوپ یا

زین کی گرمی سے جل جائیگا۔ اگر زین زیادہ گیلی ہے۔ تو گل جائیگا۔ جس اندازے کی گرمی یا نرمی یا نیچ کے دانے اٹھا سکیں۔ اُسی اندازے اور چیخت کی اگر زین بیگی۔ تو چم اپنی طاقت سے جلد زین سے بچوٹ نکلے گا۔ جس دھان کے یونے کے داسٹے دین کی تیاری اس کے موافق کی جائے۔ اگرچہ اس کا مفصل ذکر دھان کے سبق میں آیا گا۔ مگر بقدر ضرورت یہاں بھی قابلہ کیا جاتا ہے +

جس جگہ دھان یونے منظور ہوں۔ تو اول اُس کھیت میں خوب پانی بھر دو۔ یہاں تک کہ ایک بالٹ پانی زین پر کھڑا ہو جائے۔ اس عمل سے پہلے دھان کو پانی میں بھگو دو۔ جب دو تین دن کے عرصے میں اُن دھاون میں سبزی بچوٹ نکلے۔ تب کھیت میں ہاتھ سے اُن سبز دھاون کو بکھیر دو۔ اگر دھاون کا یہ ذیرہ سر بیز ہے اور ذیرے سے اگھاڑا کر کھیت میں لٹکانا منظور ہے۔ تو پہلے طریق کے مطابق کھیت میں پانی بھر دو۔ اور اس کھڑے ہوئے پانی کے کھیت میں پہلے ہل بھی چلا دو۔ زین کا زور سکوڑا کر دو۔ پھر سلہ دھاون کے داسٹے کھیت میں پانی بھر گر ہل جو شے کو ملک پنجاب میں کڑو کرنا کہتے ہیں +

لہ اس طریقے کا نام علاقہ پہاڑی میں لوگ چننا مشہور ہے۔ ملک پنجاب میں دھان کے پو دوں کے ذیرہ لٹکانے کو (لاب یا لاؤ) یا (رعت) کہتے ہیں +

ذخیرے سے اٹھا کر پوچھے لگا ددم۔ ذخیرہ جس جگہ لگاؤ
اُس زیان کو پہلے نرم اور صاف کرو۔ پھر تخم بونا چاہیئے۔
ٹاکر بہت سے پوچھے ہو جائیں۔ پھر وہاں سے اکھاڑ
اکھاڑ کر دوسری جگہ لگائے جائیں ۷

ذخیرے کے واسطے جو زیادہ تخم بولیا جاتا ہے۔ اُس
میں فائہدہ یہ ہے۔ کہ پوچھوں کی جگہیں جو ایک دوسرے
کے نزدیک ہوئیں۔ وہ خراب گھاس نہ جتنے دیں۔ مگر
بعضی جنسیں ایسی ہیں۔ کہ جب اُن کے پوچھے دوسری
جگہ لگانے کے لئے اکھاڑے جاتے ہیں۔ تو مٹی سیت
اکھاڑ کر دوسری جگہ لگاتے ہیں۔ ایسی جنسوں کی
تخم ریزی ذخیرے میں زیادہ نہ کی جائے۔ تاکہ اچھی
طرح مٹی کے ساتھ اکھاڑے جائیں ۸

سپاس کا تخم پہلے گوبر میں ملو۔ دو تین روز کے
بعد اگر ایسا تخم بولیا جائے۔ تو فائہدہ ہو گا۔ وجہ یہ
ہے۔ کہ ایک تو ہنولے گوبر میں ملانے سے جدرا جدرا
ہو جائیں۔ دوسرا اُن کا پوست نرم ہو جائیکا۔ اور
جب بولے جائیں۔ جلدی زمین سے سربرز ہو کر
نکل آئیں ۹

اس جنس کی تخم ریزی میں تخم کے جتنے دانے
ایک دوسرے سے فاصلے پر اور دور بولے جائیں۔
امتناہی اچھا ہے ۱۰

اس کے سوچ پہلے نالیوں میں کھاد بھر دی جائے
پھر اُس کا تخم مناسب فاصلے پر ڈالیں۔ اور پھر

تخم کو مٹی میں دیا دیں ۔ تو یہ سعید ہی سعید پوچھا ہے
 فرق فرق سے پوچھوں کا پیدا ہونا اس لئے بہتر
 سمجھا گیا ہے ۔ کہ ہوا اور مٹشی اُن کو اچھی طرح
 پہنچنی رہے ۔ دیکھو کپاس کا سبق ہے
 جہاں یہ کہا کا خوت ہو ۔ وہاں جو گھوون پیش
 یا بھنگ کے پانی میں بھگو کر بوجے ہائیں ۔ تو
 فائدہ ہے ۔
 بعض حضور اور ترکاریوں کے تخم بھی ایسے ہوتے
 ہیں ۔ جو پانی میں بھگو کر بوجے جاتے ہیں ۔ یہ سے
 نشخاش وغیرہ کے تخم ہے

سوال سبق

ٹلائی

زین کے نرم کرنے کو ٹلائی کہتے ہیں ۔ جب کھیتی
 جم کر ہری ہو جاتی ہے ۔ تو اُس کے بڑھنے کے
 لئے زین نرم کرتے ہیں ۔ اور کھیت سے خراب گھاس
 نکال دیتے ہیں ۔ جب فصل گھنی ہوتی ہے ۔ اور اس
 سلسلہ ہے دوسرے زین کا نرم کرنا اور خراب گھاس نکالنا ایک ہی
 وقت میں کئے جاتے ہیں ۔

میں گھاس زیادہ - تو نرم نرم ہل چلا دیتے ہیں - ان ہلوں کے کونڈوں کے ذریعے زینما نرم اور درخت ہل
ہو جاتے ہیں +

اسی واسطے ہینوں فائدوں کا ذکر ذیل میں کیا جاتا
ہے - نلائی کے فائدے یہ ہیں :-

اول پودوں کی جڑیں زمین کے نرم ہو جانے سے
ٹھائی کے ساتھ پھیلیں گی - اور کسی طرح کی اُس میں
رکاوٹ نہ ریگی - زمین کے اوپر کا گڑا پن اس عمل
سے دور ہو جائیگا - جو درخت کے بڑھنے کو روکتا ہے -
اس بات کو سب جانتے ہیں - کہ جتنی جھٹیں نیچے
پھیلیں گی - اُتنے ہی اوپر سے پودے بڑھنے گے +

دوم یہ ہے - کہ کئی قسم کے کیڑے کوڑے ہو پودوں
کو لگ جاتے ہیں - اُن سے پودے محفوظ رہیں گے - کیونکہ
جو فصل کو خراب کرنے والے کیڑے ہیں - اُن کے
انٹے اور چھوٹے پتے عموماً پسلے ایسی خراب قسم کی
گھاس میں پروردش پاتے ہیں - جب گھاس نکالی
جائیگی - تو اُن کی خواک بند ہو جائیگی - اور سہنے کی
جگہ بھی جاتی رہیگی - اس سے وہ مر جائیں گے +
سوم یہ - کہ زمین گیلی رہیگی - اور اگر بارش ہوگئی

لہ پیغاب میں نلائی کو گھوٹھی کرتے ہیں - اور جو نلائی کے نتیجے
خراب گھاس نکال جائے - اُس کو تال کرتے ہیں - اچب گھنی
فصل میں ہل چلائے جائیں - تو اُس کو ہلوہ کرتے ہیں +

یا کسی طرح پانی دیا گیا۔ تو زمین اچھی طرح سیراب ہو جائیگی +
 تجربے سے ثابت ہے۔ کہ مٹی جتنی باریک اور نرم ہو
 پچھے سے بھی پانی کو اوپر کی طرف زیادہ کھیپھیں +
 نلائی کرنے سے کھیس کے اوپر کی مٹی تو جلد خشک
 ہو جاتی ہے۔ لیکن جب مٹی باریک ہو جائیگی .. تو دھوپ
 اور ہوا کی تاثیر سطح کے اندر نہ پہنچ سکیگی۔ اور جب
 دھوپ اور ہوا اُس کے اندر نہ پہنچیں۔ تو طراوت
 زمین میں اچھی طرح قائم رہیگی۔ اور پانی کو اوپر
 کھینچیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جن فصلوں کی نلائی نہ کی
 جائے۔ بہ نسبت اُن فصلوں کے جن میں نلائی کی جائے۔
 گیلاں کم رہتا ہے۔ جن ضروری پاؤں کا نلائی میں
 لحاظ کرنا چاہئے۔ وہ یہ ہیں۔ کہ پودے چھوٹے
 ہیں یا بڑے۔ ان کا فاصلہ یکساں ہے۔ ان کو
 دیکھ بھال کر نلائی کے آلوں کا استعمال کریں۔ اور
 پودوں کی جڑوں کا بھی خیال رکھیں۔ جتنا پودوں
 کے درمیان فاصلہ ہو۔ اتنے ہی موٹے یا باریک آئے
 سے نلائی کی جائے۔ اگر قطاروں میں ستم ریزی کی گئی
 ہے۔ اور پودوں کا فاصلہ مناسب اندازے کے ساتھ
 ایک دوسرے سے ہے۔ قبل جوت کر کو دیں مار دیں
 یا پھاڑے یا گدال سے نلائی کر دیں۔ اگر کسی جنس
 کے پودے قریب ہیں۔ تو کھڑکے سے نلائی
 اچھی ہوگی۔ اگر اُس سے بھی پودے زیادہ باریک ہیں۔
 لہ پنجاب میں اس آئے کو رہنے سکتے ہیں +

تو باریک آلوں سے یا دلائی کی فوک سے نلائی گئی سکرفا مناسب ہے۔ مگر ہر حالت میں جڑوں کی سلامتی کا خیال رکھو۔ کہ یہ ضروری کام ہے۔ کہ کہیں جڑیں کٹ نہ جائیں۔ بعض قسم کی ایسی جنیں، میں جن میں جس قدر نلائی کی جائے۔ فائدہ دینگی۔ جیسے نیشک د کیاں +

نلائی میں یہ بھی فائدے ہیں۔ کہ خراب قسم کی گھاس نکل جائیگی۔ جو کھیتوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔ جب کسی طرح پر یہ خراب گھاس کھیتی سے یا درختوں کے ذیخے سے نکال دی جائے۔ تو جو مادہ اُس زمین کی خراب گھاس چوتی لھتی۔ وہ اصلی پودوں کی جڑیں چوپیں۔ دوسرے جب پودے بڑے ہو جائیں۔ اور اُن کے لحاظ کے سبب نلائی کا زمانہ گزد جائے۔ تو اُس وقت گھاس نکال دینا بھی زمین کی نلائی کے برابر فائدہ دیگا۔ ایسے فائدے عام لوگ جانتے ہیں۔ بیان کرنے کی بچھے ضرورت نہیں +

ان ضروری باتوں کا خیال گھاس نکالنے کے وقت رکھیں۔ خراب گھاس کو جڑ سے پوری احتیاط کے ساتھ نکالیں۔ اور اصلی پودوں کی جڑیں سلامت رہیں۔ اور جب یہ عمل کیا جائے۔ اور کسی جس کا پودا گھاس اکھڑاتے وقت اکھڑنا منظور ہے۔ تو نلائی کا باریک آہ بیجانب میں کیلئی کے نام سے مشور ہے +

اُس پودے کو جڑ اور پتوں کے ساتھ اُکھاڑ ڈالو۔
مگر اس بات کا لحاظ رکھو۔ کہ اصلی پودوں کی جڑ
نہ اُکھڑ جائے۔ اور نہ ایسا ہو۔ کہ اُن کی جڑوں کی
مٹی اُکھڑ جائے۔ اور اُن کی جڑیں ننگی ہو جائیں۔
اگر اُن کی جڑیں ننگی ہو سکیں۔ تو خشک ہو جانے
کا اندریش ہے ۔

بعض جنس کے کھیتوں میں خراب گھاس اور دوسری
جنس کے پودے اصلی پودوں کے ساتھ اونچے ہم شکل
پیدا ہو جلتے ہیں۔ اور دھان کے کھیت میں خود رو
دھان جو پہلے سال کے دالنے کیسے ہوئے ہوں۔ پیدا
ہو جاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس کی پہچان تجویز سے
ہو سکتی ہے۔ اس لئے اُن کے اُکھاڑ نئے میں ہوشیاری
اور تیز چاہئے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ اصلی پودے اُن کے
عوض نکال دئے جائیں۔ اگر خشک گھاس یا بلادس وغیرہ
درختوں کے پتے تنہ ریزی کے بعد زین بہ بچھا دئے
جائیں۔ تو گھاس کم پیدا ہوگی۔ مگر یہ عمل اُن کھیتوں
کے کھیتوں اور پودوں کے لئے نائیہ مند ہے۔ جو ضمبوط
اور دور دور فاصلے سے پیدا ہوں۔ نازک قسموں کے
پودے اور گھنی نراغتوں کے واسطے اچھا نہیں کہ اُن
کی پیدائش اور پرورش میں حرج ہو جائیگا ۔

لہ پنجاب میں ایسے ہم شکل پودے کھیتوں کے کھیت میں
پیدا ہو جاتے ہیں۔ جن کو جھڈڑ۔ کھیوے۔ گٹھ جیل کئے

آٹھواں سبق

آبپاشی

زمین کے وہ مادے جن سے ہر ایک جڑی بولی وغیرہ زمین سے پیدا ہو کر بڑھتی ہے۔ وہ مادے پانی کی مدد سے چھوٹی چھوٹی جڑوں میں سوتوں کے راستے ہو کر پودوں کو سر بیز اور موٹا کر دیتے ہیں۔ اگر پانی کی طاقت اُن مادوں میں نہ دی جائے۔ تو وہ مادے آپ کچھ کام نہیں آسکتے۔ جو تنم بولیا جائے۔ وہ پانی کے سبب سر بیز ہوتا ہے۔ جب تک زمین میں طراوت نہ ہو۔ کوئی چیز زمین سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس داسٹے ضرور ہے۔ کہ جب کھیتی گئے کا ارادہ ہو۔ تو اُس سے پہلے آبپاشی کا سامان بھی جنتا کرے۔ جڑی بولی کی پیدائش کے لئے ہوا اور روشنی کا درمیانی داسٹ اور چوڑی یہ دو چیزوں میکھڑی بہت ہر جگہ اور ہر وقت میں جاتی ہیں۔ اگر پانی کا گیلا پن موجود نہ ہو۔ تو وہ اور روشنی نہیں ہے۔ اور کھیتی کو میکھڑا بہت پانی دینے کا لحاظ آبپاشی کے سامان اور جنبوں کی قسم اور موسم کے دیکھنے پر موقوف ہے۔

پانی دینے کے طریقے

اول مینہ کے پانی سے زمین پر طراحت آ جاتی ہے - قدرتی آبپاشی ہے - اس پانی میں ہوا اند روشنی کا زیادہ اثر ملا ہوگا ہے - اس واسطے کیہ اور سے گرتا ہے - اور پودوں کی چوٹی پر ہو کر پتے اور شاخوں کو بھی تازہ کر دیتا ہے - یہ آبپاشی سب سے اچھی ہے - مینہ کا پانی پودوں کے حق میں مال کے دود کے برابر ہے +

دوم کوئوں سے پانی دینا بھی مصنوعی آبپاشی ہے - کوئیں کے پانی کی وہ تاثیر نہیں ہے - جیسا کہ پارش کے پانی میں ہے - اس کی وجہ یہ ہے - کہ ہوا اور روشنی کو اس میں وخل لکھوڑا ہوتا ہے - چونکہ جھوٹی جھوٹی تالیموں یا آڑوں یعنی برصوں سے گزر کر کھیت میں پانی جائیگا - تو اس میں ہوا اور روشنی کی تاثیر پڑ جائیگی - اس طریق سے عملہ آبپاشی ہو جاتی ہے - اور قسم سوم سے بہت اچھی شمارگی جاتی ہے - جہاں کہیں اونچی جگہ سے پنجی جگہ پانی لے جانا ہو - تو پہنچت پہلی قسم کی آبپاشی کے یہ آبپاشی کچھ زیادہ اچھی ہو جائیگی - کیونکہ جب پانی اور سے پنجی کو آیے گا - تو اونپر سے زیادہ کریگی - جب پورے نصل کے زمین سے نکل آئیں - اور پورے پرورش کی حالت میں ہوں - اس

وقت اگر کوئیں کا کھاری پانی اس فصل میں دیا جائے۔
 تو یعنی پانی سے زیادہ اثر کریگا۔ اگر ہونے سے پہلے
 کھاری پانی دیا جائے۔ تو اس وقت ایسا مفہوم نہیں
 پڑیگا۔ وجہ یہ ہے۔ کہ اس میں چونکے اور شور کے کا
 مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ یہ مادہ کھیت میں اس وقت
 ڈالا جائے۔ جب فصل کھیت میں جم جائے +
 سوم۔ جھیلوں اور تالابوں کا پانی جو معمولی وسیلوں
 سے مل جائے۔ تو اچھا ہے۔ یہ مصنوعی آبپاشی ہے۔
 اس پانی میں ہوا اور روشنی کا ملاؤ ہے۔ یہ پانی بھی
 بارش کا جمع ہو جاتا ہے۔ اور ہوا اور روشنی اس پانی
 میں اس سبب سے پھر جاتی ہے۔ کہ کھلا ہوا
 رہتا ہے۔ یا دور سے لایا جاتا ہے +
 چارم۔ نہروں کا پانی۔ اگر یہ پانی درست سطح پر
 سے اور اندازے کا دیا جائے۔ تو قسم سوم کے پانی
 سے ناقص نہیں ہے۔ اس کا مفضل حال ذیل میں
 لکھتا جاتا ہے +

نہروں کا پانی

یعنی ضلعوں میں لوگ نہروں کے پانی سے نہت کرتے
 ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں۔ کہ جس کھیت میں نہر کا پانی
 دیا جاتا ہے۔ وہاں وہ چار برس تو فصل اچھی ہوتی
 ہے۔ پھر پوری پیداوار نہیں ہوتی اور اس پانی کے
 ساتھ کھیت میں ویت پڑ جاتی ہے۔ اور زمین نہیں

ہو جاتی ہے۔ حیثیت بگڑ جاتی ہے۔ اور اُس کی گھری
حالت پوچھ جاتی ہے۔ کمی علاقوں میں لوگ سکتے ہیں۔ کر
جتنے سبقتے میں نہ کار کا پانی زیادہ دیا جائے۔ اُتنی ہی
زیادہ پیچاری ہوتی ہے۔ اور مردوں کی حرداںگی کی حالت
جاتی رہتی ہے۔ اگر خدا سے دیکھو اور تجھے کرو۔ تو
صفح سلام ہو جائیں گا۔ کہ یہ خیال درست نہیں ہے
پہلے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ جب پہلے ہی پہل
سمی رقبے میں نہ کار کا پانی دیا جائے۔ تو مدت کے
لئے ہوتے مادے سے ناکارہ اور کمزور جو زین میں مٹے ہوئے
ہیں۔ وہ سب کے سب پوچھا پانی سلتے ہی پتھے ہو کر
کھینچ کے پڑوں کو مولٹا اور سر سبز بنا دیتے ہیں۔
اس سبب سے چند سال تک کھینچی اچھی ہوتی ہے۔
پسما دار بوری دیتی ہے۔ پھر جب آپساشی اور کھینچی
اس زین میں ہوتی رہے۔ تو وہ مادے جن سے
فضل کے پوچھے ہوئے اور سر سبز رہتے رہتے۔ باقی
نہ رہتے۔ اور اُس زین میں نہ کوئی قدرتی کھاد پڑی۔
اور نہ مصنوعی کھاد ڈالی گئی۔ وہ پھر کیونکہ پسما دار
میں کمی ہے۔ پانی کے ساتھ باریک ریست اور کمزور
میں ہو کھیتوں میں آ جاتی ہے۔ وہ نتیجی نائلہ اور خدا
کی سلامی پر منحصر ہے۔ اگر ان دونوں صورتیں کا فیاظ
رہتے۔ یعنی کھاد پوری ڈالی جائے۔ اور نہ کار کے پانی کا
ڈھنڈا۔ مناسب اندازے کے ساتھ موجود ہو۔ تو کمی سب
نہیں ہے۔ کہ پسما دار کم ہو جائے یا ریست آ جائے ہے۔

دوسرا سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ عام لوگ ضرورت اور اندازے سے زیادہ کھیتوں میں بار بار پانی بھر دیتے ہیں۔ اور کھدائی اور ہل جتنے کی عمر ائمہ صرف قریب تین چار اونچ کے ہوتی ہے۔ اور پانی کی سطح زمین کی سخت رہتی ہے۔ اس لئے وہ پانی کھیت میں کھڑا رہتا ہے۔ اور خشک نہیں ہوتا۔ آخر کار وہ پانی سڑ جاتا ہے۔ اور فصل کو ٹکلا دیتا ہے۔ وہ پہلی پڑ بڑ جاتی ہے۔ اور فانگرے کی بجھ نقصان ہو جاتا ہے۔ اور تری کا زیادتی سے بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔ جو بیماری کا لگھر ہے۔ یہ حالت اکثر چکنی مٹی میں زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس کا پانی جلدی نہیں سوکھتا ہے۔ اگر ہل وغیرہ کے ذریعے کھدائی گھری ہو۔ اور اندازے کا پانی مناسب موقع پر اُس فصل کو دیا جائے۔ جس قدر اس فصل کے

لے جناب صاحب چیف انجینئر بیاندہ انہار پنجاب نے اس عرض سے یہ حکم دیا تھا۔ کہ کسی گاؤں کے رقبے میں ۱۰ حصے سے زیادہ جو ۲۰ فیصدی ہوتا ہے۔ پانی مہ دیا جائے۔ یہ تعداد کم تھی۔ اس سبب سے یہ حکم ملتوی رہا۔ راتم کے نزدیک اگر ۱۰ حصہ یعنی چارم حصہ گاؤں کا ہر سال سیراب ہو جایا کمرے۔ تو یہ تعداد پلوری ہے۔ لیکن روز دبیل کے ساتھ یہ عمل کیا جائے۔ تو پوچھا گیت بھی رفع ہو جائیگی۔ یعنی کبھی کسی کھیت کو اور کبھی کسی کھیت کو پانی دیا جائے۔

واسطے ضروری ہو۔ تو یہ خل بھی رفع ہو جائیگا۔ اس میں شک نہیں ہے۔ کہ جب کسی علاقے میں زیادہ رقبے کو آبپاشی ہوتی ہے۔ تو اُس میں دوسرے خلائق علاقوں سے بیماری ضرور زیادہ ہو جاتی ہے ۰

راجباہوں اور نالوں کی کھدائی اور درستی

جو راجباہے اور نہر میں دریا سے نکالی جائیں۔ ان کی کھدائی کی جائے۔ تو ان کے کناروں کی طرف کی کھدائی سلامی دار رکھنی چاہئے۔ اگر ایسی زمین ہو جس میں چکنی مٹی ہے۔ تو ایک فٹ کی گہرائی میں ایک فٹ کی سلامی کافی ہوگی۔ اگر زمین کی قسم نہم ہے۔ یا ریت ملی ہوئی مٹی ہے۔ تو ایک فٹ میں دھیرڑھ فٹ اور اگر ایسی زمین ہے۔ کہ جس میں ریت بھی ہو۔ تو ایک فٹ میں دو فٹ کی سلامی واجب ہے۔ اسی طرح پس جس زمین میں پانی کا بہاؤ اور زور ایسا ہو۔ کہ کناروں کے گر جانے کا زیادہ اندیشہ ہے۔ وہاں اسی قدر زیادہ سلامی دو نو کناروں کی ہونی چاہئے ۰

تیاری کے بعد جب کبھی معمولی موقعوں پر ندی نالوں اور راجباہوں (بہوں) کی صفائی کی جائے۔ ایسی جگہوں میں کچھ مٹی کا چکناپن ندی نالوں راجباہوں کے کناروں پر جم کر سلامی کی صورت کو بوجو نہر وغیرہ کی تیاری کے وقت پستہ رکھی گئی تھی۔ قائم

نہ پہنچ سکے۔ یا پانی کے بھاؤ کے سبب عقلي سے
سلامی کم و بیش ہو جائے۔ تو اُس کے درست کرنے
کا ارادہ نہ کریں۔ بلکہ اُس کو دیسا ہی سستے دیں
صرف اتنی سلامی بنا دینی چاہئے۔ کہ جو پانی کے
بھاؤ کے لئے کافی ہو۔ اگر اُس کی درستی کی جائیگی
اور سچھڑا اور سکارا نہ کر دیا جائے گا۔ تو پھر وہاں
بہتر تور سچھڑا اور سکارا جمع ہو جائے گا۔ ناہل اور نہوں
کی کھدائی میں اُن کی سطح کے ہموار کرنے کا نحاط
رکھنا چاہئے۔ اگر ہموار کرنے کا آرڈر نہ بن سکے۔ یا
اُس سے پہنچ سکنا جانتے نہ ہوں۔ تو پانی کے ڈھنڈا
سے بھی ہموار کرنے کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ جتنا کم
ڈھنڈا تو میں پانی بیکا۔ اُتنا ہی نالے کا کم نقصان
ہو گا۔ عمومی صورتوں میں ایک فٹ تک کا ڈھنڈا پانی کے
واستھنی میں اچھا ہے۔ مگر سرسری حساب سے جو
دیکھا جائے۔ تو ڈیڑھ فٹ تک کوئی حرج نہیں۔ اگر
اُس سے زیادہ پانی کا ڈھنڈا ہے۔ تو عقلي کے پانے
کا اندازہ ہے۔ اگر نالہ کھودا گیا۔ اور اُس میں کچھ
اویج پیچ رہتے۔ تو پیچ کی جگہ میں پانی روک کر کھڑا
ہو جائے گا۔ اور آخر کار کسی طرف کے کنایے کو توڑ کر
لے یہ ہموار ایک آٹے سے جانچی جائی ہے۔ جس کو انگریزی
میں لیوں کہتے ہیں ۔
کلہ بچن۔ جگد انجینر صاحبان بہادر نے صرف۔ انجن فی میں
کی اجازت دی ہے ۔

اس طرف بہت شروع ہو جائیگا +
 جو مٹی نالے کی کھدائی سے نکلے - اُس کو اس نالے
 کے کناروں سے ڈا دور ڈالا چاہئے - اور اُس مٹی کا
 مضمبوط پشتہ بنا دیا جائے - نالی اندر سے برابر عرض
 ہیں رہے - اگر کمیں سے سکوچ اور دوسری جگہ سے
 پورٹی ہو گئی - تو اچھی نہیں - اس کے دھنے کو ذرا
 عرض ہیں زیادہ رکھنا چاہئے - تاکہ پانی کے داخل ہونے
 سے واسطے آسانی ہو - اور جس قدر آئے بڑھتا چاہئے -
 اور پانی دھر اور خرچ ہو کر کم رہتا جائے - اُسی قدر
 اس کا عرض کم ہوتا جائے - تو مناسب ہے - اس
 سے پانی کو کسی جگہ روک نہ ہوگی +

تالیوں کا سروں پر برابر رکھنے کے واسطے آسان طریق
 ہے - کہ جتنا پورٹا جہاں جہاں کسی نالے یا نہر کا
 رکھنا مستظر ہو - اُس کے مطابق کاٹری کا ایک بیماد
 مزدوری کو دیا جائے - جس کے المازے سے وہ کھدائی
 کے وقت اُس کے پورٹا کا لحاظ رکھیں - اس عمل
 سے ایک تہ نہر کی پہاڑیش آسان ہو جائیگی - دوسرے
 پانی کا عرض برابر رہیں گا - جو پانی کے بھاؤ کے واسطے
 ضروری ہے - جس طرح پر نہروں اور تالیوں کا
 عرض زیادہ رکھنا جاتا ہے - اُسی طرح جہاں تک ہو سکے -
 ان کو پیدھا رکھنا اور سیدھا لے جانا ضرور ہے -
 اُس میں دو فائیں ہیں :-

اول - پانی کا بھاؤ سیدھا رہیگا - جس سے نقصان کم ہو گا

دوم۔ ٹیڑھی کھدائی سے سیدھی کھدائی میں خروج اور
محنت کم ہے اور کسی ضرورت سے نالی کی سمت پہنچی
ہو۔ یعنی پورب سے دکن کو یا اُتر سے پورب کو مُٹھا
پھینا ہو۔ تو گولائی (گھوم) ڈال کر سمت بدلو۔ سیدھا
کونا بننا کر سمت بدلا 1 چھتا نہیں۔ کہ اس طرح پانی کی
مکمل کھانے سے نر یا نالے کو نقصان پہنچیگا۔ گولائی
رکھنے کا یہ طریقہ چھوٹے بڑے نالوں سب کے واسطے
پہنچ رہے ہے۔ اُس کے ساتھ یہ بھی لحاظ رکھو۔ کہ جہاں
نالہ نکالا جائے۔ اُس کے پانی کے بہاؤ کی نیں اُن
کھیتوں سے کسی قد اونچی ہو جن میں پانی دینا ہے۔
اس سے یہ فائدہ ہو گا۔ کہ جب پانی نالیوں کے
ذریعے اُن کھیتوں میں پھوٹا جائے۔ تو آسانی سے
پنچ کے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ پانی میں بند لگا کر کھیتوں
میں پانی چھڑایا جائے۔ بند لگانے سے پانی روک جاتا
ہے۔ اور جب پانی روک گیا۔ تو کوئی سنارہ ٹوٹ کر
پانی اور طرف کو بے جای گا۔ کہ جدھر ضرورت نہ ہو۔
یا بند ٹوٹ کر اُس کی مٹی پانی میں کھل جائیگی۔ اور
نہ رکی تھیں بیٹھ جائیں گے۔ اگر کسی موقع پر یہ ضرورت
ہو۔ کہ نر یا نالے میں بند لگایا جائے۔ وہاں مٹی
سے بند نہ باندھا جائے۔ بلکہ ٹھاں پھوس اور سخنوں
وغیرہ سے بند باندھنا مناسب ہے۔ تاکہ پند کی مٹی
نالے میں نہ آ جائے۔ کھدائی غر کے بعد نروں اور نالوں
کی صفائی دو تین سال تک کرنی ضرور نہیں ہے۔ کیونکہ

اُس مدت تک جو پانی بہیگا۔ تو کچھ پانی کے بیچے اور کناروں کی طرف جم جانے کے سبب جو پانی زین میں جذب ہو جاتا تھا۔ وہ جذب ہو کر ضائع نہیں ہو گا۔ جب کھدائی ہو کر نہ جاری ہو چکے اور تھوڑے عرصے بعد ہی صفائی شروع کی جائے۔ تو جو مٹی جو ہوئی نکالی جائیگی۔ پھر بستور اُس میں پانی جذب ہوتا رہیگا۔ جب دو تین سال میں مٹی بونی جم جائے۔ اور زین کا پیٹ پانی سے بھر جائے۔ اور نہ کی سطح مضبوط ہو جائے۔ تو اُس کی صفائی کرنے میں کچھ ہرج نہیں۔ پھر ہر سال صفائی ہوئی چاہئے۔ تاکہ کچھ۔ مٹی۔ گھاس پھوس جو نالوں یا نہر کے کنارے یا تھیں فالتوں پر ہوئے ہیں۔ یا اُن کے کناروں پر بے فائدہ چٹ گئے ہیں۔ وہ ہر سال نکالے جایا کریں گے۔ دیافت سے ثابت ہو گا ہے۔ کہ نہ باری دو اب تک سے آبپاشی کی اوست مختلف قسموں کے کھیتوں میں اس طرح پر برآمد ہوئی ہے۔

لہ پنجاب میں نالے کی صفائی کی نسبت یہ زینداری مثل مشور ہے۔ پت جھلا اچھا نالہ جھلا کو ناہ۔ یعنی اگر بیٹا بے سمجھ اور بے دوقوف ہو۔ کچھ ہرج نہیں ہے۔ مگر نالہ ناصفا اچھا نہیں ہے۔

لہ نہ باری دو اب اُس نہر کا نام ہے جو راوی اور بیاس کے مابین رہا ہے۔

تفضیل

گلزار ۱ - انج	جمونا ۶ - انج	نیشکر یعنی ایکھ ۴ - انج	پونڈا ۳ - انج
گندم ۲ - انج	باغ ۳ - انج	ترکاری ۲ - انج	سن - قل ۲ - انج
نخود-مصور و سینجی ۲ - انج	چری و سکی ۱ - انج	تباؤ کو و مرچ ٹوخ ۱ - انج	السی - رشیف

پانی کی اسی قدر تعداد واجبی ہے ۔ اس سے زیادہ پانی دینے میں نقصان ہے ۔

نوال سپیش

پانی کا انکاس

جب پودوں کو اندازے کے ساتھ پانی دیا جائے ۔ تو پودوں کے بدن میں جان آ جاتی ہے ۔ اور اگر کثرت کے ساتھ پانی دیا جائے ۔ تو ان کا نقصان ہوتا ہے ۔ جہاں پانی کی کثرت ہوگی ۔ اول تو وہاں کچھ پیدا ہی نہیں ہوگا ۔ اگر کچھ ہوگا ۔ تو پانی کی

سکھت سے پودے گل جائیں گے ۔ اور بڑھوار ان کی
ماری جائیگی ۔ وجہ یہ ہے ۔ کہ جب زیادہ پانی ہوا ۔
تو پودوں کی جڑوں کے سوتون کے منہ چھوڑے اور
بھرتے پنو جائیں گے ۔ اور ان سوتون کے راستے جو عرق
اور زمین کے ماتے درختوں اور ہر قسم کے پودوں
میں جاتے تھے ۔ اس صورت میں ان میں چڑھنیں
سکیں گے ۔ جب ان مادوں اور عرق کا چڑھنا بند ہوا ۔
تو پودے مر جھا کر سوکھ جائیں گے ۔ یا پانی میں ہی گل
جائیں گے ۔ اس لئے مناسب ہے ۔ کہ جہاں صورت
سے زیادہ پانی ہو ۔ اُس کے نکالنے کی تجویز کرنی
چاہیئے ۔ پانی کی زیادتی اس طرح پر ہو جاتی ہے ۔

اول ۔ پہلے جہاں کہیں دریا یا ندی نالے کے بہاؤ
کا نشیب ہو ۔ اور پھر کسی قدر یا مصنوعی سبب سے
ندی نالہ وہ جگہ چھوڑ دے ۔ اور دوسری جگہ اُس
کے بہاؤ کا رُخ ہو جائے ۔ پھر کسی قدرتی سبب یا
مصنوعی سے نالے کی طرف یا کسی اور جگہ مٹی پر ڈال جائے ۔
اور اُس جگہ کی پنجی سطح اور پنکی ہو جائے ۔ تو اُس پنجی
جگہ میں دلدل یا جھیل بن جائیگی ۔

دوم ۔ بارش کا پانی کسی زمین کی سچائی میں جمع
ہو جائے ۔ اور زمین کی قسم ایسی ہو ۔ وہ پانی نہیں گئے ۔

لہبائیک پیکن مکسو بھٹ جڑوں کا ہے
لہ پنجاب کی زبان میں ایسی دلدل یا جھیل کو چہب کہتے
ہیں ۔

اور اُس پانی کے نکلنے کا کوئی راستہ نہ ہو یا قدرتی چشمہ پانی کا زمین کی نچائی میں نکل آئے ۔ اور اُس کے بساوں کے لئے کوئی راستہ نہ ہو ۔ تو پانی کھڑا ہو کر دلدل اور جیسل بن جائیگی ۔

صوم - اگر کسی جگہ عرصے تک پانی کھڑا رہے ۔ اور اُس کے سبب سے اُس کی سطح کی مٹی ایسی گھل جائے جس میں چلتا پھرنا دشوار ہو ۔ پھر کچھ مدت اُس میں پانی کھڑا ہو کر دلدل بن جائے ۔ تو ایک قسم کی گھاس دنیا پیدا ہو جائیگی ۔ اور پانی میں گھل جائیگی ۔ اور پھر جب اُس میں دھوپ اپنا اڑ کر گی ۔ تو عفونت پیدا ہو جائیگی ۔ اور ندویک ندویک کی آبادیوں میں اُس خراب ہوا کی تاثیر سے بیماری پیدا ہو جائیگی ۔ اس ملک میں کئی ایسی دلدویں میں جن کی زمینے فائدہ پڑی ہے ۔ نہ مولیشیوں کے چرانے کے کام آتی ہے ۔ نہ کھیتی کے کام کی ہے ۔ اگر یہ پانی نکال دیا جائے ۔ اور زمین سکھا دی جائے ۔ تو سارے نقصان رفع ہو جاتے ہیں ۔ سب سے آسان طریق پانی کے نکاس کا یہ ہے ۔ کہ جس طرف کو پانی کا بساوں ہو اور بارش کا پانی جس طرف جاتا ہو ۔ اُس طرف کو سطح کی کھدائی کی جائے ۔ اور یہ کھدائی نالے کی طرح اندازے کے ساتھ ہو ۔ پھر کسی قریب کے دریا یا نالے وغیرہ قدرتی یا مصنوعی میں اس کا پانی ملا دیا جائے ۔ تو خود بخود پانی ہکر نکل جائیگا ۔ اگر اس موقع کے قریب

کوئی ایسا نچان ہو۔ کہ اس پانی سے دوسری زمین بھی
سیراب ہو جائے۔ تو ایک کام میں دو فائدے ہو جائیں گے۔
دوسرہ ڈھنگ یہ ہے کہ ایسی دلدل کی کھدائی اس طرح
پر کریں۔ کہ جس طرف پانی نکالنا چاہیں۔ اُس دلدل
کے سبقے میں ایک بڑا چوڑا نالہ کھود دیں۔ پھر نالے
کے دونوں طرف پھوٹ پھوٹ نالیاں ٹرپھی کھودی جائیں
اور اُس نالے میں ملادی جائیں۔ تو سارا پانی نکل
جائیں گا۔ مگر یہ لحاظ رہے کہ جہاں جہاں زیادہ
تشیب ہو۔ اُن طرفوں سے وہ نالیاں آئیں۔ تاکہ
اُن نچائیوں کا پانی بھی کھج کر اس بڑھنے نالے
میں پڑ جائے۔ جب سب طرف کا پانی نکل گیا۔
تو وہ زمین کام کی ہو جائیگی۔ اگر تاقصص قسم کی
زمین بھی ہوگی۔ تو مویشیوں کی چڑائی کے لئے
کام آئیں گے ।

یہ بات تو معلوم ہے کہ جب نہت تک ایسی
زمینوں میں دلدل کا پانی رہے۔ اور دریا اور نہی
نالے کی سیلاپ کا پانی اُس میں آتا رہے۔ اور
اُس کے ساتھ کچڑ۔ مٹی۔ گہاس وغیرہ آجائے۔
تو وہ پانی میں گلی گلی کر عمدہ کھاد بن جاتی رہے۔ اس
لئے اسی جگہ سے اکثر اچھی زمین پر آمد ہوگی۔
یہ پہل تو صدر کسی قدر وقت نالے اور نالیوں
کے کھودنے میں ہوگی۔ اس واسطے کہ اُس میں
کچڑ اور سکارا بھر جاتا ہے۔ اور بار بار اس کی

مشیٰ نکال کر باہر ڈالنی پڑتی ہے ۔ گرے جب دلدل
کے پانی کا زیادہ حصہ نکل جائیگا ۔ تو یہ تکالیف
جاتی رہیں ۔ اگر ایسی جگہ ہو ۔ کہ پانی زیادہ ہے ۔
اور کھدائی کا کام مشکل ہے ۔ کچھڑ یا سارے کے
سبب آدمی وہاں نہیں جا سکتا ۔ تو سب سے بہتر
حلج ہے ۔ کہ جس طرف کو پانی کا نکاس کرنا ہے ۔
تالی کی کھدائی کا کام پسے اس طرف شروع کیا جائے ۔
اس محل سے جو زیادہ پانی ہو گا ۔ وہ جلد نکل جائیگا ۔
اور آسانی کے ساتھ پھر کھدائی کا کام بھی ہو سکے گا ۔
اور بھی جیسی کھدائی کرنی ہوگی ۔ دلدل کے ایک
کنارے سے دوسرے کنارے کی طرف کی جائیگی ۔
پانی کم ہوتا جائیگا ۔ اور کھدائی آسانی کے ساتھ
ہو جائیگی ۔ ایسی دلدل کی اراضی میں اگر درختوں کے
پودے نکالنے ہوں ۔ تو کھودتے وقت جو مشیٰ نکلے ۔
اُس مشیٰ کی میٹھائی دی دو دو نالیوں کے درمیان
بنائیں ۔ اس طرح جو سچائی کا پانی ہو گا ۔ وہ اُن نالیوں
کے راستے باہر پیلا جائیگا ۔ اور میٹھ سطح سے اوپر
ہو جائیگی ۔ پھر اُس میٹھ پر پیڑ لگ سکتے ہیں ۔
پھر اگر یاہش بھی ہو ۔ اور سیالاں کا پانی زیادہ بھی
آ جائے ۔ تو وہ پیڑ محفوظ رہیں گے ۔ پیغام خاص
قسم کے درخت ایسے ہیں جو دوسرے درختوں کی نسبت
پانی زیادہ چاہتے ہیں ۔ جیسے بید میہنوں ۔ گوندی وغیرہ ۔
یہ درخت دلدل ہیں لگ سکتے ہیں ۔ صرف اتنا ہو سکتا

ہے۔ کہ دوسرے درختوں کی نسبت نقوٹی نقوٹی کچھ زیادہ گیلی بگدیں لگا : نئے جائیں۔ تو اس سطح کی زمین کی رطوبت اُن کی سد سے جذب ہو جائیں گی ۷

وسوائی سبق

کھیتی کرنے کے طریقے

جب عام زمیندار آپس میں بیٹھ کر کھیتی کی پیداوار کی بابت بات چیت کرتے ہیں۔ تو یہ کہتے ہیں۔ کہ اب کمی اہم گھشاو کا زمانہ آگیا ہے۔ زمین کی برکت جاتی رہی۔ وہ وگ پھلے زمانے کی کھیتی کے طریقے اور حال کے زمانے کی کاشت کی حالت نہیں دیکھتے۔ اور اپنی نادانی کا خیال نہیں کرتے۔ پھلے زمانے کے ضلع گرد اپنور میں دیکھو۔ کہ دلدل جو سرہ کا پسروان کے پانی کا جونکاس نکالا گیا ہے۔ اُس سے کتنے ٹانکے ہوئے ہیں۔ پہنچاون نہیں مزدود ہو چکی ہے۔ اور کمی ٹھاٹ آباد ہو چکے ہیں۔ مگر ایک نقص اس میں یہ معلوم ہوا۔ کہ نکاس اسکی طرف سطح کا زیادہ ڈھلاو نہیں ہے۔ اگر ڈھلاو ہوتا۔ تو زیادہ فائدے ہوتے۔ اسی طرح چھنپ بیٹھ کھانہ تحصیل و سوہنہ میں بھی نکاس نکالا گیا ہے۔ اور اس سے بہت فائدہ پڑا ہے ۷

میں بوج چنیں بدل بدل کر لختے تھے ۔ اور کسی کھیت ایک ایک دو دو سال تک پڑے رہتے تھے ۔ اور پوہوں کی چڑائی کے واسطے وہاں گھاں پیدا ہو جاتی ہے ۔ اس عمل سے دو طرح کی کھاد وہاں پڑ جاتی تھی ۔ ایک تو ہوا اور روشنی اور شبیم کی تاثیر میں ۔ اور دوسرے پوہوں کا گور اور پیشاب ۔ ان چیزوں سے زمین کی طاقت بڑھ جاتی ہے ۔ اب یہ حکلات اُس کے ایک ہی قسم کی چنیں ہر سال اُس زمین میں برابر بوئے چلے جاتے ہیں ۔ جس سے ایک قسم کا مادہ زمین کے ماقوں سے کم ہو جاتا ہے ۔ جو خاص ایک چنیں کے پوہوں کو بڑھ کی طاقت دیتا ہے ۔ اس چنیں کے واسطے زمین بیکھری ہو جاتی ہے ۔ پھر پیداوار اچھی نہیں ہوتی ۔ یہی حال انسان کا ہے ۔ کہ جب اُس کے جسم میں کسی مادے کی کمی ہو جائے ۔ تو وہ آدمی بیبکی اُس مادے کے بیمار رہتا ہے ۔ جب تک کہ اُس مادہ کی کمی پوری نہ ہو ۔ وہ اچھا نہیں ہوتا ۔ اور یہ سور یہاں پڑا رہتا ہے ۔ یہی ڈھنگ زمین کی حالت کا ہے ۔ جہاں کوئی مادہ اُس میں کم ہو گا ۔ پھر جب تک کہ وہ مادہ پیدا نہ ہو گا ۔ زمین تاکارہ اور کم زد ہو جائیگی ۔ اس کا علاج اُول تو قدرتی یا مصنوعی کھاد ہے ۔ دوسرے پانی کو کھیت سے نہ لکھنے دینا ۔ تیسرا جب زمین خالی بڑی رہیگی ۔ تو خود بخود ہوا اور روشنی اور شبیم ہمیشہ اپنا

اُنہر کرتی رہیں گے۔ خیال اور رکھتے ہے۔ کہ یہ مادے کسی سبب
سے یا ہر دلکش جاہلیں۔ اگر نہ نہ لکھتے۔ تو زمین کی
حالت بڑھ جائیں گے۔ خیال کرو۔ آر کسی کہت کی سطح میں اونچائی نچائی
ہے۔ یا تھیت کے کفارون پر بندیں نہیں ہیں۔ پھر
پانی برسا اور پانی کے ساتھ وہ مادے لکھ لکھتے۔ تو
زمین نکھلی ہو جائیں گے۔ اور وہ عمدہ اُنہر جاتا رہے گا۔
مصنوعی کھاد کی نہ فہیں ہیں۔ ایک قدر جس کا
ذکر ہم پہلے یابہ میں کر چکے ہیں۔ دوسرے اگر تھیت
ہیں پھیں اول چھلی گئی جائیں۔ تو اُس سے بھی
زمین طاقت ہیں آ جائیں ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ جب ایک
جس کو سیاہ نیا۔ تو اُس کے پودوں کی جڑیں جو
زمین میں رہ جاتی ہیں۔ وہ گھن کر کھاد ہو جاتی ہیں۔
جب یہ جڑیں کھاد بن گئیں۔ تو دوسری جس کے
پودوں کو بڑھنے کی طاقت دیگی۔ اور پیداوار میں اس
سے بڑے فائدے ہو گئے۔ جو پرانے طریقے سے مطابق بھی
جنہوں کو سلائی آنکھا ہونا ہے۔ وہ بھی کسی قدر زمین
کی طاقت کو قائم رکھتا ہے۔ کیونکہ ایک قسم کی جس
کی جڑیں دوسری قسم کی جس کے واسطے کھاد کا کام
دیتی ہیں۔ اور جو جڑیں بہت بی چلی جاتی ہیں۔
وہ شیخ کی سطح سے ملاؤتو رہتے اور رطوبت اور پنا
اوپر تو کھینچ لاتی ہیں۔ اس سے دوسری جس کو بہت
مد ملہتی ہے۔ اگر ایک ہی قسم کے پودوں کی کاشت

بھیشہ ایک بھی سمجھتے ہیں کرتے رہتے ۔ تو گلی ہوتی جڑیں بھر کھاد لئی گئی ہیں ۔ اُسی قسم کی عین کردہ کھاد فائدہ نہ دیگی ۔ کیونکہ وہ کھاد اُسی قسم کے بودھوں کی ہے ۔ وہ بڑے اپنے فکر کی کھاد ۔ میٹھی کی طاقت نہ پکڑ سکتے ۔

ایسی جڑیں ہیں بہت سا مادہ پودوں کا بھر عالمہ والا اور پھیلانے والی ہو ہو رہتا ہے ۔ اور ہر ایک قسم کے پودوں کی جڑیں اسی مادہ سے بنی ہیں ۔ یہ مادہ جڑیں کے دریافت زمین سے نکل کر پودوں کی جڑیوں کے سوچل کے ساتھ شاخوں اور پتوں تک چڑا جاتا ہے ۔ اور جتنی ضرورت ہو ۔ وہاں رہتا ہے ۔ باقی میں ہوا وغیرہ کے اجزا شامل ہو کر پوست اور لکڑی کے درخواں سے پچھے آ جاتا ہے ۔ اور پھر جڑیوں میں داخل ہو جاتا ہے ۔ اس لئے ہوا اس مادہ کی حد سے ایک قسم کی جنم کی جڑیں دوسری قسم کے بودھوں کے لئے طاقت کا سبب اپننا بن جاتی ہیں ۔

یہیں پودوں کی جڑیں سولی کی طرح زمین کے پچھے زیادہ گردی جاتی ہیں ۔ وہ جڑیں کہ اوپر رہتی ہیں ۔ ان سے وہ جڑیں پچھے گردی جانے والی اچھی ہوتی ہیں ۔ جب ایسے پوئے کاٹے جائیں ۔ اور پھر دوسرے قسم کی جنم اُس میں ہوتی چلتی ۔ تو کھاد کی طرح وہ جڑیں کام دیگیں ۔

لہ افغانستان اور دوسری ولایتوں میں ایک جنس کو دوسری جنسوں سے بدل کر بونے کا قاعدہ مقرر ہو گیا ہے اور یہیشہ اس پر عمل کرتے ہیں ۔

اگر شمس تھے بعد ٹھوڑی اور دکھا اور سن کے بعد پیشکر یعنی آنکھ بولی چاہئے۔ تو پیداوار میں اچھا فائدہ ہو گا ہے۔

آخر کم کے باقیتے زینتدار تو اُس دستور پر چلتے ہیں۔ کہ گیور کی کھینچی کاٹ کر خریف میں ماں مولٹ وغیرہ کو اُس کھینچتے ہیں اُستے ہیں۔ احمد پھر سال بھر تک زین کو خانی رکھتے ہیں۔ پھر فصل رسیج ہوتے ہیں۔ اس محل سے زین میں طاقت میں رسیج ہے۔ پہلے دنون میں یہ طریقہ بست ٹھنڈوں میں رکھا۔ اب کم ہوتا جاتا ہے۔ جس سے پیداوار میں کمی ہوگئی ہے۔ ناقص زین رسیج والی میں جہاں خریف کی فصل رسیج کے سہ پیداوار ہو سکے۔ وہاں صرف رسیج کی کاشت کی جاتی ہے۔ اگر ایسی زین میں اکھڑی دو جھینیں بودی جائیں۔ تو ایک جھنی کی جڑ میں دوسری جھنی کے لئے کھاد کا کام دیئی۔ یا رسیج کی جس ہی بدل کر بولی چاہئے۔ تو کچھ فائدہ ہو گا ہے۔

جتنی جھنیں ایسی ہیں۔ کہ جب اُن کو بھوپل اور پھر بڑھنے کے بعد دوسری خاص خاص قسم کی جھنیں بولیں۔ تو پیداوار میں کمی بیشی ہو جاتی ہے۔ اگر کیا اس بارے کے بعد اُسی کھینچتے ہیں پیشکر بولی چاہئے۔ تو اپنی پیداوار نہیں ہوگی۔ اور سنا سخت پہنچا۔ اس واسطے کہ اُس کی کاشت سے زین

سخت ہو کر کم زور ہو رہا تھا ہے ۷
پیداوار کا زیادہ ہونا محنت اور کھاد پر متوقف
ہے۔ مگر یہ بھی عذر ہے۔ کہ فصل کے بونے میں
اول پول کیا جائے۔ تجربے سے معلوم ہو جائیگا کہ
کس جنس کے بونے کے بعد کوئی جنس بولنے فائدہ مند
ہے۔ اور کوئی ناقص۔ بعض وقت تا تھی قسم کی
زمیں میں جو ایک جنس بونی ہوتی ہے۔ وہاں اگر
دو تین جنسیں ملا کر کاٹت کر دی جائیں۔ تو اُس
سے فائدہ ہے۔ جیسے گیوں کے ساتھ چنوں کا بونا
فادہ دیتا ہے۔ جس سے پیداوار کے زیادہ ہو جائے
کی امید ہے ۸

وجہ یہ ہے۔ کہ ایک جنس کی جڑیں جو اپنے بڑھنے
کا مادہ اکھڑا کرتی ہیں۔ وہ دوسری جنس کے پودوں
کے لئے کام آ جاتا ہے۔ اس لئے جیسے گیوں میں
گیوں اور چنے ملا کر بونے جائیں۔ تو ان میں سے
چنوں کی جنس کی جڑیں موڑی اور بیسی ہو جائی۔ اگر مید
کم برسا۔ تو اُس کی جوش زمین کے اندر سے گیلان
کیجھ فاق ہیں۔ اور گیوں کے پودوں کی جڑیں اس
کے خلاف ہیں۔ اس لئے گیوں اور چنوں کو ملا کر
سلہ پنجاب میں مالی۔ اسیں اہلسنگھیں کے پاس سخنواری سخنواری
زمیں ہوتی ہے۔ وہ فصل کی جڑیں تو پول پول کر بولیا کری
ہیں۔ دوسرے زمینداروں سے ان کی فصل اچھی ہوتی
ہے ۹

بوبیا جائے۔ تو چینوں کی جڑیوں کو مدد مل جاتی ہے۔ اگر یہ نہ برس جائے۔ تو چینوں اور چنیوں کی جڑیں چل دی سے اُس غرامت کو ہنپ کر بیٹگی۔ چنیوں کی تر میں جس ایسا چلہ ہنپ نہیں کر سکتی۔ اگر زیادہ بارش ہو جائے۔ تو چنیوں کی چین کا نقصان ہوتا ہے۔ مگر اس طاقت سکھ جانے سے کسی تدریج نقصان کم ہو سکا۔ اس کی وجہ اور پر درج ہو چکی ہے۔ اسی طرح اور جنیں بھی بیٹھی اور خریف میں ملا کر بوکتے ہیں۔ درختوں کے نکلنے میں یہ بھی عمل بعضی قسم کے پودوں کے دایکھ فائدہ دیتا ہے۔ جیسا کہ آم کے درختوں کے ساتھ سیلے کے پودے نکلنے جائیں۔ و اجھا ہے۔ اس طرح پہ آم کے درختوں کو زیادہ پالی تی خریدتے نہ پڑیں۔

گیارہوں کا سبق

ٹکنوں کا لگانا

خواں کے حرم میں درختوں سے پتے بھڑ جاتے ہیں۔ درپت بھڑ ہونے کے بعد جسب وہ پھر سرینما پر آتے ہیں۔ تو ان کے گددیں اور شاخوں

میں کچھیں اور کچھیں پھوٹی ہیں۔ ان کنوں یا کوئی نہیں
میں شتم کی طرح طاقت ہر فی ہے۔ اگر وہ سچے سچی
میں ڈالی جائیں۔ تو ان میں سے جیسی پہیا ہو جائیں گے۔
اگر سچے سے باہر رہیں۔ تو روشنی اور وحوبہ کے اثر
سے ان میں پتھر پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایسے دھنلوں کی
قلیں وہ دھنلوں پر لگائی جاتی ہیں۔ ایک دن خدا
کے اخیر دلی ہاں۔ پوسٹ پر ساتھ کہ سوچمیں ہیں۔
مگر خدا کا اخیر وقت، سب سے بچھا ہو چکا۔ سب یہ تک
ان دلی میں سردی کا سوچم ہوتا ہے۔ اور سردی
کے سبب دھنلوں کا عرق پھٹکنے سے پرہ ہو جاتا ہے۔
عام لوگوں کے نزدیک اس وقت درست، سستے ہوئے
ہوتے ہیں ۔

قلوں کے ٹانکے کا عام طریقہ یہ ہے۔ کہ خدا
کے سوچم میں ہر، پیڑ یا پاؤ سے کی تھیں مکافی ہوں۔
اس کی شاخیں جو ایک پس کی ہوں۔ کاش تو اور
اس کے اندازے سے ہر کی تھیں جنادگ کہ دھنلوں سرخوں
کی طرف ایک ایک ہو جائے ان کے سلسلہ رکھیں گے۔ ضرور
ہوں اور کامیٹھ کے دستت یہ شیوال رکھو۔ کہ شاخوں سے
اور پر کا حصہ کھاٹا جائیں گے۔ کہ اُبڑے ہیں سچے سچے کی طاقت
ویادہ ہوئی ہے۔ اور وقت سے شاخ کا جو حصہ

لے۔ بخوبی جگر دیتے گریں کو آنکھیں بولتے ہیں۔ مگر عام
اُل پالیں اس آنکھیں کا لفظ خامر، ایک نیکر گا پوریوں
کے والٹھے بولنا ہاں کامیاب ہے۔

ملا ہرندھا۔ ہبھد۔ اُسی میں کم سے چھپتا دو۔ تھمیں بتانی گئی تھیں۔
 تو یہ زینت ٹھیکیں۔ تھم کے سے شم اور تیار کی ہے۔
 اُس میں ٹھیک ٹھیک کھر دو۔ یہ گھر ٹھیک ٹھیک گی۔ لہائی کے
 مود فق چھوٹے بھٹے ہو سئے چاہیں۔ چھر ٹھیک ہیں
 تھی اور انہاد ملائکر قریب فضف سے پھر دو۔ تھم کے
 بھٹے کے سے کچھیں ٹھیک ڈینا اچھی ہے۔ ٹھیک ٹھیک ٹھیک
 زینت میں بڑی بڑی ٹھیک ٹھیک دو۔ وہ یعنی سال کی شاخوں
 کی بگاتی چاہیں۔ تاکہ اسی کی رطوبت کو دہ جلد
 کر سکیں۔ اور یو پتوں ٹھیک ٹھیک ہیں۔ اُن کے باسطے
 زینت کی زیادت کی ضرور نہیں۔ اُن تھمیں کچھ دو۔
 ٹھیک ٹھیک سے ملائکر ملائی ہوں۔ تو عالم سے
 اُن ٹھیک ٹھیک کو اس طرح پر لاؤ۔ کہ اُن کا پکھہ حصہ
 مٹھی میں دبا رہیکے۔ اور بیب ملائی چاہو۔ تو اُس سے
 دو تین رن پیٹ کھپڑے کو باقی میں بھکھو کر اُن کے
 اپر پیٹ رکھو۔ تاکہ اُن کی کئی کسی قسہ باہر کو
 پھوٹ تھیں۔ جب تھمیں لکھا چکر۔ تو اُن کے اردوگرد
 کی سیڑی خوب رہا دی جائی۔ کہ پہا اُن میں د جا سکے۔
 اور ٹھم کو دھوپ اور سردی کا اثر د پکھو۔ کہ اُس
 سے تھم کی ٹھم ملائی ہو۔ اور اُس کی شاخ میں بہت
 سے سفید ہیں۔ تو اور پس سے کئے باقی چھوڑ کر درہیاں
 کے کئے دو کر دو۔ یہ احتیاط رکھو۔ کہ اُس کی شاخ
 کے چھوٹے کو بچھو صدمہ نہ پہنچے۔ بعض لوگ اس خوف

سے قلم لگانے کے وقت کئے زیادہ اٹھا رکھے نہیں ہیں۔
 جب کنیں پھوٹ نکلیں۔ قب آہنگ سے آن کو اٹھار دیا جائے۔ یہ عمل اس لمحہ کیا جاتا ہے۔ کہ پھوٹنے کی طاقت صرف اُن کنوں ہیں رہتے۔ جو باقی رکھی رکھی میں۔ اس سبب سے وہ جلد پھر پھر لکھ لیں۔ جب قلم کے دامنے شاخ تراشو۔ تو ترچھی کاڑ۔ کہ مینہ کا پانی اُنہوں اُس پر نہ پڑے۔ اور دھوپ بھی زیادہ اُس کو نہ لگے۔ اگر پر ابر کاٹو گے۔ تو اُس پر پانی اور اُس گر کر پھر سکیں اور دھوپ پڑیں۔ تو لفڑان ہو جائیگا۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ جب تھم پوچھا چاہا ہے۔ تو اُس سے پوچھے پیدا ہو جاتے ہیں۔ مگر جب ہم چاہیں۔ کہ ایک درخت کا پھل دوسری قلم کے درخت سے پیدا ہو۔ تو یہ کام نیچ کے بولٹ سے نہیں ہو سکتا۔ جس درخت کا پھل لینا ہے۔ اُس کی قلم دوسرے درخت میں لگا دے۔ اور ملک کی آبادی پر ایسی بھی درخت یا پودے کے معاون ہو۔ جس کی فہریں لگائی جائیں۔ آن قلموں کے لگانے میں کسی فائدے نہیں۔

۱۔ کہ اصل درختوں یا پودوں کی کثرت ہو جاتی ہے۔

۲۔ پھل بھی جلد حاصل ہو جاتا ہے۔
 ۳۔ جن درختوں یا پودوں کا حجم کم پہدا ہوتا ہے۔ وہ قلم سے لگ سکتا ہے۔
 ۴۔ جو درخت ایسا ہے۔ کہ جس کے تھم دیدے

پیدا ہوتے ہیں۔ اگر اس کی نسل کو زیادہ کرتے کی ضرورت ہو۔ تو قلمیں لگا کر اُس کے درخت پڑھانے چاہئیں۔ مگر قلموں کے درختوں میں یہ نقص بھی ہے۔ سر قلم سے یو درخت پیدا ہوتا ہے۔ اُس کی عمر تھوڑی ہوتی ہے۔ اور یو درخت تھم سے پیدا ہوتا ہے۔ اُس کی زیادہ +

۵۔ یو درخت تھم سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اُن کے پس اُن درختوں کے پھل سے بڑھے ہوتے ہیں جو تھم سے پیدا ہوئے ہیں +

قلم لکھنے کی یہ قسمیں ہیں۔ اقل ڈالیوں کو زمین کی طرف جھکاؤ۔ اور اُس کا درمیانی جزو مشی میں دباؤ۔ جب اُس دبے ہوئے جزو کی جڑیں زمین میں جم جائیں۔ تو درخت سے اُس کی کاش کر علحدہ کرو۔ اور جہاں ضرورت ہو۔ اُس کو لگاؤ۔ اس کو داہ کا تھم کرتے ہیں۔ مگر یہ طریق اچھا نہیں۔ کیونکہ کئی دفع ایسا ہو گیا ہے۔ کہ داہ میں جڑیں نہیں نکلیں۔ اور اُسی طرح دبی ہوئی کو دیک کھا گئی +

دوم۔ ایک پتلی ڈالی کا چھکلا چاقو یا چھڑی سے نصف اخچ کے بساہر یا پکھہ زیادہ چھلے کی طرح اُتار کر مشی میں دیا دو۔ ذرا چھکلا اُتارنے میں احتیاط اور صفائی چاہیے۔ کہ لگڑی کو کسی طرح کی بجٹ یا صدمہ د پہنچے۔ اگر ذرا بھی لگڑی کو صدمہ پہنچ جائیگا۔ تو لہ جہلوں کے نکل آئنے کی بھی کا طریقہ آئے گا +

یہ کلی محنت برپا ہو چاہیگی۔ اور چھٹے کی طرح چھٹکا اُستار کر دیا نہ سے مطلب یہ ہے۔ کہ جو پودے کی جڑ میں رس ہے۔ اور اس رس سے پودا بڑھتا ہے۔ اور وہ رس پودے کی جڑ سے ڈالیوں اور پتوں میں نیچ کر پھر چھٹکے میں ہو کر باقی بجا ہوئی جڑ میں آ جاتا ہے۔ جب اس طرح یہ پھٹکتا اُستار اگلیا تو پودے کی ڈالیوں کو اس رس سے بھر دینے کا موقع نہیں ملتا۔ اس عمل سے باقی پتکے ہوئے رس کا راست بند ہو جاتا ہے۔ چھٹکے کا وہ رس کاٹی ہوئی جگہ میں یا اُس کے قریب جڑ نکال دیتا ہے۔ یعنی عمل سے یہ طریقہ اچھا ہے۔ کہ اس طریقے میں اُس کے ہوئے اور دبے ہوئے چھٹکے کو ہمیشہ پانی سے تر رکھتا چاہئے ۔

بعض لوگ تو یہ عمل کر دیتے ہیں۔ کہ اس کے اوپر کوئی برتق یا ندہ دیتے ہیں۔ اور اُس کے نیچے ایک چھوٹا سوراخ کر دیتے ہیں۔ کہ سہارہ اُس کا پانی اُس سوراخ میں سے میلتا رہے۔ جب اُس کی جڑ اچھی طرح پیدا ہو جائے اور ہری ہو جائے تو اصل ڈالی سے اُس کو تراش ڈالو۔ پھر جماں چاہو۔ لگا دو ۔

جڑ کے نکل آئے کی پہچان یہ ہے۔ کہ جو ڈالی دیا ہے۔ وہ اُس طرف سے چھڑ رہے بڑھتی ہے۔ موٹی اور چکدار نہیں ہوتی۔ جب جڑ میں پھوٹ کر

ز میں میں چلی جاتی ہیں۔ تو اُس طرف کی شاخ ہری اور چنگدار ہو گر جلد موٹی ہو جاتی ہے ہے + سوم۔ جس ڈالی کا قلم لگانا ہے۔ اگر وہ ایسے موقع پر نہیں سے اوپر جی ہو۔ کہ جھک دے سکے۔ تو یہ عمل کرتا چاہئے۔ کہ ایک گلے کر مٹی اور کھاد سے خوب بھرو۔ پھر اُس کو پودے سے باندھو۔ یا لکڑی کی تپائی اُس جگہ رکھ کر اُس پر گلہ رکھ دو۔ پھر اُس ڈالی کا چھکلا اٹا کر اُسی عمل سے دیا دو۔ جس کا ذکر ابھی اوپر ہو چکا ہے۔ اور پانی کا برقی بھی اُس کے اوپر باندھو۔ تاکہ اُس پر پانی پڑے۔ پھر جہاں سے چھکلا اٹا را گیا ہے۔ وہاں جڑیں پیدا ہو جائیں گے۔ جب جڑیں نکل آئیں۔ اور گلے میں چل گئیں۔ پھر شاخ کو پیڑ سے کاٹ کر جہاں مرضی ہو۔ لگا دو +

چہارم۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ کہ اگر ڈالی اوپر جی ہے۔ تو پچھے مٹی کی کٹے میں ڈال کر اُس میں وہ ڈالی جس کا دیانا منظور ہو۔ باندھو۔ اور اُس پر اُسی طریق سے پانی بھی پسکاتے رہو + اگر ڈالی کمزور ہے۔ کہ وہ مٹی کے یوچہ کو سنبھال نہیں سکتی ہے۔ تو کوئی تپائی وغیرہ اُس کے پیچے رکھ دو۔ اس عمل سے چھکلا جھٹلے کے طور پر جس کا ذکر دوسرے طریق میں لکھا گیا ہے۔ اٹارو + بعض درختوں کے چل سے صرف ایک لکھنام کا

داش یا گھٹلی نکلتی ہے۔ عموماً اُن کا قلم نہیں لگ ستا ہے۔ جس کے پھل میں بہت سے یخ یا گھٹلی ہوں۔ اُن کی قلمیں لگ جاتی ہیں ۷

پارھوال سبق

پیوند کرنا

پیوند کرنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ چھوٹی قسم سے بڑی قسم کا پیڑا یا پودا میں جائے۔ خصوصاً جو درخت یا پودے کے پھل کے لائق ہیں۔ اُن کے واسطے پیوند بنایا گیا ہے ۷

پیوند عموماً ایک ہی جنسوں یا قسموں کے درختوں اور پودوں پر لگایا جاتا ہے ۷

سب سے اچھا موسم پیوند کرنے کا وہ ہے۔ کہ جب بہار کا موسم شروع ہو۔ اس واسطے کے ایسے وقت میں پودوں میں سکھے اور کونپلیں نکل آتی ہیں۔ اور اُن کی سکنیوں اور کونپلوں میں قوت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے ایک پودے سے دوسرے پودے پر بھی پیوند چڑھ سکتا ہے۔ اور اچھی طرح بڑھنے کی طاقت پکڑ سکتا ہے۔ جب پیوند لگاؤ۔ تو ان بالوں کا بھی لحاظ رکھو ۷

اول - کسی پیڑ یا پودے کی ڈالی جس کا پیوند دوسرے پیڑ یا پودے کی ڈالی سے کرنا ہے - اس میں یہ دیکھ لو - کہ اونکی ڈالیاں موٹائی ہیں میں پر اپنے ہیں - اگر ایک کی پتلی پتلی اور دوسرے کی موٹی موٹی ہوں - تو پیوند اچھا نہ گیگا - جس درخت سے پیوند کرنا ہو - اس کی ڈالیوں کو جن میں سکنے نکلی ہوئی ہیں - کاٹو - اور قلموں کی طرح بھیگے ہوئے کپڑے میں دو تین روز تک باندھو - اس سے دو فائدے ہو جائیںکے ایک تو ان کی تکوں میں کسی قدر پھوٹنے کی طاقت پیدا ہو جائیگی - دوسرے اس کا چھلکا اٹار کر جو دوسرے درخت پر پیوند کرنا ہے - وہ قلم کی لکڑی سے علیحدہ ہو جائیگا - اور اٹارنے وقت آسانی سے اُت آیے گا اُن کو کوئی صد سا یا چوٹ نہ گیگی *

ووسم - شاخوں کے کاشنے میں یہ خیال ضرور رکھو کہ جو شاخ کاٹی جائے اس کی تکوں کے سرے کاٹنٹوں کی طرح تیز نہ ہوں - جن تکوں کے سرے کاٹنٹوں کی طرح تیز ہوتے ہیں - ان کی شاخیں نہیں پھوٹ سکتی - پیوند کلانے کے واسطے ایسی شاخیں ناقص ہیں - اب پیوند نگانے کا ڈھنگ بتلایا جاتا ہے *

اول - جس پیڑ یا پودے پر پیوند لکانا ہو - خزان کے دونوں میں اس کو کاٹ ڈالو - پھر بھار کے موسم میں اس کٹے ہوئے پیڑ یا پودے سے ڈالیاں پھوٹ کر نکل آئیںگی - جب وہ ڈالیاں ایک ارکی کے

ہر اپر پیٹ میں ہو جائیں۔ تا ان کو پھر اوپر سے
کاٹ ڈاول۔ تھوڑی تھوڑی رکھ ہو۔ پھر اُس نے اوپر
کی طرف سے ایک ایسی کے پر اپر یا اُس سے کچھ کم
اُس کا چھکنا احتیاط سے ڈالا۔ جس سے اُس
ڈالی کی تھوڑی کو کسی طرح کا صدمہ یا نقصان نہ پہنچے۔
اُس ڈالی کی نکٹھی کی موٹاپی کے برابر دوسرے پیڑی یا
پودے کی ڈالی جس میں کٹھی نکلی ہوئی ہوں۔ جس سے
پیوند نہ کرنا ہو۔ تراش لو۔ ڈالی کے کامٹتے وقت سنوں
کہ صردی گو بھی جائیج ہو۔ کہ پیوند کرنے کے قبیل ہیں یا
نہیں۔ پھر اُس ڈالی کی کتنے والی جگہ سے اُن کے پر اپر
کے پھنک کا بچھتا جیسا کہ پلے پودے یا پیڑی کی
ڈالی کے لئے عمل کر چکے ہو۔ کھینچ کر نکال لو۔
اور پلے پودے کی ٹہنی پر چڑھا دو۔ پھر اُس کو
سن یا پکھنے رہیم کی تاریخ سے یاد ہو۔ اس طرح پر کے
کٹھے کو صدمہ نہ پہنچے۔ رہیم اور جھوپ اُس کے کٹھے
کو ٹھیک رہتے۔ اور نکلے کی جگہ کو خالی چھوڑ کر اُس
پر یہ پ کر دو۔ یہ کے بناءنے اور استعمال کا نہ اس
سبق کے اخیر میں لکھا جائیگا۔ پھر جب کٹھے اچھی طرح
چھوٹ نکلیں۔ تو سن یا کچھ رہیم کو کھول دو۔ پھر ایک
سال تک یہ خیال رکھو۔ کہ جو پیوند کے کٹھے کی کوئی نیلیں ہیں
وہی پر درش پائیں۔ باقی جو کٹھے یا ڈالیاں اُس کے
سدا نکلیں۔ وہ فوچ ڈالی جائیں۔ اس عمل
سے پڑھنے کی طاقت کا حصہ صرف پیوند کے سنوں

کو پہنچیا۔

دوم۔ جس درخت یا پونے سے پیوند کرنا ہو۔ اُس کی ڈائیوں کو اس طریقہ ہر کاٹو۔ جیسا کہ اور لکھا گیا ہے۔ جب دو تینو رعد گنگہ جائیں۔ تو اُس کے سنتے کے قریب سے چھلکا جس میں کہ بھی ہو۔ ایسی ترکیب سے آتا ہے۔ کر لکڑی کا کوئی جزو اُس کے ساتھ نہ ہو اور چھلکا پورا پورا اُنہ آئے اور سنتے کو کچھ صدمہ نہ پہنچے۔ پھر دوسرا نہ پیڑھی ڈالی میں جس پر پیوند ترنا ہے۔ اُس میں احتیاط سے ایک تراش دو۔ اسی کی سبائی کے برابر دو۔ جو صرف چھلکے کو ہی کاٹے۔ پھر اُس تراش کو آدھے حصے سے زیادہ پہنچ چھوڑ کر اُس پر آڑی لگیں کہ اس طرح تراش دی جائے۔ دو تراشوں کی یہ صورت ہو جائیگی۔

پھر چاقو یا چھری کی نوک
سے چھال کے ٹکڑوں کو

ٹکے مقام سے اٹھا کر
اُس میں پہلی ڈالی کی
شاخ کے سنتے کٹے ہوئے
اور کسی قدر چھٹکے کے جزو

جو پہلے اُتار سے ہوئے موجود

ہیں۔ رکھ دو۔ اس اندازے سے کہ اُس کاٹنے ٹکے کی جگہ

لے اس قسم کے پیوند کو پنجاب میں پہنچنے کا پیوند سنتے ہیں۔

آجائی۔ پھر چھال کے مکھٹے اُس کے اوپر پہنچا دو۔ اور کچھ ریشم یا سن کے ریشے دغیرہ سے باندھ کر اوپر اُس کے لیپ کر دو۔ وہ کٹھ اس عمل سے پھوٹ کر نکل آیا گا لیکن

سوم۔ بعض درخت ایسے ہیں۔ کہ جن کے کٹھ ڈالیوں پر نہیں ہوتے ہیں۔ ڈالیوں کے سرے پر ہوتے ہیں۔ اُن کا پیوند کرنا ذرا مشکل ہے۔ اس کا آسان عمل یہ ہے۔ کہ اگر دونوں پیڑی ایسے قریب ہیں۔ کہ اُن کی ڈالیاں اُپس میں مل جائیں۔ یا کسی ترکیب سے گھٹے دغیرہ میں رکھ کر ایسا نر دیک رکھ دیں۔ کہ جس سے ایک دوسرے کے ساتھ اُن کی ڈالیاں مل جائیں۔ پھر اگر ایسے پیڑیا پوئے کو پیوند کرنا چاہو۔ تو اُن دونوں درختوں کے برابر موٹاں کی ڈالیاں لے کر اُن دونوں کو ایسی ترکیب سے ٹلم کی طرح تراشو۔ کہ جس قدر ایک کاتی جائے۔ اُسی قدر دوسری بھی۔ کہ اُن مٹوں کے ملانے سے ایسا معلوم ہو جائے۔ کہ وہ ڈالی ایک کا اندر ٹھی۔ پھر نصف نصف اُن ڈالیوں کو کاٹو یا ایک کا اندر کو خم ہو اور دوسری کا باہر کو دغیرہ دغیرہ۔ پھر اُن ڈالیوں کو سریش یا گوند مکا کر چپکا دو۔ اور سچھ ریشم سے باندھو۔ اور لیپ بھی کر دو۔ چیسا کو پہلے طریق میں ذکر ہٹا ہے۔ اور جب ضرورت ہو۔

لہ اس قسم کے پیوند کو پنجاب میں ٹانگی کا پیوند پوچھتے ہیں۔

پانی بھی پیکا دو۔ کہ کیسیں مڑاں خشک نہ ہو جائے۔ جب
صلوم ہو۔ کہ اب دوڑ شاہیں ہٹے گئیں۔ تو جسی درخت
کا پیوں نکانا ہو۔ اُس کی ڈالی رکھ دو۔ اور ساری سی
ڈالی اُس پر دے سکی کہ جس کا پیوں نکانا یا جیسا ہے۔
چھلکا بطور پھٹکے کے اُثار دو۔ کہ اُس پر دست کا
رس چڑ کی طرف نہ چلتے۔ تو پیوں کیا گیا سبکے صرف
وہ ہی پیوں پائی۔ اور اُس کے پیوں کا بیوڑ جلد
ل چلتے۔ پھر جب چھٹے مل گیا۔ تو اُس پر دست
جہاں سے پھٹکے کے طور پر چھلکا اُثار ہتا۔ کاش
کا لوا۔ مرن یا سکتے ریشم کو کھوں۔ اور جس پر
پیوں نکانا ہو۔ اُس کا کے اُس قلنچے کو جو پیوں
کے امید ہے۔ کاش دو۔ اس عمل سے بھا ناگھو
ہے۔ کو اگر پیوں پر سوچ دو۔ درستہ یا پوچھتے کی شائی
پیوں کرے گے۔ تو کبھی بھی اسی سال میں پیوں
پر دے کو پھل آ جاتا ہے۔ لیکن اس میں اعتیال
اور صفائی چاہئے۔ کوئی پلاپن یا سوپاخ دو ن
ڈالیوں میں جن کو ملایا ہے۔ شرپڑ چاہئے۔ اگر رہ
گیا۔ تو ساری سخت برباد ہو جائیں۔

پھٹکاں۔ جسی پاروں کی زمین پر میل پھٹکتے ہے
پھٹکتے ہوئے اُن کو بھی پیوں نکانیتہ رہی۔ اسی عکس
پر کہ جس میل کو پیوں نی کرتا ہو۔ اُس کے دریان

میں اس قم کے پیوں کو پنجاب میں ٹالی کا پیوں نکانے ہیں۔

میں کئی بھگتے ایسا چوتھا یا پھری چلا۔ کہ اُسی کے
دو بیتھے اس موقع پر علیہ علیورہ یہ چاہیں کہ دو
طرف چُبھتے ہیں۔ یہی یہ شکاف ہے جو ہے ہو جائے۔
صرف اسی قدر وہ جس میں تین ہی دوسری تل کل جائے۔
پھر اس دوسری تل کو جس کا پیوند کرتا ہے۔ اس
شکاف ہے۔ یہ تکال دو۔ اور پھر اُس کو طبق
اُون کے مطابق سن یا کچھ ریشم سے یاد رکھو۔ اور اُس
چوپ بیپ بھی کر دو۔ جب دو طبقیں اُسی ہلکے شکاف
کے موقع پر پہنچ جائیں۔ تو پہلی بیل کو پہنچ کی
بھگتے کے پہنچ چھوڑ کر کات دو۔ اور دوسری
بیل کو پہنچ کی طبق سے نہائیں دو۔ اس سے پہلا
کھڑا پہلی بیل کا اور دوسرا تکال پیوند دالی۔ بیل کا ہر
چیزیں۔ جس سے خالی قسم کا آیا۔ بیل ان جائیں۔
اور اس بیل میں بھل اس بیل کا نکیں۔ جس کا
پیوند کو چھپا پوچھو۔

لیکن تل کو پہنچ کی بیل پر کتنے کی تل کا پیوند
اس طرح ہد کرنے ہیں۔ جس سے پہنچ اور توپھے کے
ہوتی ہے۔ اور اس توپھے کو پہنچنا تکوں کے چھکے کے
پہاڑ مٹا پہر جاتا ہے۔ اس عمل کے بغیر توپھے کا پہنچا
پہنچ اور نرم ہوتا ہے۔ اس تی احتیاط زیاد چاہئے۔
چھان کر ہو سکے۔ ہوا کا دھنار پیوند کے موقع

اس قسم نہ ہو سکے کو پہنچاپ ہیں بیل کا پیوند سکتے ہیں۔

بپر نہ ہو +
 پہنچم۔ جس پڑتے کو چیزوں کرنا ہو۔ اُس کی ڈالی میں تیز چاقو سے سوراخ کرو۔ اور جس ڈالی کا پیوند رکھنا ہو۔ اُس کو اُسی سوراخ کے عین مطابق رکھ دو۔ جس سے وہ ڈالی پہلی ڈالی کے سوراخ میں پڑی طرح سے سا چائے۔ قلم کے لئے اسے کتنا اور کہ کرو۔ اور کوئی جگہ اُس میں خالی نہ رہے۔ پھر اُس کے اوپر لیپ کر دو +
 اس قسم کے پیوند کا اس ملک میں کم رکھاج ہے۔

لیپ کے نفع

لیپ کے نفع مع دیکب یہ ہے +
 اقل۔ پچھنی ملی احمد گورہ صدای دلوں کی بھی۔ پہاڑ توں کے لئے کہ اُس میں ہترنا سا یاریکہ ہو سے سوچی۔ خلا دو۔ اور اُس کو خوب ٹوں ھو۔ جب تھیار ہو جائے۔ تو لیپ کر دو +
 دو مگر پر۔ تار پینا۔ موم نہ دکھان۔ ان تینوں کو خوب ڈاکر نصف آثاریکہ پاؤ۔ یک پاؤ + لیپ پہناؤ +
 سوم۔ تار پینا۔ موم نہ دکھان۔ صالوں کو دن ٹھیں بیا کر لے کر اُس میں تھوڑی سی چربی ٹاؤ۔ اور ان سب کو اُن پر پھٹا کر احمد پارچے پر لیکا کو پیوند کی گئی۔ کپڑے کو باندھو +
 لئے اس قسم کے پیوند کو نج کا پیوند سمجھ لیں +

تیرھواں سبق

بیووں کو ایک جگہ سے اکھاڑ کر دوسری جگہ لگانا

تیرکاریوں اور پیشوں اور دوسرے بیووں کو کئی
مظہروں سے واسطے ایک جگہ سے دوسری جگہ اکھاڑ کر
لے جائیں ۔

اول ۔ جس بجہ ترکاریوں یا بیووں یا دوسرے
تم سے بیووں کو پست گھٹا بیویا ہو ۔ تو ان کو بیکلا
کرنے کے واسطے کئی ایک بیوے والی سے اکھاڑ کر
دوسری بجہ لگائنا اور جس قدر جگہ ہاتی بیووں سے
بڑھنے کے واسطے کافی ہو ۔ اُسی قدر والی رکھ لیتا
ہا کہ بہت سے پوچھے سکوڑی بجہ میں رکھنے سے اور
خوارک کی کمی کے سبب ضائع نہ ہو جائیں ۔

دوم ۔ جہاں کسی دخت یا بیوے کا قلم یا پیوند یا داب پلے
نکالا ہو رہا ہو ۔ اور والی سے اکھاڑ کر دوسری بجہ لگانا ۔

سوم ۔ دشیتے کے طور پر جب کوئی جس نگاہی گئی

لئے ایسے ذیخے سے کو پنجاب میں پیشی کرتے ہیں ۔ اور پہاڑی
گلول میں رہنے کی سکتے ہیں ۔

ہو۔ اُس کو اُس ذخیرے سے آکھاڑ کر موقع مناب
پر بونا +

ذخیرے میں زیادہ گھنے پوے اس لئے لگائے جاتے
ہیں۔ کہ بخوبی جگہ میں حفاظت اور پرہدش ہو سکے۔
اُس لئے کہ ابھی تک زمین کاٹت کے لائن پرے
طور پر تیار نہیں ہے۔ پھر جب زمین تکار ہو جائے۔
تو ان کو آکھاڑ آکھاڑ کر جو زمین تیار ہو گئی ہے۔
اُس میں لگا دئے جائیں +

چارم۔ غیر جھوٹ سے ترکاری یا جنس لائی جائے
یا دوسرا قسم کے پوے کا پیدا کرنا چاہیو۔ تب بھی
یہ عمل کیا جاتا ہے۔ مثلاً جنگل سے یا کسی دوڑ کے
فائدے سے کسی قسم کے پوے لا کر لکھانا۔ اور ان
کی پرہدش کرنا +

پنجم کسی دخت کے پھل یا ترکاروں یا جھنوں
کو ابھی اُس قسم کے پھانے کے دامے ایک سے زیادہ
ٹھیں کا رس پوست کے لئے ایک جگہ سے آکھاڑ کر
وہ مری جگہ لکھانا۔ تاکہ پھل اور ترکاری ابھی اور ہوئی
پی اکرے +

درختوں یا بڑوں کے ایک جگہ سے آکھاڑ کر
دوسرا جگہ میں لگائے کے دخت یہ لفاظ رکھو۔
اقل۔ جس پوے کا پھر نو ایک جگہ سے آکھاڑ کر
دوسرا جگہ لگانا ہو۔ وہ بخدا یا پیٹ۔ صحیح دسالم ہو
کسی قسم کی بخاری اُس کو نہ ہو۔ کیونکہ اس عمل سے

یہ چنانچہ پیش کیا گی کہ ۲۰ جولائی یا پہلا نئجے سینے سے
پیدا ہوا ہے۔ اگر اس کو پہلے تیس قمر کا صور پہنچا
ہو۔ تو اس کو یک جگہ سے انتہائی جائے اور
دوسری جگہ کے نکتے سے سر پر پڑنے کی امید
ٹھیک ریتی +

تندست بادکے کی بھاگن ہے۔ کہ اس کے
پتوں میں سبزی اور رنگت میں روشنی ہوتی ہے۔
اگر اپنے بندوں پر پتھر بیڑا اور رنگ اُس کا چکدار ہو۔
تو اس بندوں کو تندست بھانٹا چاہیے +
انہی دو چاہے سال کا پوچھا ہے۔ میں کو ایک جگہ سے
اکھاں کر دوسری چکر لے گیا ہے۔ تو اُس کے تندست
پر نہ کی ہے بھاگن ہے۔ کہ اس کی کلشی کا مکھوا سا
چھکا اُنہی کر مسلم ہو سکتا ہے۔ کہ دو بندوں ہونمار ہے
یا نہیں۔ درخت کے اور کے چھکے کے پیچے ایک اور
چھکا ہوتا ہے۔ جس میں بند عرق بھرا ہو گا دھائی
دیتا ہے اور اس چھکے میں شری اور چک ہوتی ہے۔
ان سماں سے بند تندست لے گیا جاتا ہے۔ اگر
اس نکل خلاف ہو۔ تو اُس کے چھکے میں سبزی کی
اور روشنی نہیں ہوگی۔ اور میں اس میں رس (عرق)
بھرا ہو گا مسلم ہو گا۔ اس کے سوا جب بندوں
تندست کی رہات میں ہو گا۔ تو اُس کے

لہ اس کی تندست کی نسبت ایک سچی مشور ہے۔
جو دنار بندوں کے پیچے پہنچ پاتے +

جو دن بیٹھے کے قریب کا چھلکا صاف ہوتا ہے۔ اور شامیں اس کی بھی مناسب امراض سے اور تهداد کی کوئی ہیں ۔ دوم۔ ہو پوچھے ایک جگہ سے اکھاڑ کر دوسری جگہ لگائے چاہیں تو ان کے کھودنے میں احتیاط چاہیے۔ ان کی جڑوں کو کسی طرح کا حصہ نہ پہنچے۔ اور اکھاڑتے وقت ان کی جڑوں کے سوتوں کے ساتھ تھوڑی تھوڑی میچ بھی آجائے۔ کہ ان کے ساتھ جڑوں چھوٹی باریک جڑیں بھی ہوتی ہیں۔ ہو نظر نہیں آتی ہیں۔ اگر وہ علی ہو ہامیٹی۔ تو نقصان ہو جائیگا۔ اگر تکاری یا کسی چھوٹی قسم کے پوچھوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لگانا ہے۔ تو سب سے اچھا طریقہ یہ ہے۔ کہ جس سیاری سے ذخیرے کے پادے اکھاڑتے ہے لائیں ہو یا ٹائیں۔ پہلے اس میں ہاتھ دے دو۔ پھر آہٹی سے کے ٹیکھ کر نکال دو۔ اگر دین بہت پکنی ہے۔ تو کینچھے کے ساتھ پادے جڑوں بیٹت نہ اکھاڑ لیں گے۔ اس سے پہلے تھوڑے تھوڑے پاہوئے پھاڑوڑے یا گھر پے سے اکھاڑ لیئے چاہیں۔ پھر اس کی جڑوں میں جو خودرت سے ریا ہے سچی ہو۔ اس کو جھاڑ دو۔ اور دوسری جگہ وہ پوچھے رکھا دو۔ جبکہ تک دو پوچھے کسی دوسری جگہ نہ گھاڑ سے جائیں۔ تب تک ان کو

سلی بنا بہ شیخ مونڑہ سکھ دیں ۔ تھے جڑوں کے ساتھ جو باریک سوت ہوتے ہیں۔ ان کو رُگ دپھٹ بھی بولتے ہیں ۔

کچھی بھی ہیں پہنچتے رکھو۔ یا کسی گھاس با پتوں سے اُن رُذھاں پر ہو۔ نہیں تو دھوپ اور ہوا لگ کر اُس کی جڑیں سوکھ جائیں گی۔ اگر نشک موسم ہے۔ تو اُس پر یا ان بھی پھر کر۔ اگر کسی پودے کو زمین کی مٹتی کے سہیت اُنھاں کر دوسرا جگہ رکھنا ہے۔ تو مٹتی کی چکتی نہ کھو دیں چاہئے۔ اس کے کھو دنے میں بڑی احتیاط رکھ کر بہتے۔ مناسب ہے۔ کہ پہلے پودے کے چاروں طرف یہاں کھو دو۔ کہ اس کی جڑیں زیادہ نہ کٹ جائیں اور جب چاروں طرف کھود پکو۔ تو شے گی اُس کی سوچلا ایسے اندازے کے ساتھ اٹھاؤ۔ کہ شے گی اُس کی سوچلا بڑی زیادہ نہ ٹوٹ جائے۔ جب اُس کی چکتی زمین سے خالی ہو جائے۔ تو اُس کو ایک طرف رکھ کر کسی راتی یا پرتوں سے پاندھو۔ کہ کہیں چکتی اٹھاتے وقت نہ ٹوٹ جائے۔ پھر جتنا بڑا دشت ہو گا۔ اُتنی تھی زیادہ احتیاط چکتی کے نکالنا اور اٹھانے میں ہو گی۔ اُس پڑے دشت میں اور چکتی اُس کی تکالیف منظور ہے۔ قریب طریقہ والی برتنا چلپتے۔ کہ پودے کے ارادگرد جڑوں کا بیجا قدر کے مناسب انداز، کا ایک تھاولہ گول رہیں گے۔ اگر کچھ اکھو ہو۔ بس میں اس کی بڑیں بڑیں پاہر نہ لکھیں۔ اور اُس کے لئے بڑی احتیاط رکھیں۔ اُنھاں سے

سلہ پہنچاپ میں اس چکتی کو گاہچا یا چکلی بولتے ہیں۔
سچ پہنچاپ میں موسوٰ جڑ کو مول یا جوں قول کئے ہیں۔

پہلے یہ ہقاولہ ریک دو سال آگے بنایا جائے ۔ اور جو
 جڑیں اُس تھانوں کے باہر آ جائیں ۔ وہ کافی جائیں۔
 جب اُس پودے کو دنیا چکتی کے ساتھ نکالنا چاہو۔
 تو نیتے اُس کی کھانی کی ایک طرف سے کھو دو اور پیچے
 جڑوں تک کھو دتے ہوئے پہنچ جاؤ ۔ پھر اس پیڑ کو
 فراہلا دو ۔ تو دوسری طرف کو دہ پیڑ کچھ جھک جائیں ۔
 اُس کے جھکنے کے سبب سے جو جگہ خالی ہو گی ۔ وہاں
 مٹی اور پتہ بھر دئے جائیں ۔ پھر دوسری طرف بھی یہی
 عمل کیا جائے ۔ اس طریقے سے سارا پیڑ چکتی کے
 ساتھ اٹھ جائیں ۔ جب چکتی اور پر آ گئی ۔ تو اُس کا
 باندھنا بھی آسان ہو جائیں ۔ پھوٹے پھوٹے پودوں
 کو اگہ ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھانا ہو ۔ تو اُس میں
 اس عمر کی ضرورت نہیں ہے ۔ جو زین ریت والی
 یا سکندر والی ہو ۔ اُس میں چکتی کا نکالنا مشکل ہے ۔
 اور ت چکتی والی سے نکل سکتی ہے ۔ اس واسطے ایسی
 زینوں میں چکتی کا نکالنا بے فائدہ ہے ۔ ابتدہ جو پودے
 کھینچ کر نکل سکیں ۔ اور دوسری جگہ لگ سکیں ۔ تو اُن
 کو نکال کر دوسری جگہ لگا دو ۔ چکتی کے ذریعے دوسری
 جگہ جب پودے لگائے جائیں ۔ تو اُس میں یہ فائدہ
 زیادہ ہے ۔ کہ اُن پودوں کو اپنے اسکھاڑے جانے
 اور اٹھائے جانے کا حال کم معلوم ہو گا ۔ وجہ
 یہ ہے ۔ کہ جس مٹی سے اُس کا بڑھاؤ ہو گا
 ہے ۔ وہ مٹی اُس کے ساتھ ہے ۔ اور اس عمل سے

جریوں سے سوتے بھی نہیں ٹوٹتے۔ ایسے اکھانے اور اکھانے سے اُن کے بڑھنے تین سچے نقصان نہیں ہوتا + جہاں پہنچ اور جھیٹیں آپس میں ملتی ہیں - ہر قسم کے پودوں کا دل اس جگہ ہوتا ہے - اور جس طرح آدمیوں اور جیوں کا دل اُن کے پدن میں نازک ہوتا ہے - دیساہی درختوں کے وجود میں اُن کا دل نازک اور نرم ہوتا ہے - اس لئے جب اُن کو اکھاڑو - تو احتیاط رکھو - کہ کسی طرح کا حصہ اُن کے دل کو د پہنچے اور لگاتے وقت بھی اُن کے دلوں کا خیال رکھو - کہ کہیں زمین میں بے طرح دب جائیں - جس جگہ اکھاڑ کر اُن پودوں کو لگاتا ہے - اس زمین کی قسم کو بھی دیکھو - اگر کسی دوسرے قسم کی مشکل ہوگی - تو پودوں کے بڑھوار کو روکیگی - ایسے موقع پر عذر ہے کھو دکر پہلے اس قسم کی مٹی بھر دو - پودے کے لئے اچھی ہو - پھر پودوں کو اُن گڑھوں میں لگا دو - تو اچھی بڑھوار پکڑیں گے - اگر چھوٹے چھوٹے پودے سے ترکاریوں کے لگانے ہوں - تو ایک سکھر پے سے زمین میں شکاف دو - اور اُس جگہ پودے کو دھر کر اُسی طرح سکھر پے کے دستے سے دبادو اور دونوں طرف سے جڑوں پر اُس پودے کی مٹی کو کوٹ دو - کہ دھوپ - سردی اور ہوا سے اُن کی جڑیں محفوظ رہیں -

لئے پنجاب میں اس کو چالا کتے ہیں +
لئے پنجاب میں درخت کی پہنچ کو تند کتے ہیں +

اگر ہڑے بڑے پودے پودے ہیں۔ تو ان کو سحرے کھو رکھ لگاتا مناسب ہے۔ ترٹھے ایسے اندازے کے ہوں۔ جن میں پودوں کی جڑیں کھلے طور پر سما جائیں۔ اور پودے کی پینڈ مٹی میں دبائی جائیں۔ اکثر پودے ایسے ہیں۔ کہ اگر ان کی پینڈ سٹی میں زیادی جائی۔ تو وہ خشک ہو جاتے ہیں۔ اس داسٹے کی مٹی میں دبائی سے ان کے دل کو صد س پنچتا ہے۔ ائمہ پودے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ جن کی پینڈ اگر بھی میں دبائی جائے۔ تو ان کے دل کو کچھ صد س نیپن پنچتا ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ اگر ان کی پینڈ زمین میں دبائی جائے۔ تو ان کی پینڈ سے اور جڑیں بچھوٹ آتی ہیں۔ اور دل اور پر آ جاتا ہے۔

اگر پودے چنقو کے ندیہے لگائے جائیں۔ تو صرف چکتی کو ہی زمین میں گڑھا کھو دکر دبائی دینا اور کوٹ دینا کافی ہے۔

جو پودے زمین سے کھینچ کر نکالے جائیں۔ ان کی جڑیں گڑھے ہیں لگاتے وقت اپسے اندازے سے رکھی جائیں۔ کہب ایک ہی جگہ اکٹھی شہ ہو جائیں۔ بلکہ جس موضع یا طرف پھیستی جائیں۔ ان ہی طرقوں اور موقعوں پر رکھی جائیں۔ اُس کے بعد نرم نرم دھان کی مٹی کوٹ کر دیا ان کا لارزم ہے۔ جس سے ہوا۔ سردی اور گرمی کا اثر جڑوں کو

سلئے اس قسم کے درخت کو ٹھیک ہ پہلی دن کید وہیہ کہتے ہیں۔

د پنج سکے۔ مگر جہاں سے پیش یا پوچھے کی پہنند شروع ہو۔ اس جگہ زیادہ سخت شہ کو مٹا چاہئے۔ تاکہ پوچھے کے دل کو صدمہ نہ پہنچے۔ ورنہ اُس کے خراب ہو جانے اور جڑوں کے ٹوٹ جانے کا اندریشہ ہے۔ لگاتے وقت پر قسم کے پوچھے سیدھے رکھنے چاہئیں۔ تاکہ اچھی طرح پر وہ سیدھے بڑھ سکیں۔ جب تکاری کے پوچھے لگائے جائیں۔ تو اُن کو بخوبڑا بخوبڑا پانی بھی دیا جائے۔ کیونکہ پسلے جو رطوبت زمین سے اپنی جڑوں سکے سوتون کے راستے سے وہ پوچھے اپنی شاخوں اور پتوں کو پہنچاتے ہیں۔ وہ اکھاڑنے اور آٹھانے سے جڑوں ٹوٹ کر بند ہو گئی ہے۔ جب دوسری جگہ لگائے گئے ہیں۔ تو پان سے اُس جگہ کو ترکر دیا جائے۔ تو جو جڑیں باقی رہ گئی ہیں۔ وہ پھر اُس عرق کو کھینچنے لگیں گی۔ بڑے پیڑوں کے لگانے کے وقت یہ خیال کریںا خاتم ہے۔ کہ جڑیں اور شاخیں اُس کی ویسی وہی رکھنی جائیں۔ جیسے کہ پہلی جگہ تھیں۔ اور چدھر چدھر اُن کی جڑوں اور ڈالیوں کا رُخ ہو۔ اُن ہی طفون یہیں رکھنی لازم ہیں۔ اس تحریک کے لئے اکھاڑنے سے پسلے ایسے درختوں کی شاخوں میں پکھ نشان یا علامت کر دو۔ تاکہ لگاتے وقت پہچان ہو سکے۔ کہ اس کی جڑوں اور ڈالیوں کا کس طرف کو رُخ نہ ہا۔ اس لحاظ کی وجہ میں ضروری ہے۔ یہ ہے۔ کہ عموماً ہر ایک پیڑ پوچھے جنوب کی طرف دھوپ کی گرمی زیادہ برداشت کر سکتا

ہے۔ اور شمال کو طرف سائے کو چاہتا ہے۔ اس طبقے اگر پودوں کا پڑھوپ والے سائے کی طرف ہوگی۔ تو وہ پڑھوپدا اچھی طرح نہ بڑھیگا۔ اسی طرح اس پڑھوپ اور پودے کا جزو جو سائے کی طرف کا ہے۔ دھوپ کی برداشت نہ کر سکیگا۔ اُن پودوں کو جو دھوپ میں پھرداش پاتے ہیں۔ سائے کی جگہ اور جو سائے میں پھرداش پاتے ہیں۔ دھوپ کی جگہ لگائے جائیں۔ تو اس میں اسراز نقصان ہوگا۔ جب ایک جگہ سے پودے دوسری جگہ لگائے جائیں۔ تو اُن کی قدر بندی کرنی چاہئے۔ اور پر ایک پودے کا درمیانی فاصلہ پڑا بڑا رہے۔ تاکہ بہ پھول سو روشنی اور پوا برا بر لگتی رہے۔ جس سے اُن کے بڑھاؤ کی صورت ہے۔ اور ان درختوں کا فاصلہ اس لحاظ سے رکھا جائے۔ کہ جس مطلب کے واسطے وہ لگائے جائیں۔ اگر پھل دار پودے ہیں۔ تو ایسے فاصلے سے لگائے جائیں۔ کہ جب وہ پودے بڑے ہو جائیں۔ ایک دوسرے سے اُن کی ڈایاں نہ ہیں۔ ورنہ جاری طرف سے اُن کو دھوپ پڑ گی۔ اور نہ ہوا کا پورا نکوڑ اُن میں ہوگا۔ اور نہ روشنی کی کامل تاثیر وہاں پہنچی۔ قطاروں میں درختوں کے لگانے سے کئی فائدے نہیں۔ ایک قوچ ہے۔ کہ ہر قسم کی جنس اُن کے درمیان آسانی سے بونی جا سکتی ہے۔ دوسرے آبپاشی خالیوں سے اچھی طرح ہو سکتی ہے۔ تیسرے چھائٹے وقت سو لیست ہوگی۔ دھان

بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ اکھاڑا کر نگائے جاتے ہیں۔
 ان سے نگائے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ جس کمیت میں
 دھان پونے ہوں۔ اُس کمیت تک جوچی طرح ہی جو تو
 احمد اس کمیت کی میٹی نہم کر دے۔ اور اس تدریپانی سے
 پھر دو۔ کہ پودوں کی بلندی سے پچھے کم ہو۔ پھر فیپر
 سے چھوٹے چھوٹے پودے نامہوں سے آکھاڑ کر
 مناسب فاصلہ پر سکا دے۔ بعض قسم کی جنوں کے
 پودے بہت گہرے پانی میں نگائے جاتے ہیں۔ جیسے
 سکھاڑا وغیرہ +

ان پودوں کے نگائے میں بھائی ٹانھوں کے پاؤں
 سے کام لیا جاتا ہے۔ اس عمل سے اگرچہ نگائے وقت
 محنت زیادہ ہوتی ہے۔ مگر پس اور بندہ شبہ زیادہ
 ہو جاتی ہے۔ اس عمل سے شراب قسم کی گھاس
 اور خود کو پودے پیدا نہیں ہوتے ہوئے +

پھوڑھوال سیڈھی

شاخوں کا پچھائیٹا

پس پر احمد پودوں کو کئی مطلبیوں کے لئے چھائیتے ہیں۔

لئے خود کو پودوں کو عام زینداروں کی بولی میں ہانگرہ کو دی
 سکتے ہیں۔ مگر پنجاب کی زبان میں (سیا) کہتے ہیں +

بھٹے بلوڈوں ۔ تو ہاغوں کی خوبصورتی کے واسطے اور بھٹے بلوڈوں کی سختی، شکلیں بنتے یا فضول ڈالیں لکان ڈائی کے نئے یہ عمل کیا جاتا ہے ۔ اس عمل سے درختوں کے نئے نئے چھاثیں جاتے ہیں ۔ اور عجیب شکلیں ہو جاتی ہیں ۔ اور یہ پیڑ پودے روشنوں کے گرد عطاہت کے واسطے نکلتے ہیں ۔ ان کو عموماً بہادر بلندی رکھ کر اوپر سے کامٹے ڈالتے ہیں ۔ اور جو صرف خوبصورتی کے واسطے لکائے جاتے ہیں ۔ ان میں سے کسی کی شکل گول اور کسی کی بیضوی وغیرہ ہوتی ہے ۔ اور بھی شکلیں کے ہوتے ہیں ۔ جو دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے ۔

شردار رفتہ میں ایسا عمل کم سیا جاتا ہے ۔ اکثر بھوپلیں کے بلوڈوں اور بیٹوں میں ہوتا ہے ۔

جن مطلبیں کے واسطے چھاث کی جاتی ہے ۔ وہ یہ ہیں ۔

- ۱۔ عمارتی ہا یعنی دار درختوں کی چھاث اس سبب ہے کی جاتی ہے ۔ کہ کوئی شاخ اُس کی ہمیشی ہو سکتی ہے ۔ اگر ہر نہ کامٹے ہائے ۔ تو اُس پیڑ کی پینڈے خراب ہو جائیں ۔
- ۲۔ یا جب دیکھا جائے ۔ کہ شاخیں اُس کی زیادہ ہو گئی ہیں ۔ اکثر اس کو پورا کیجیے گا ۔ وہ شاخوں لہ پنجاب میں اس عمل کو پھانگ کہتے ہیں ۔

میں چڑھ جائیگا۔ اور پہنچ اُس کی پسوردش نہیں پہنچی۔ اور شاخوں کے زیادہ ہو جانے سے گربجی نہ گیکا +

۶۔ یہل اور پھول کے پڑھانے کے لئے یا اچھی چیزیں کے بنانے کے واسطے + کر پھوٹ کی شاخ اُس کی ایسا زور پکڑ گئی ہے۔ کہ پھوٹ کی شاخ کو کم زور کرنے ہے + ۵۔ یا دو شاخیں ایک ہی جگہ سے پھوٹ نکلیں +

۶۔ یا درخت میں ایسی شاخیں نکل آئیں ہیں۔ جن سے وہ پڑھا یا خراب ہو جائیگا۔ ایسی صورت میں اس کا پھاٹنا ضروری ہے۔ یہ بہیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ پیشوں اہد پر دوں میں یو شاخیں ہوتی تھیں۔ وہ اُس کے جسم کی جزو ہیں۔ بلے فائرنے اور بے موقع کوئی شاخ نہ کافی ہے۔ اگر ایسی کسی شاخ کے کاشنے سے پچھے نقصان کم ہو۔ اور دوسری شاخیں جن کا رکھنا منظور ہے۔ اور اُس کے کاشنے سے وہ طاقت پکڑ گئی۔ تو اُس کا کاملا لازم ہے۔ جن شاخوں کو کاملا چاہو۔ اُن کو اُسی وقت کاٹو۔ جب وہ چھوٹی چھوٹی ہوں۔ جب وہ گدھا بن سکیں ہیں۔ تو پھر کاشنے میں نقصان ہو گا۔ اور پیش میں بڑا زخم آ جائیگا۔ پھر وہ کسی صورت میں صاف اور درست نہیں

لہ زینداری بولی میں پھوٹ کو ملکس بھی سنتے ہیں +

ہو گا +

جن بڑوں کی تلمیں نہیں لگ سکتی ہیں۔ اُن کی
چھانٹ سی خاص صورت و ضرورت کے سوا ہرگز
نہ کہانی چاہئے۔ اور جن بڑوں کی تلمیں لگ جاتی
ہیں۔ اُن میں گھاٹ کے بھراوی کی طاقت پہلے سے
ہے۔ اُن کی شاخ جس جگہ سے کامی چاہیئی۔ وہ

جلد بھر آئیں +

جن درختوں کی تلمیں لگتی ہیں اور جن کی تلمیں
نہیں لگتیں۔ اُن کا حال پہلے تکھے پہلے ہیں +
جو پوئے ابھی تک چھوٹے چھوٹے ہوں۔ اُنی
کو چھانٹنا نہ چاہئے۔ اس واسطے کہ ان کی خاطیں
اُن کے پینٹے کے بڑھاتے اور ہوش کرنے میں مدد
دیں۔ جب کسی بڑے پوئے کو دیکھو۔ کہ پورا
اٹھے قدر کے برابر اور اپنی عمر کو پہنچ گیا ہے۔
تو اُس کی چھانٹ بے فائدہ ہے۔ بلکہ نقصان دہی +
ہو پڑے پوئے کہ ابھی تک بڑھتے جاتے ہیں۔
اگر عذورت چھانٹے کی پڑ جائے۔ تو اُن کا چھانٹا
واجب ہے +

جن بڑوں کو کسی خاص شکل کا بنانا چاہو۔ تو
جو شاخیں کہ اُس شکل سے زیادہ ہوں۔ اُن کو
کاٹ دیا جائے۔ کیونکہ وہ پوئے صرف اُن ہی غصوں
کے واسطے لگائے جائے ہیں +

لہ دیکھو سبق تکوں کے لگانے کے بیان کا +

اگر کسی پھل دار درخت کی ڈالی یا کسی عمارتی درخت کی شاخ کسی باری میں مبتلا ہے ۔ یا کسی صد سے سے خراب ہو گئی ہے ۔ اور ۰۰ پوڈے کے بڑھنے یا اُس کی ٹکلی میں غسل ہو گئی ۔ تو اُس کا کاشت دنیا لازم ہے ۔ اگر کسی پوڈے کی ڈالیاں زیادہ ہیں ۔ تو اُس کے بڑھاؤ اور پھیلاؤ کو روکتی ہیں ۔ تو اُس کے پھے کی شاخیں چھانٹتے ہو ۔ کیونکہ پھے کی شاخیں چھانٹتے سے اُس کی پہنچ زیادہ اس کھینچی ۔ اور پھیلاؤ ہیں پڑی ۔ شاخ تریخی کی بابت مختلف دگوں کی جداگانہ رائے ہے ۔ جس کا یہ قول ہے ۔ کہ درخت کی شاخیں صرف تین چلڑتے تک کاٹنی چاہیں ۔ اس سے زیادہ ہرگز نہیں ۔ بعض دگوں کی یہ رائے ہے ۔ کہ نصف اونچائی تک درخت کو اگر چھانگ دیا جائے ۔ تو پھر ہر سچ نہیں ہے ۔ اگر کسی درخت یا پوڈے کی ڈالیاں اسکی مکملی ہیں ۔ کہ آن کے بوجھ کے سبب سے پوڈا پڑھا ہو گیا ہو ۔ تو وہ ڈالیاں کاشت دی جائیں ۔ تاگر درخت پیدھا ہو جائے ۔ اگر کوئی شاخ اس کی ایسی بڑھ گئی ہے ۔ جو بخوبی کی شاخ سے اونچی پچلی گئی ہے ۔ اور وہ پوچھی شاخ کو بڑھنے سے روکتی ہے ۔ تو اُس کو بھی تراش دو ۔ پھل دار درخت میں اس کا لاملا کم کیا جاتا ہے ۔ اگر کسی پوڈے یا درخت کی شاخ کسی سبب سے کروڑ ہو جائے ۔ اور اُس کے سبب سے درخت یا

لپو، پڑھنے نہیں ستا۔ تو اُسی کو تراش کر اُس کے
درکیب کی شاخ کو سیدھا اُس کمپی ہوئی شاخ سے
پالندھ دو جس سے وہ پیسہ ٹھی ہو جائے۔ اور جب
وہ یہ سی ہو گئی۔ تو پھر اُس کی شاخ کا کام دیگی +
اے تیزی اخیر کے سارے عمارتیں کھل کر راسٹے کئے
جاتے ہیں ہی تین چار یا آری سے پڑھوں کو چھانٹا
چاہئے۔ کھانٹی سے اگر یہ ختوں کی ہمہاٹ کی
چھوٹی ہو۔ تو نقصان ہو گا۔ اگر چھوٹی یخوتی شاخیں
کا ٹھوڑا سیں۔ تو تین چار یا سے کافی درد آری سے۔
اور یہ احتیاط رکھو۔ کہ شاخ کے جدا ہونے کے
وقت پورے کا پھٹکا د آگز جائے۔ کہ اس طرح
پورے کا پھٹکا از چانٹے سے پورے کو نقصان ہو گا +
کھانٹے کی درکیب ہے۔ کہ پھٹے یخوتی ایسے کی
طرف سے کافی ہو۔ پھر اور سے کھانٹا ہشہ ریغ کرو
اور چھانٹے کے وقت اُس قاعدے پر بھی لحاظ
رکھو۔ کہ جس شاخ کو کھانٹا ہو۔ اُس کا جتنا
پیش ہو۔ اتنا قاعدہ یخوتی کو کافی ہو۔ اگر اس سے
ڈیادہ یخوتی کر سکتی جائیں گی۔ تو یہ نقص ہو گا۔ کہ
وہ یخوتی پا ڈنڈی سوکھ کر بدستور دفن لگی رہے گی۔
اور جب درخت موتا ہو جائے گا۔ اور اُس کے پینڈے
کی کھڑی کے اندر وہ ڈنڈی چلی جائیں گی۔ و پینڈے
کو کم زد کر دیگی۔ اگر پینڈے کے برابر سے شاخ
کافی گئی۔ تو پینڈے میں کھوکھل پڑ جائیں گی۔ ان

دوفوں ہاتھوں کے اندر عمارتی کٹی ہیں نقص پیدا
 ہو جاتا ہے۔ دوسری تر کیس کامنے کی یہ ہے۔ کہ
 جس ڈالی کو کامنا جائے۔ اُس کی تراش درخت پر
 پودے کے پینٹ کی طرف کو ترجیح ہو۔ اُس
 سے یہ فائدہ ہوگا۔ کہ بارش کا پانی اس کٹی ہوئی
 جگہ میں نہ پھریگا۔ پھر اُسی وقت درخت یا
 پودے میں رخص پیدا نہ ہوگا۔ ہر ایک پودے
 یا درخت کی پھانٹ کے لئے اچھا موسم وہ ہے۔
 جب کہ وہ پت جھٹ ہو رہا ہو۔ یا جب کہ ان
 پودوں اور درختوں کا رس ہو پر کو جڑوں کے
 راستے چڑھنا کم ہو جائے۔ اور ان کی شاخوں
 اور پتوں میں نہ پہنچے۔ اگر اُسی وقت پھانٹ
 کی جائے۔ تو درختوں یا بودوں کا نقصان نہ
 ہوگا ۔

کھیتی کی کتاب کا

دوسرا حصہ

جنگل

خداوند کریم نے جب انسان کو پیدا کیا۔ اور انسان کھانے پینے کا محتاج ہوا۔ تو خدا نے اناج پیدا کیا۔ اناج اور دوسری جنسیں جنگلی جڑی بٹی کا ایک جزو ہیں۔ جو جنگل اور پہاڑوں میں خود کو پیدا ہو گیں +

جب انسان کی نسل کو ترقی ہوئی۔ تو اُس نے اپنے نطلب کی جنسیں جنگل اور پہاڑوں سے لاکر باشوں اور کھینتوں میں جوئی شروع کر دیں۔ پھر جنگلوں کی کثرت اور قلت ہر ملک کی آب و ہوا کے مطابق اور جہاگاہ کھیتی تے طریقوں کے بہب ہونے لگی۔ اور پھر ایک ایک جنس کی سماں کئی قسمیں ہو گئیں۔ جن کا ذکر ہر ایک جنس کے پچھے کیا جائیگا +

یہ جنسیں یا نو یا اور خوشیں میں پیدا ہوتی ہیں۔
یا پھر میں۔ پھر ہر ایک کی دو قسمیں میں۔ اولیٰ
خود میں۔ دوسری خود میں۔ جو جنسیں غیر خود میں
ہیں۔ اُن میں ایک تو یہ ہیں جس سے نیل نکلا جاتا
ہے۔ دوسری پیشہ دار ہیں سے کپڑا اور رشہ وغیرہ
بٹائے جاتے ہیں۔ تیسرا سے خوش دار ہوتی ہیں یا ان
سے رنگ ہناستہ ہاتھ میں +

یہ جنسیں دو مختلف موسموں میں پیدا ہوتی ہیں۔
اور اسی وجہ سے ایک موسم کا نام خریف اور دوسرے
کا نام رسیج ہے 4

اوپرے پہاڑوں میں جہاں برف زیادہ ہوتی ہے۔
خریف اور رسیج کی تیز پکھے نہیں ہو سکتی۔ گرسیوں
کے شروع میں جو جنسیں وہاں پیدا ہو سکتی ہیں۔
اُن کو ایک ہی وقت میں بو دیتے ہیں۔ خوشیں کا اونٹ
اور تیار ہوتا ہی تک کی آب و ہوا پھر منحصر ہے۔
جہاں گرمی زیادہ پڑتی ہے۔ وہاں عموماً خریف کی
جنسیں دیر میں ہوتے ہیں۔ اونٹ دیر میں تیار ہو کر
کام جاتی ہیں۔ اور رسیج کی جنسیں پہنچ پک جاتی ہیں
اور اُن کو جلد کاٹ لیتے ہیں۔ اور پہاڑوں میں جہاں
سردی زیادہ ہے۔ وہاں خریف کی جنسیں جلد پوچھتے
ہیں۔ اور رسیج کی جنسیں وہاں دیر میں پہنچ ہوتی ہیں
اور دیر کے بعد کامٹتے ہیں۔ جس سے ثابت ہے۔ کہ
رسیج کی جنسیں میں سے پہاڑوں کی طرف پہنچتے ہوئے

چلتی ہیں۔ اور نہیں کہ پہاڑ کی طرف سے
پیداون کی طرف پہنچنے بڑا کرتی ہیں۔ اب جو جنیں
پہاڑ پہنچ جاتی ہیں اور جن سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔
آن کے حال تخصیص دار سبکوں میں پہنچتا جاتا ہے +

بامحل سبق

ٹیکلے (یعنی ایکھے)

نکھر اسی دک کی پیمائانہ ہے۔ مگر چند قسمیں
دوسرے مکون۔ جس بھی لاگر بولائی گئی ہیں۔ حل کے
زمانے میں اس کی کجھی بہت عام ہو گئی ہے +
نیکلے اعلیٰ قسم کی پیداوار میں سے ہے۔ اس
کے بانے کے سچے سخت اور چکنی یا سچے رنگ کی
زین چاہئے۔ اس کی سطح کے پچھے ریت نہ ہو خواہ
اوپر کسی تدریت ہو۔ اگر عینہ قسم کی زین میں
لے پہنچنے لگتا گیا ہے۔ لہ بخاب احاطہ میں اس جنس کو
کھاد کئے دیں +

لہ بخاب میں ایسی قسم کی زینوں کے ہے نام ہیں۔
سری۔ کرٹ۔ بیرا۔ دیکھو سبق میتی کا بیان +
لہ عینہ قسم کی زین وہ ہے۔ جو گرد گردگان کے
ہے۔ اس قسم کا نام بخاب میں نیا نیچی ہے +

یہ جنس بونی جائے تو پودہ عمدہ اور رس کا بھرا ہوا ہوتا ہے۔ مگر عواد اور شلتو اپنی نہیں بنتی۔ یعنی عواد غیرہ میں واد نہیں ہوتا۔ بلکہ شیرہ بن جاتا ہے۔ اس جنس میں دو باتوں کا لحاظ بہت ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ رس زیادہ نکلے۔ دوسرے مال عمدہ اور واد ملے دار ہو۔

اگر یہ جنس متوسط درجے کی اراضی میں بونی جائے تو یہ دو نو اہر حاصل ہو سکتے ہیں۔ نشہبک کی زمین بھی اس کے بونے کے واسطے اپنی ہے۔

یہ جنس نم زیادہ چاہتی ہے اور نشہب کی زمین میں بہ نسبت اونچی زمین کے ہمیشہ تری زیادہ رکھ کر کی ہے۔ جس زمین میں یہ جنس بونی چاہتے ہو۔ اُس میں خوب سمجھا ہل جو تو۔ اور بہت دفعہ ہل چلاو۔ خوبیک اس جنس کے لئے جس قدر زمین زیادہ جست سکے بونی جائے۔

لہ پنجاب میں بونی کو کن کہتے ہیں۔ لہ نشہب کی اراضی کی نسبت جس میں نیشکر کاشت کی جائے۔ مثل زمینداری پنجاب میں مشور ہے۔ کماڈ چلھے۔ کپاہ ٹھے۔ یعنی کماڈ پیچی زمین میں اور سپاس اونچی زمین میں جس میں عواد ملھے کی جھاڑیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کی نسبت پنجاب میں مثل کہی جاتی ہے۔ سھیں شیں گا جراں۔ گو سیں کماڈ۔ یعنی سماں دفعہ ہل چلا کر گا جراں بودو۔ اور سو دفعہ ہل چلا کر کماڈ۔ جس سے مراد زیادہ دفعہ کی ہے۔

جب ریسیع کی فصل کامیٹی جائے اور کچھ دن جیھے کے میئنے کے گور جائیں۔ تو اس جس کے بونے کے لئے ہل چلانے چاہیں۔ کھاد بھی ڈالی جائے۔ پھر برسات کے موسم میں جب زمین میں آل لہ آ جائے۔ اور موقع بھی فرصت کا مل جائے۔ تو اُس وقت بھی ہل چلا دئے جائیں۔ تاکہ کھیت کا پانی کھیت ہی میں رہے۔ باہر نہ جائے۔ سکنوار اور کائیک کے میئنے میں جب یگھوں بونے کی فرصت لے۔ تو اس جس کے بونے کے لئے زمین ہل اور سماگے سے تیار کرنی چاہئے۔ سوہا گے کا کم زیادہ پھیرنا زمین کی سختی نرمی پر منحصر ہے۔ اگر زمین سخت ہے۔ تو سوہا ہل زیادہ پھیرنا چاہئے۔ کائیک میں دس بارہ دفعہ زمین میں ہل پھیرنا چاہئے + اگھن اور پوس کے میئنے میں جب سردوی زیادہ پڑتی ہے۔ اُس وقت ہل نہیں چلانے جاتے۔ نیز اس وقت یشکر ہے پیلنے کا کام زیادہ ہوتا ہے۔ مانگ کے میئنے میں پھر ہل چلانا شروع کریں۔ اور پھاگن کے آخر تک چار پانچ دفعہ ہل چلا کر زمین کو صاف اور ہموار بنائیں۔ بونے سے پہلے دس پندرہ دفعہ = عمل کرنا مناسب ہے +

لہ پنجاب میں آل کو دتر سکتے ہیں +
لہ اس میئنے کو پنجابی زبان میں اس تو سکتے ہیں۔ اسوج بھی کہا جاتا ہے +
سکھ پیلنے کو پنجابی زبان میں پڑھنا سکتے ہیں +

بس زمیں سے سن اور نیلی کاٹ لیا ہو۔ اگر کہ جس دن بولی چلتی ہے۔ تو بہت اچھی ہوتی ہے۔ مگر سپاس۔ چار اور چھری والی زمیں میں اسکے بولنے سے بکھر فائدہ نہیں۔ اس داسٹے کے لئے سخت چوتے نہیں اور رس کم ہوتا ہے۔ ٹیکھوں ملٹے کاٹ کر

لئے فصل کے درد کرتے یا کاٹنے کو پنجاب میں دیکھا کشیدیں۔ پنجاب کی زیان میں اس عمل کی نسبت یہ ایک مثل زینداری شہر ہے۔ تیک دے وڈھ کھادی کیتی کیتا جی دا کھو۔ باری والا پاہر کھلوتا اندر پڑتا سو۔ یعنی گیوں کاٹ کر کھاد کیا جویا۔ اپنے دل کو تکریں ڈال لیا۔ باری والا باہر کھڑا تم کو پکار رہا ہے۔ اندر جا کر سو صحت رہو۔ یعنی حصہ دلان کے ساتھ محنت برابر کرنی پڑتی ہے۔ اور پیداوار کا فائدہ بکھر بھی نہیں ہوتا ہے۔

پنجاب میں جو نیکر بولی جاتی ہے۔ اُس کے یہ اقسام ہیں اقل۔ دھرو۔ اس کے لئے کی سفید رنگ ہوتی ہے۔ اور موٹا ہوتا ہے۔ رس بھی زیادہ نکلتا ہے۔ اور چھکا اس کا زیادہ سخت ہوتا ہے اور آثار فی سے ایک ہی دفعہ اتنیں سکتا۔ ایک ایک پوری جدا جدا چھیل جائے۔ تو اُس کا چھکا اُڑیگا اس کی پیداوار چلنی قسم کی زمینوں میں جن میں زیادہ طراوت ہو۔ اچھی ہوتی ہے۔ عرگا صفید رنگ کا ہوتا ہے۔ مگر زیادہ داد دار نہیں ہوتا۔ چکنا ہوتا ہے۔ اور قرٹنے میں سخت جوئم کی سردی اس قسم کی جس پر زیادہ اثر کرتی ہے۔ دوسری ایک بشرج دھرو۔ اس کی پوری کے پوست پر سیاہ خط

اسی سال میں گھومنی کے کمیت میں گھی اس جس کو
بُونا ہے ڈاگہ ہے۔ لختہ بہادر جاتی ہے +
یُشکر کے کمیت میں کھاد مخصوص ہر قانی چاہئے۔
مگر زیادہ نہیں۔ اگر زیادہ تر ڈانی جائیگی۔ تو اس
کے پودے پست بڑھ جائیں گے۔ اور پھر نقص پیدا
ہو گا۔ کریا تو زیادہ ہر قانی جائیگی۔ با مال خراب بڑھ جائے
جسما ک اور ڈکر کیا کیا ہے +
اگر قی انعامی ہے میں یہ کھاد ڈالی جائے۔ تو زیادہ

(بیتیت فوٹ صفحہ ۱۳۸) ہو گئے ہیں اور پیشہ کے وقت جھکھنا اس کا
موٹا اُتر بیکا۔ اس میں رس کم ہوتا ہے۔ اور گودا بھی کم نکھلتا ہے +
سوم۔ چن۔ اس کو کامٹا بھی سکتے ہیں۔ اس کا پورا فنا
سرخ رنگت کا ہوتا ہے۔ پہبخت دھنول کے پاریک اور پکا
چھکا باریک اور زیادہ آسانی سے اُترتا ہے۔ اس کے مال
میں داد ریادہ ہوتا ہے۔ اس نکہ میں اس کی کاست
زیادہ ہے +

چھمٹدھم۔ کھادہ۔ اس کا پورا سفید سرب ہے پر قیمت
دھنول کے زیادہ فرم ہوتا ہے۔ رائی بھی زیادہ ہوتا ہے۔
اس کے پورست پر بھی سیاہ نرٹ ہوتے ہیں۔ مگر ایک
ک فلم سے کم۔ مگر مال اچھا نہیں پڑتا +
چھمٹ۔ کامٹ کاد۔ اس قسم کے پودے کارنگ بڑی مائل
سفید ہوتا ہے۔ پچھلکا اٹارنے میں قسم ہوتا ہے۔ اور پسے
اس کے پوٹے پوٹے ہوتے ہیں۔ اور پادے اس
کے دوسری قسموں سے بلے اور جوٹے ہوتے ہیں +

نہیں۔ البتہ جو زمین سخت اور چکنی ہو۔ اُس میں
بتہ من پختہ کھاد ڈالنی چاہئے۔ جس زمیندار کے پاس
ایک ہی مل ہو۔ وہ اُس کے بونے کے لئے ملکہ کنال
سے ایک گھاٹوں تک کا تردد کر سکتا ہے۔ اس سے
زیادہ زمیندار نہیں سنبھال سکتے۔ تھوڑے بونے
میں محنت زیادہ اور فائمدہ پچھے نہیں ہے۔ اس
جس کی بہت قسمیں ہیں ۷

اس کا تجھم دو طرح پر حاصل ہوتا ہے۔ ایک
طریق توبہ ہے۔ کہ جب پہلی ایکھ پھلنے کے لئے
تیار کرتے ہیں۔ اُس وقت ہنگوں کے اوپر کی طرف
سے ایک ایک باشت کے ٹکڑے کاٹ کر مٹھے باندھ
زمین میں قبادیتے ہیں ۸

بونے کے وقت وہاں سے بکال کر لگا دیتے ہیں۔
ان ہنگوں کی پوریاں چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں۔ اور
گھانٹھیں توب قوب۔ اس لئے یہ جسیں اچھی پیدا
ہوتی ہے۔ مگر مگنا ایسا مضبوط اور تند رست نہیں
ہوتا۔ یہ سے دوسرے تجھم کا۔ اس مگنے پر ارضی اور
سماوی آفات کا اثر بہت جلد ہوتا ہے۔ یہ نکہ اس
کی پیدائش کم زور تجھم سے ہوئی ہے ۹

دوسرے طریق یہ ہے۔ کر مگنے کو دو دو پوری کے
اندازے پر کاٹ لیا۔ چونکہ ہر ایک پوری کے ساتھ
ایک ایک آنکھ ہوتی ہے۔ اس واسطے ایک ٹکڑے
سے دو پورے پیدا ہوتے ہیں ۱۰

راستے چاند کے میسے ملک کی اندر ہیری تاریخوں میں یوں
 چاہئے ۔ چاندنی کی تاریخوں میں یوں سے پیداوار کم
 ہوتی ہے ۔ اور سردی کا اثر اس پر زیادہ ۔
 نی کنال عموماً دو من بختہ ڈاننا چاہئے ۔ کچھ موت
 ہوں ۔ تو تھم زیادہ پڑیں گا ۔ پستے ہوں تو کم +
 ہونے کا طریقہ = ہے ۔ اک آدمی آگے ہل چلاتا
 جاتا ہے ۔ اور اس کے پیچے چند آدمی اُن گھروں
 تو اپنی اپنی جھوروں یعنی جھوپیوں میں ڈال کر ایک
 ایک گھٹے کو ایک ایک فٹ کے فاصلے پر ہل
 کی کونڈے میں ڈالتے جاتے ہیں اور پاؤں کی انگلیوں
 سے دیانتے جاتے ہیں ۔ ایک ہل کے پیچے چار
 پانچ آدمی چاہیں ۔ اس جنس کے یوں کا
 موسم چیت کے شروع سے لے کر اخیر چیت تک
 ہے ۔ یعنی سرد ملک یا پہاڑی علاقے میں بہت سچے
 سے بونے جاتی ہے ۔ بعضے زمیندار پھاگ میں بھی
 بو دیتے ہیں ۔ مگر نشک موسم میں اس کو دیک
 لگ جانے کا خطرہ ہوتا ہے ۔ اور سردی کے سبب
 جلدی بھی نہیں جاتا ۔ ہونے سے ایک ہفتہ بعد
 اس کو ایک ٹلائی دینی چاہئے ۔ یہ ٹلائی زیادہ مشکل
 اور محنت طلب ہے ۔ کیونکہ اس ٹلائی میں جو پوری
 سیدھی اور درست طور پر ہونے کے وقت دبائی
 لے زمینداری بولی میں یہ تاریخیں اندر ہیں +
 یہ تاریخیں چاندنا پکھ کملاتی ہیں +

نہیں گئی ۔ اب درست کرنی ہوگی ۔ پھر جب تک پودا
پیدا نہ ہو ۔ اُس کے کھیت میں ہفتہ دار نمایاں کریں
چاہئے اور سو گاہ بھی پھیرنا لازم ہے ۔ تین ہفتے گور
جائے کے دریب پودے اُنکے شروع ہو جائیں گے ۔ اور چھتے
ہفتے تک سب نکل آئیں گے ۔ اور جو نہیں آگئے ۔ وہ
زین میں گل بانٹے ہیں ۔ پیدا ہونے کے بعد بھی
برسات تک نہایت ہوتی رہتی ہے ۔ سو گاہ بند کیا جاتا ہے
اور نہایت سے بانٹتے رہتے ہیں ۔ جب بارش ہو جائے
اور زین میں آل آجائے ۔ تو ایک نمایاں کسی پھاٹے
سے کی جائے ۔ اُس وقت پودوں کی جڑوں کے
ارو گرد میتی پڑھائیں ۔ اور باتی اراضی میں
نشب اور نیچائی کر دیں ۔ کہ پانی کھڑا رہے ۔
اس کے بعد پکھ نہیں کیا جاتا ۔ کویا زراعت قائم
ہو سکی ۔ جب اس کی کھیتی قائم ہو جائے ۔ تو پھر
حفاظت کے سوا اور محنت نہیں مانتی ۔ سور ۔ گیدڑ
چوڑا ۔ دیرو اس کو نقصان پہنچانے ہیں ۔ پودوں کو
کاٹ کر کھا جاتے ہیں ۔ اگر ان جاودوں کا کام ہوئا
کوئی پودا پہنچنے کے عت دوسرے سے مل جائے ۔ تو
مال اچھا نہیں پڑتا ۔ اس لئے اس کی حفاظت عین
فرض ہے ۔ جاودوں کے نقصان پہنچانے کے علاوہ
اُس کو چند بیماریاں بھی لاحق ہو جاتی ہیں ۔ اُن
کا علاج کرنا ضروری ہے ۔

سلہ نہایت ایک لذتی کا اشارہ ہوتا ہے ۔

بوجئے ہوئے بیج کو دیک ک لگ جانے کا خوف بھی ہوتا ہے۔ اور خصوصاً خشک سال میں دیک زیادہ لگتی ہے۔ علاج یہ ہے۔ کہ برابر نلائی کرتے ہیں۔ اس عمل سے فصل بچی رہتی ہے۔ نلائی کے بعد دیک اور پر آ جاتی ہے۔ اور پہندوں کا شکار بنتی ہے۔ مٹی اور پتھر کر دینے سے دیک نقصان پہنچانے سے عا جز آ جاتی ہے +

ایک علاج دیک سے بجاوٹ کا یہ ہے۔ کہ کھیت میں تھوڑی تھوڑی دور کچھ کچھ نگینا گور ڈالیں دیں۔ دیک گور کو لگ جائیں گے۔ اور فصل محفوظ رہیں گے۔ پھر اس گور کو نیکال کر باہر پھینک دیا جائے۔ اس کے ساتھ دیک بھی کھیت سے باہر چلی جاتی ہے + پالاک بھی اس فصل تک کو مار جاتا ہے۔ سردی کے لئے پنجاب میں اس کو تورا یا سکن کہتے ہیں +

یہ اس جنس کے پردوں کو پنجاب میں چار بیماریاں اور بھی لاحق ہوتی ہیں + اقل عذدوں یا تھوڑی۔ یہ ایک قسم کا چھوٹا سا سکرا ہوتا ہے۔ جو پودے کو سر کی طرف سے سکھانا شروع کرتا ہے۔ جہاں زمین اچھی طرح پر آ راستہ نہ کی ہو۔ یا نلائی کافی نہ دی ہو۔ وہاں یہ سکرا جلد شکاٹ جاتا ہے۔ اس کا علاج کچھ نہیں ہے۔ کیونکہ زیادہ خشکی سے یہ بیماری ہوتی ہے۔ جب بارش ہو جائے۔ تو اس قدر فائدہ ضرور ہو جائیں گا۔ کہ جو پودے اس بیماری سے جاتے رہے۔ وہ تو چاہتے رہے۔ لیکن اس کی اور شاخیں بچوٹ

موسم میں جب رات کو پالا پڑتا ہے۔ تو پودوں کو کئی جگہ سے لٹکھا دیتا ہے۔ وہ مر جھا جاتے ہیں۔ خصوصاً چاند نی راتوں میں پالا اس کو زیادہ مارتا ہے۔ خفگ سال میں یہ بیماری زیادہ ہوتی ہے۔ اگر بارش ہو جائے۔ تو پھر اُس کا اثر نہیں ہوتا ہے۔ اور فصل سرسبز

(بھیتہ نوٹ صفحہ ۲۴۳) نکلتی اور باقی مادہ پودے اچھی بودھ پائیجھے + دوسری سو کڑا اس بیماری سے پودے کے اندر بجلے پانی کے ہوا بکھر جاتی ہے۔ اور رس خشک ہو جاتا ہے۔ یہ حالت پودوں کی خشک سالی میں ہو جاتی ہے۔ یا زمین کے پنجے سطح میں ریت کے قریب ہونے سے یا کھیت میں سیل یعنی (کھاد) کم ڈالنے سے۔ علاج۔ پانی دینے سے کسی قدر یہ عارض رفع ہو جاتا ہے + سوم گلڑی یہ بیماری پودے کے پتوں کے اندر ہوتی ہے۔ سفید رنگ کا مادہ جو ناچھ لگانے سے چکنا معلوم ہوتا ہے۔ پتوں میں لگ جاتا ہے۔ شاید یہ کسی قسم کے چھوٹے چھوٹے کیڑے ہیں۔ اس سے پودے کا رس بہت کم ہو جاتا ہے + چہارم۔ تیلا۔ اسی قسم کے چھوٹے چھوٹے کیڑے سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں۔ جو پتوں کے اوپر لگ جاتے ہیں۔ اور پودوں کو بہت نقصان پہنچاتے ہیں۔ جس کھیت سے اس جنس کی فصل کو تیلا لگ جائے۔ اُس میں مال اچھا نہیں پڑیگا۔ یہ تیلا زیادہ خشک سالی میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر کھیت میں تیلا لگا تو اُس کے بعد کثرت سے بارش ہو جائے۔ تو بھی مال خراب ہو جاتا ہے۔ اور پھر پولے ہو جاتے ہیں +

رہتی ہے +
اگر کھڑے کھڑے نیکر کے سروں پر بال نکل کر
شکفت ہو جائیں - تو اُسے دوسرے زیندار مالک کے
لئے منحوس خیال کرتے ہیں - یہ فصل بیساکھتے
پلے کاٹ لی جاتی ہے +

کنوار کی پندرھوں سے اس کا پیلنا شروع
ہو جاتا ہے - اور اخیر چیت تک رہتا ہے - اس
کے بعد جب گرمی زیادہ ہو جاتی ہے - پیلنے کا کام
نہیں ہو سکتا - اصلی موسم کماد کے پیلنے کا اگھن
کے پیلنے سے شروع ہوتا ہے - اس کے پورے
اُس وقت پک جاتے ہیں - مگر اس سے پہلے میں
پیسکا اور کم ہوتا ہے - چونکہ نئی شکر اور نیا گڑ
جلد فروخت ہو جاتا ہے - اس واسطے بعض لوگ
پندرھوں کنوار سے ہی اس کا پیلنا شروع
کر دیتے ہیں - اس میں یہ بھی فائدہ ہے - کہ
پالے سے نکجھ جاتا ہے - علاقہ جات یہاڑی میں
لہ پنجاب میں اس بیماری یعنی نخوست کو کہا کا نہ رکھتے ہیں
یہ لفظ در اصل نظر ہے - جس کے معنی کھل جانا یا شکفت
ہو جاتا ہے - اس نخوست کو بنولہ جدام کی بیماری کے
تصور کرتے ہیں - اس بارے میں ایک زینداری مثل کمی
جاتی ہے - گڑ - کوئی کمادی ممتاز رہے بیساکھ - یعنی
اگر کوئی جا فور اور ایکھ ماہ بیساکھ تک لکھ میدان میں
 موجود ہوں - تو طنزہ کما جاتا ہے +

اس سے فرا دیر بعد پیلنا شروع کریتے ہیں +
 گاہ کے پیلے کے دامنے ساہنِ نیل چاہئے +
 بیلنہ - کرٹا آہنی - بیل ۱۲ تا ۱۵ - آہنی ۶ نفر +
 چونکہ ایک شخص کے پاس اس قدر بیل اور آہنی
 نہیں ہوتے - اس دامنے دو - چار - چھ حصہ دار ایک
 بیلنہ میں شامل ہو ہاتے ہیں - اور نئے پیلے کے دامنے
 اپنی اپنی باری مظہر کر لیتے ہیں - پھر جس شخص
 کی باری آئے - وہ پیلے کے دامنے لگھے تو کہت
 میں یا پیلنہ میں لا کر پیلنہ کے لئے تیار کر لیتا
 ہے - جب رس نکال آتا ہے - تو اس کا ایک ٹھیک سے
 راب بناتے ہیں - اور دوسرا سے ہلکا سے گڑھ لگاتا -
 راب کو خواہیں میں ڈال کر کھانہ نکال لجھتے ہیں - اس
 لہ پنجاب میں راب تکہ بنا نے کر لئے آئے اور ظروف اور
 مصالح ہیں - سکلانی یہ دھاتوں یا جل یا بول کے دھتوں کا
 پھلکا ہوتا ہے - اس کا پانی بس اس کا نکال کر رہنے کا مکمل کام
 کے لئے ڈامنے ہیں +
 ووہڑہ - لونہ کا ہوتا ہے - دت کڑی کا - جب رس
 اپک جاتا ہے - تو کڑھا سے راب نکالنے کے کام آتا ہے
 پوچھتی - یعنی چھلنی - = بھی رہتے کی ہوتی ہے - اس سے
 اوپر کا میل اٹارتے ہیں +
 جرنا - یہ سرکنہوں کی پگلوں کا بنا پڑا ہوتا ہے - کڑھا
 کے اوپر سے میل اٹارتے ہیں کو جرنے میں کپڑا ڈال کر
 ڈامنے جاتے ہیں - فائدہ یہ ہے - کہ جو رس میل کے ساتھ

کی ترکیب طول و طویل ہے۔ لہذا اس کا لکھنا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے +

عکس اور شکر بنانے کا طریق

جب رس نکل آتی ہے۔ تو اس کو لوہے کی ایک

ربیعتہ فوٹ صفحہ ۱۳۶) آٹھ۔ وہ کڑھاؤ میں چاپرے +

حصافی۔ رس اور سیل کے الگ کرنے کے کام آتی ہے اور یہ سپرے کی ہوتی ہے +

عکس۔ (کونڈا) یہ سی کا بنا ہو گا ہوتا ہے۔ اور زیس میں

کھاؤ جاتا ہے۔ اس میں راب ڈالتے ہیں۔ اور انہی میں

سے پھر مکلوں میں ڈالتے ہیں +

بوجھنی۔ ایک چھوٹی سی مٹی کی بندھیا ہوتی ہے۔ جس

کے ذریعے گنڈے سے سرد شدہ راب مکلوں میں ڈالی جاتی ہے۔

شکر و گرٹ بنانے کے واسطے بچلے گنڈے کے گنڈے کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اور سب اشیاء مدرجہ بالا کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔

اس واسطے دوبارہ درج نہیں کیا گیا۔ گنڈے مٹی کا بینا ہوتا ہے۔

سے۔ گرٹ گنڈے کی طرح آوے میں پکا ہو گا نہیں ہوتا ہے۔ بچی

مٹی کا بنتے ہیں۔ جب رس کم ہے۔ تو اس میں سرد کرنے

یا گرٹ شکر بنانے کے لئے ڈالتے ہیں +

ڈوبتا۔ یہ کھٹی کا ہوتا ہے۔ جب رس پختگی کے قریب ہے۔ تبا

اں کو کڑھاؤ میں ڈالتے ہیں۔ تاکہ رس ایک جگہ جل جائے +

پختگی۔ کھٹی کی بنی ہوئی ہوتی ہے۔ ٹھہرپے سے گھٹی یا گنڈے

جدا کرنے اور گنڈے سے اکٹھا کرنے کے کام آتی ہے +

کڑا ہی میں ڈال کر اُس کے پنچھے آگ جلاتے ہیں۔
 رس ڈالنے وقت بعض لوگ اُس کو کپڑے سے چھان
 بیٹھتے ہیں۔ بعض نہیں چھانتے۔ جوں جوں رس گرم ہوتا
 جاتا ہے۔ اُس پر میل آتی شروع ہوتی ہے۔ جب وہ
 میل کسی جگہ سے پھٹ جائے اور سفید جھاگ محل
 آئے۔ تو میل کو نکال کر جھرنے میں ڈالنا شروع
 کیتے ہیں۔ یہ پھرنا کڑا ہی کے اوپر کٹی ڈال کر
 رکھا گیا ہوتا ہے اور اُس کے اوپر ایک صاف ڈالی
 ہوتی ہوتی ہے۔ جب تک اُس پر میل آتی رہتی
 ہے۔ نکالتے جاتے ہیں۔ جو رس میل کے ساتھ آتی
 ہے۔ وہ جھرنے میں سے ہو کر پھر کڑا ہی میں ٹکک
 جاتی ہے۔ بعض لوگ زیادہ صاف کرنے کے لئے اس
 میں سکلائی کا رس بھی ڈالتے ہیں۔ اُس کے بعد
 رس اُبینی شروع ہوتی ہے۔ اگر یرتن جھوٹا ہے۔
 اور رس زیادہ۔ تو آگ زیادہ نہ جلانی چاہئے۔ ورنہ
 رس باہر نکل جائیگی۔ جب چند جوش آکر وہ پکنے
 لگ جاتی ہے۔ تو اُس میں قریب آدھ پھٹانک کے
 تیل ڈالتے ہیں۔ اس سے یہ قائمہ ہوتا ہے۔ کہ جھاگ
 کم ہو جاتی ہے۔ اور داد زیادہ پڑتا ہے۔ اگر جھاگ
 نہ ماری جائے۔ تو گھٹ لیسدار و چکنا رہتا ہے۔ جب
 قریباً نصف کم جائے۔ اور اُس سے بُڑ پڑھکی آواز
 آئے لگے۔ تو اُس میں ڈو آ پھرنا شروع کرتے ہیں۔

(باقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۸) ربہ۔ یعنی (کھڑپ) گھٹ یا ٹکڑے بچ کرنے سے علم آنکھیں

جب تک اُنہارا نہ جائے۔ پھر تے رہتے ہیں۔ تاک کہ کسی طرف سے وہ پانی جل نہ جائے۔ جب خوب پک کر کھاؤ ہی ہو جائے۔ تو بھوڑی سی بکی ہوئی مس اُسی طوآ سے اُٹھا کر اُس کو انگلیوں سے لٹک کر دیکھتے ہیں۔ کہ جب وہ سرد ہو جائے۔ اور گولی بن جائے۔ تو کٹاہ کو اُتار کر زمیں پر رکھ دیتے ہیں۔ اور بدستور سابق ڈھنے سے ہلاتے رہتے ہیں۔ جب بھوڑی سرد ہو جائے۔ تو کٹاہ سے اُٹھا کر اُس کو گنڈے بیس ڈال دیتے ہیں۔ اور کھرپے سے ہلاتے ہیں۔ اور چھٹی سے کناروں کی طرف سے ہٹا کر درمیان میں کرتے جاتے ہیں۔ بھوڑا عرصہ یہ عمل کر کے پھر اُس کے اوپر کپڑا ڈال کر ڈھانپ دیتے ہیں۔ جب تک وہ جم نہ جائے۔ اُس کپڑے کو نہیں اُتارتے۔ جب مال جم جاتا ہے۔ تو اُس کو گنڈے کے وسط میں اکٹھا کر کے ڈھیری ٹکاؤ دیتے ہیں۔ اگر شکر میں اس امر کا زیادہ لحاظ رکھتے ہیں۔ کہ ناقص مال کی کڑاہی ذرا زیادہ پکا کر اُتارتے ہیں۔ اگر مال اچھا ہے۔ تو ذرا نرم۔ جن لوگوں کا مال بہت ناقص ہوتا ہے۔ اور جھٹا نہیں ہے۔ بعض وقت وہ بیوی رکھر شد) یا پڑاوے کی بھوڑی سی مٹی بھی ڈال دیتے ہیں۔ جس سے وہ جم جاتا ہے +

دوسرے سبق

دھان اور چاول

دھان اس ملک میں تمدن سے پائی جاتی ہیں۔ سنسکریت کی پڑائی پڑائی کتابوں میں اس جنس کا ذکر ہے۔ بہت لطیف اور پاک غذا ہے۔ شادی ختمی دو فو سو تھوں کے کھاؤں میں اس کا خرچ ہوتا ہے۔ پہاڑی علاقوں میں جہاں جہاں ہے ہوتا ہے۔ لوگوں کی روزہ روزہ کی خرداں ہے۔ اگر ایک دن ان کو یہ شکستے۔ تو وہ شکستے ہیں۔ کہ گویا کھانا ہی نہیں کھایا۔ چاول ہوں۔ تو پہاڑی لوگ آٹا کھاتا ہے۔ نہیں کھاتا۔

لہ پنجاب کے پہاڑی لوگوں میں اس کی ایک مثل مشورہ ہے۔ یا اپت نہ جنے مائی۔ چاول بیچ کے آٹا کھائے۔ یعنی کہ مائی ایسا بیٹا نہ جنے جو چاول بیچ کر آٹا کھائے۔ پنجاب میں پشاور کے بارہ کے چاول اور فیصل کانکڑہ میں پالم پور کے اور ضلع ہوشیار پور میں تراں گڑھ تھیصل دوسروہ کے بہت پنہ سکھے جاتے ہیں۔ نہائیں گڑھ کے چاول دیکھنے میں اچھے مسلم نہیں ہوتے۔ مگر کھانے پکانے میں لذید اور خوبیوں ہوتے ہیں +

بہ پُت مخفف پوت +

یا اول کی اقسام سب جنسیں سے زیادہ ہیں۔ ان کی بیچان بھی مشکل سے ہو سکتی ہے۔ الحمد
بعضی لوگ، میان میں کچھ بکھر جو چھادا ہائیں سے
تو جنسی کی تیز کر لیتے ہیں۔ اس جنس کی
خیف فسیں مشہور ہیں۔ یہ بحوجب حالات پیاساں
اور خشے کے میں ہیں لیں۔

اہل قسم کے پوے اونچے اور بے ہوتے ہیں۔
خوش بخشنے سے جھک جاتے ہیں۔ اور فصل کے
نکنے تک دیسے ہیں جھک رہتے ہیں۔ ان کی
غلی مضبوط نہیں ہوتی۔ پتے بھی باریک پچھے کو
جھکتے ہوتے ہیں۔ یہ اعلیٰ قسم میں شار
ہوتے ہیں +

دوم قسم کے پوے بہت اونچے اور بے ہوتے ہیں اور
مضبوط ہوتے ہیں۔ خوشوں کے جھکنے سے بھی جھکتے
نہیں۔ ان کے پتے چوڑے ہوئے اور مضبوط ہوتے
ہیں۔ اور نہیں جھکتے۔ پووں کی غلی مضبوط
ہوتی ہے +

سوم قسم کے خشوں میں ہی پختہ ہو جاتے
ہیں۔ پاہر کم نکلتے ہیں۔ اور ان کے پووں کے
پتے بھی زیادہ پڑتے اور موئے اور غلی قسم دوم
سے زیادہ مضبوط ہوتے ہیں۔ اور جب تک اس
میں خوشے نہیں نکلتے۔ پتے اور کوئھرے رہتے
ہیں۔ پنجے کو نہیں جھکتے +

غرضیک جتنے اٹھلا قسم کے چاول ہوں۔ اُن کے پیشے باریک اور بیچھے کو بخکھ کے ہوئے ہوئے۔ اور جتنے اُنہے قسم کے ہوں گے۔ اُن کے پتے مطبوع طور پر چوڑے اور موٹے ہوں گے۔ اور اوپر کو سکھڑتے رہیں گے ۔ چاول کا اچھا جگہا ہونا تختم کے علاوہ زمین اور پانی کے پیشہ ہونے پر بھی منحصر ہے۔ جس قدر زمین اچھی ہو۔ اور پانی تازہ آتا رہے۔ اُسی قدر پسیدا اور اچھی زمین سیاہ رنگ کی سخت کے لئے سب سے اچھی زمین ہے۔ اس جنس کی کاشت کے لئے ایسی زمین میں اگرچہ جس بوئی جائے۔ تو پسیدا اور زیادہ ہو گی ۔

اگر پانی میسٹر آ جائے۔ تو زمین کیسی کیوں نہ ہو۔ وہاں یہ جنس بوئی جا سکتی ہے۔ مگر پسیدا اور ایسی اچھتی نہیں ہوگی۔ جیسی عمدہ زمین میں ہونے سے ہو سکتی ہے۔ ریت والی زمین میں یہ جنس اور

اُنہے پنجاب میں مختلف ناموں سے یہ جنس مشہور ہے۔ اُن میں سے چند اقسام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ باستی (بستی)۔ چھوڑا۔ بیگنی۔ ملکن۔ خوبصوردار اقسام اٹھلا درجہ کی شمار کی جاتی ہیں۔ جھونا۔ موچی۔ نکندا۔ سکھ چین۔ بھول۔ پیارا۔ زرد۔ یہ چاول متوسط درجے کے شمار ہوتے ہیں۔ زرد۔ بھول۔ پیارا کی قسم کے چاول سرخ رنگ کے ہوتے ہیں۔ ساٹھی (سٹھی)۔ کھرسو۔ کھونا۔ ناقص قسموں کے چاول ہیں ۔

بھی ناقص ہو جاتی ہے +
 جس زمین میں یہ جنس بوئی جائے۔ وہاں اول
 خوب گھر کے ہل جو تنے چاہیں۔ اور سوگاہ پھیر کر
 مٹی خوب باریک کی جائے۔ کھیت کی گھاس اُکھاڑ
 دینی چاہئے۔ گھاس کے دور کرنے کا ایک آسان
 ڈھنگ یہ بھی ہے۔ کہ کھیت میں پہلے ہل چلا کر
 اُس میں پانی پھوڑ دیں۔ اس طرح کھیت میں
 سب قسموں کی گھاس جنم جائیگی۔ پر پختہ ہونے سے
 پہلے ہل جوت کر گھاس اُکھاڑ دی جائے۔ بعد میں
 پھر پانی دیا جائے۔ اب گھاس کی جگہیں گل جائیگی۔
 اور گلی ہوئی جڑیں کھاد کا کام دینگی۔ اس عمل سے
 یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ گھاس کا نیچ کھیت سے ناپید
 ہو جاتا ہے۔ جب یہ جنس بو دی جاتی ہے۔ تو
 پھر وہاں گھاس نہیں ہوتی۔ جس کھیت میں یہ جنس
 بوئی جاتی ہے۔ عام زمیندار اُس کھیت میں کھاد
 نہیں ڈالتے۔ کیونکہ پانی مٹی میں ملا ہو گا ہی کافی ہے۔
 مگر جو فصل ریس کی اس سے پہلے بوئی جائے۔ وہ
 کھاد ڈال کر بوتے ہیں۔ اگرچہ مٹی ملا ہونا پانی دریا
 لہ علاقے کو ضلع کا نگہداہ ہے۔ کہ دس دس
 پندرہ پندرہ مرد عورت ایک قطار میں گدال سے کھیت کی زمین
 کو اُکھاڑتے ہیں۔ اور ایک ہی وقت گدال مارتے ہیں۔ اور
 گیت سکاتے ہیں۔ اور ڈھیلوں کے توڑنے کے لئے پانی سے
 دیتے ہیں۔ جس سے ڈھیلے خود بخود ٹوٹ جلتے ہیں +

کا بھی کسی قدر مختد ہے۔ لیکن کھاد کے ڈالنے سے پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ دریا کا میلا مٹی والا پانی کھاد کی برابری نہیں کر سکتا۔ خصوصاً جمل ذخیرہ بوجا جائے۔ وہاں پاریک کھاد ضرور ڈالنی چاہئے + پسادی علاقوں میں بھیرہ سکھل کے روپ کیت میں بھلاتے ہیں۔ ان کا یہ خیال ہے۔ کہ اگر رات دو رات بھیرہ کبری کیت کی زمین پر بھیرہ جائیںکی۔ تو ان کے بیٹھنے کی تاثیر سے زمین گرم ہو جائیگی۔ دراصل زمین ان کے بیٹھنے سے گرم نہیں ہوتی۔ بکھر ان کے پیشہ اور مینگھیوں کے زمین میں طاقت آجائی گتھے ہے +

ہر قسم کی دھان کے واسطے بیج کے وزن کی تعداد جداگانہ مقرر ہے۔ اگر اس جنس کا ذخیرہ لگایا جائے۔ تو پانچ سیرفی کنال بیج بونا جائے۔ پھر جس زمین میں ذخیرے سے آنکھاڑ کر لگائیں۔ آوندہ سیرفی کنال کے حساب لگائیں۔ پانچ سیر ذخیرہ

لہ فارسی میں گلت اور ریو اور پنجاب کی بولی میں راجو بولتے ہیں +

لہ بھیرہ۔ بکریاں جس زمیندار کے کھیت میں بیٹھیں گی وہ زیستہ در بکریوں والے کو پچھے نقد و خوارک بھی دیتا

ہے + تھے پنجاب میں اس طریقے کی کاشت کو راب۔ لاب۔ اونھی۔ لاهو۔ روت کرنے ہیں +

وہ کمال نہیں کو کافی ہوتا ہے۔ اگر اس طریقے سے دھان بولے جائیں۔ کہ اقل کھیت میں پانی پھر دیا جائے۔ پھر ہل جوت کمر بولیا جائے۔ تو دھان کا میچ ایک سیر پختہ سے سوا سیر پختہ فی کھال کافی ہو گا۔ اگر قبٹے پھر کر کھیت میں بکھر دیا جائے۔ تو ڈیڑھ سیر پختہ فی کھال مخفوب ہو گا۔ اکثر یہ جلس آبی۔ نری۔ سیلانہ۔ چارہی اراضیات میں بولی جاتی ہے۔ اور بارانی میں بہت کم بہتہ ہیں گا۔

میدان میں بارانی زمینوں میں دھان بونے کا رواج نہیں ہے۔ اقل سب سے اچھا طریقہ ہے۔ کہ قبٹے اچھی قسم کی جنس کا ذہیرہ لے کر یا جائے۔ جب ذہیرے میں پودوں کا تد قریب نہ دس اشیج کے سے مرو چلے۔ تو وہاں سے اکھاڑ اکھاڑ کر دوسروں جگہ لٹکائیں۔ اس جگہ کو پہلے آراستہ کر لینا چاہیے۔ پھر اس میں اتنا پانی بھرا جائے۔ کہ چار پانچ اونچ کے قریب کھیت کی سطح پر نکھڑا چو جائے۔ پھر اس طریقے کو کڑا۔ کڑا۔ تو چنانچہ ہیں۔ اس طریقے کو چھٹے یا سوت یا نیران سکتے ہیں۔

لہ تحریکات فر پور میراور میں عموماً علاقہ پلائی تھیں کھو میں ایک دو جگہ بارانی دھان دیکھی گئی جن کو وہ اپنی دھان سکتے ہیں۔ لہک جاپان میں بھی بارانی دھان بولے جاتے ہیں۔ جن کو سکھی دھان بولتے ہیں۔

ذخیرہ لگا دیا جائے۔ ہوشیار آدمی موقع مناسب پر
 پردوں کو ہاتھوں سے دگا کر پاؤں سے دبا دستے
 ہیں۔ اس طرح جلد کام ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ پانی
 کی تکلت کے باعث ذخیرہ تو چاہی زمین میں لگا دیتے
 ہیں۔ یارش ہونے پر جب پانی زیادہ ہو جاتا ہے۔
 دہان سے اکھاڑ کر کھیتوں میں لگا دیتے ہیں +
 دوسرا طریق یہ ہے۔ کہ اقل کھیت میں ہل چلاویں۔
 بھر پانی سے کھیت بھر دیں۔ جب پانی بھر جائے۔ تو
 کھیت میں ہل چلاویں۔ دھان ایک دو رفر پہلے کسی
 برق میں بھگو دیتے چاہیں۔ جب ان میں انگوری
 نکل آئے۔ ناٹھ سے کھیت میں بکھیر دیں۔ اور بھر
 ہل چلا کر سوٹا گئے سے صاف کر دیں۔ اس عمل سے
 تین چار روز میں کھیت میں دھان اگ آتے ہیں +
 تیسرا طریق۔ موئی قسم کے دھانوں کے بونے کا طریق
 یہ ہے۔ کہ اقل کھیت میں ہل چلاویں اور سوٹا گہ بکھیریں۔
 جب زمین آراستہ ہو جائے۔ تو دھان کے بیچ لے کر
 بکھیر دیں۔ اور اوپر سے پانی بھی دے دیں۔ ساٹھی
 وغیرہ کی جس اسی طرح بونے جاتی ہے ایک جگہ سے
 اکھاڑ کر دوسری جگہ نہیں لگائی جاتی لہلہ
 لہ واضح ہو۔ کہ ان تینوں قسموں کا ذکر پہلے باب میں بھی گز چکا
 ہے۔ یہاں پر توضیح تشریح کے ساتھ لکھا گیا۔ اور ان عکلوں
 کے نام جو پنجاب میں نامزد ہیں۔ اُن کا ذکر بھی اوپر گزر چکا
 ہے +

اس جنس کے بونے کے وقت بھی مختلف ہیں۔ جو کھیت کی تیاری اور زین کی طراوت اور پانی کی دستیابی پر منحصر ہیں۔ کیونکہ اس کو پانی اور طراوت کی برقہ ضرورت رہتی ہے۔ جو زینیں نشیب اور دلمل والی ہیں۔ ان میں زمینہ اور لوگ دھانی چیت کے جیسے ہیں، ہی بود دیتے ہیں۔ ذیمرہ عموماً اور بسائیہ ہیں لکھایا جاتا ہے۔ لیکن برسوں بیٹھنے سے اس جنس کا بونا طور پر ہو جاتا ہے۔ رسوں اسراڑھ سے پورھوں ساون تک ذیمرہ سے آکھاڑ کر اس جنس کے پڑے دوسری جگہ لگاتے ہیں ۔

اس جنس کی غلائی سوائے خاص صورتوں کے نہیں ہوتی۔ ابھر اگر بکھر گھاس پیدا ہو جائے تو ایک دو رغہ جیسا موقع ہو۔ غلائی کی جائے۔ جب دھان ایک یا اقت کے قریب ادپکے ہو جائیں۔ تو ہلوڑ تریتے ہیں۔ بعض لوگ دو تینی دفعہ ہل پکھر جائیں۔ لگتے ہیں بھائی پوکے ذیمرے سے آکھاڑ کر لگاتے ہیں غلائی گھاس کم پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ دھان پانی نہ رہنے سے گھاس کی جڑ اور یون ٹکل کر مارتے جاتے ہیں۔ دھان کسی ہلوڑ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ اس جنس کو آپاشی کی نیازیت ضرورت ہے۔ بھائی تک کہ اگر اسکے قسم کے دھانوں میں برابر بانی روائی رہے۔ تو اس کی پیداوار بھی کم ہوتی ہے ۔

تو سقط دربے کے دھانوں کو بھی چوکھے پانچھویں دن پانی نہ ملے۔ تو تھوڑہ پیداوار کی کوئی اب نہیں ہو سکتی جو ہاتھ قسم کے دھان تھوڑے پانی سے بھی ہو جاتے ہیں۔ ساٹھی کے چادھوں کے لئے آٹھویں دن پانی دینا بھی کافی ہو جاتا ہے۔ اس کی فصل جب پکھنے کے قریب ہو جاتا ہے۔ تو یہ رکھیست میں پانی روائی نہیں رکھتے۔ جس بھی بھی تھوڑا پانی دے دیتے ہیں۔ تاکہ زین اور فصل بہتر رکھ لٹک ہو۔ یک لخت بھی خٹک نہ ہو جاتے۔

چند قسموں کے لیے اس کو لٹک جاتے ہیں۔ اور آن کے لٹک جانے سے فصل کا نقصان ہو جاتا ہے۔ مولیشی بھی اس کو کہا جاتے ہیں۔ چند سبب اور بھی ہیں۔ جن سے فصل کا نقصان ہو جاتا ہے۔ ۱۔ خٹکی کے سبب ایک بچاری اس کو لاحق ہوتی ہے۔ جس سے کوئی لٹک کے پختہ خٹک ہو جاتے ہیں۔ اور پورے نہیں بچتا۔

۲۔ ختاب پڑوا۔ سندھی اس کی فصل کا نقصان نہ اس کی ایک کمادت بھی صورت ہے جو ساٹھی کے ساٹھویں دن جو پانی پرستہ آٹھویں دن پنجاب میں اسی کمادت کوپیں کئیں رکھتی ہیں۔ جس سے اس کی دیسیں۔ جسے پانی سے اٹھیں دیں۔ سندھی اس کی گیڑوں کے پنجاب میں یہ نام ہیں۔ ٹو۔ ہڈر لگ کا گوا کا۔ سندھ اس بیکاری کو پنجاب میں بھورو کرتے ہیں۔ سندھ اس برا کو پنجاب میں بھولی کتے ہیں۔

ہو جاتا ہے۔ لیکن تھے اور ہر کی کامیابی کی سخت پرواز سے ٹوٹ جاتی ہے۔ اور طرح خوشے نہیں بنت جاتے۔ ۲۱ آئی بہچان یہ ہے۔ کہ خوشے سفید رنگ تھے ہو جاتے ہیں۔ یا سچی دعیرہ ایک اسلام کی شخص کو بارش کی کھلت سے خوشے کے لیکن کے وقت ایک تم کا کیڑا لگ جاتا ہے۔ جس کا کالا صندھ اور بھروسہ سیاہی مالی رنگ پوتا ہے قد میں یہ بھٹ پھوٹا ہے۔ پوسٹ کو چھٹ کر خوشے کی کامیابی کر کاٹ رہا تھا ہے۔ وہ صاف ہو جاتا ہے۔

اس جس کے پچھے اور کامیابی کے وکھن پھر جاتا ہے جس قدر اچھی تم تھی جس کا بھائی ہے۔ اکی قدر اُن کے پچھے اپنے کامیابی ہیں دیر ہوتی ہے۔ جو دھانی دھنی اکی زمینی ہیں یوں جوں جاتے ہیں۔ وہ بھادوں کے بھیتھے میں پک کر تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ جیسے کے بھیتھے میں پڑتے جاتے ہیں۔ وہ آنکھ سکونوار یا طردیع کا لکھ میں پک جاتے ہیں۔ جو زخمی اپنی جس کا بیساکھ کے بھیتھے میں مٹتا ہے جاتے۔ وہ اٹھنی کے بھیتھے کے اخیر میں کامیابی کے نامی ہو جاتا ہے۔ فصل احتیاط کے کاشنی چاہئے۔ اگر وقت پر کاشی نہ جائیگی۔ تو دھان گر گر کر ضائع ہوتے ریکھے جو دھان کھیت میں گیئے گے۔ وہ بہنہ سادن میں اصل جس کے ساتھ پیدا ہو کر پھر کھیت میں گر جائیں گے۔ پھر ان کی بہچان مٹکی ہوگی۔ اور بھاری قصص پیدا ہوں میں پڑ جائیں گا۔ اگر یہ قصص بہت ہی خشک کر کے کاشنی جائے۔ تو عام زندگی میں اس کی پیداوار میں کمی

ہو جاتی ہے۔ اور اگر نیادہ دیر سے کافی جائے۔ تو اُس میں یہ ایک شخص پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ کوئی نہ اور صفا کرنے کے وقت پندرہ نیادہ نیوٹ ہاتھے ہیں ۷۔ ۸ دھانی اعلیٰ قسم کے ہیں۔ ان کے کافی نہ کافی سب سے اچھا وقت شب ہوتا ہے۔ جب پرورے خشک ہو چاہئیں۔ لگر گانٹھیں بس ہوں گے ۹۔ ۱۰ کاٹھ کے بھے عیسیٰ تک جو مریمی پستہ اور علیہ ہاندھ کو رکھنے دے چاہئیں۔ لیکن جدد دھانی اور پیالا یا پیالوں جدا جدا کرنا لازم ہے۔ اگر درست کم اُس کی لائگ کے ساتھ بندھنے پڑے۔ تو دالے گل کر کھڑدہ ہو جائیں ۱۱۔ اور یہ بھی شخص اس میں پیدا ہو جائیگا۔ کہ صفا کرنے کے وقت ان سے چاول ثابت نہیں تھیں۔ پیال اور دھانی جدا کرنا کے لئے پستوں پر مویشیوں کے دائیں پھیرتے ہیں ۱۲۔ سبھی سبھی سویٹی بھوک میں پیال بھی کھا جاتے ہیں۔ لگر پیال نہایت کم زندہ غذا ہے۔ مویشی اس کے کھانے سے فرب نہیں ہوتے ہیں۔ عام پچھائی کے کام میں آتی ہے ۱۳۔ دھانوں سے چاول دو طرح نکالتے ہیں ۱۴۔

لہ بند گانٹھوں کو پنجاب میں زمیندار لوگ ہر گھنٹے سکتے

ہیں ۱۵۔

۱۶۔ پنجاب میں اس کو پرانی سکتے ہیں ۱۷۔

ایک تو بہت پیش ہو ڈال کر چکھے اور چاول جدا کر کر چکھے ہوتے ہیں۔ اسی میں جیلی کا ہمہر کا پاٹ کٹھی یا مٹھی کا پرہرہ سیکھے۔ سیکھ کیا ہاٹ کٹھا جاتے ہیں۔ اور آدھے ہیں پکھتے ہیں ۷

وہ سرست اونکھی میں مرتیں تھے کوئی کوٹھ اکر جہا کر پیٹھے ہیں۔ اس طریقہ میں کھدھی کے ساتھ چاول نکل آتے ہیں۔ پکھاں سے کھٹکتے زیادہ ہے ۸

جھن جھن رٹھ رٹھ کے چاول، ہمہر جب ان کا جھنکا ٹھنڈا ہو جائے۔ سی قدم یہ ہو کا اٹا ڈال کر کوئی نہیں ہے۔ اور ملبوڑہ تھے چاولی شہی ٹوٹتے۔ اور چھلکا یو کسی نہیں باقی رہا ہوتا ہے۔ اُتر جاتا ہے۔

چاول سپیکہ نکل آتے ہیں ۹

بعض بندھا فوری کو قدرے کیوش دے کر سکھا دیتے ہیں۔ پھر مل ڈالتے ہیں۔ اس طریقہ سے چاول ثابت اور صلماں ایسی ہوتے ہیں۔ مگر کسی قدر ان میں بُو پییدا ہو جاتی ہے ۱۰

وہاں کوئی طرف تو خوش نگاہ ہیں ہی اونکھی پٹا کر موصوون سے کوٹھ ٹاٹھتے ہیں۔ اور چاول علیحدہ

لئے پنچھی دیکھ بیں جندری چھڑاٹ کھٹکتے ہیں ۱۱

لئے اپنی یاٹ کو پہنچاپ ہیں دلکھا بیٹھتے ہیں ۱۲

لئے اس سے چھکے کو بخوبی ہیں توہ کھٹکتے ہیں ۱۳

لئے اس قسم کے چاولوں کو بخوبی چاولوں کے نام سے مشہور کرتے ہیں ۱۴

کس سلسلے میں +
 پہاڑی علاقوں میں چاودوں سے شی چیزیں بھاٹاکتے
 ہیں - یہ شراب اس سے جتو ہے +
 پہنچ قسم کا پہبیدا ہی اس سے بھاٹاکتے - پہبیدے
 چھڑو - حمرے - کھلیں دنیو +

ٹھہرہ سچتی

تی

اس بات پر بالعموم اتفاق ہے + اس عینی اس ملک
 کی نہیں ہے - بلکہ امریکہ سے لائی گئی ہے - بلکہ
 اولی - اس جنس کا نام سنکریت کی زبان ہیں
 پایا نہیں جاتا +

دوم - پہاڑوں کے علاقوں میں مشہور ہے -
 کہ راجہ رام چند جی کے سات ہنوانی گی لٹکا کے
 پھرتے وقت اس جنس کو لالاگ - بس - بس - مارا
 ہے - کہ سمندر کے پار سی ملک کی چیزیاں اور سبھے -
 غرضیکہ اس جنس کا بیج دوسری نگ کے یہاں
 آیا ہے +

اب اس ملک میں اس جنس کی کاشت دوسری
 لے ایسی حقیقی چیز کو پہاڑی گلڑی کے ہی +

پیغمبر کی حرج نہیں ہوتی ہے ہے
اس بھروسہ سمجھ دیا گیا تھے کہ دلیل نہ اور زمین پاہی
یا آبادی کے تربیت کو زمین ہوئی چاہیے ۔ یا وہ زمین
کہ جس پر پہنچنے میں ہے جس نوں کمی ہو ۔ اور پھر
وہ زمین فضلانہ ہے جس غالی پیشی ہے یہی بہر پاہی
زمین کو تجھی میں ایکھہ ۔ جو پہنچنے میں دلخیرو پہنچے
چاہیے ہوں ۔

اس جھیں کے کیست میں کھاد زیادہ ڈالنی چاہیے ۔
ایکست کھانی ہے اڑتا اس میں کھاد ڈالی جائیے ۔
کافی ہے ۔

دریا کی اپنگیل سے جو مٹی کھیت میں پڑ جائیے ۔
وہ حاصلہ ہوئی ہے ۔ س لیٹے اس میں کھاد ڈالنے
کی ضرورت نہیں ۔ اگر ڈالی بھی چاہیے ۔ تو بہت بخوبی
اس لگتے کہ وہ سارے کھیت میں کھاد ڈالنے
ہیں ۔ جو سبھی جھیں اس جھیں کے پورے ہی کو
نہیں ۔ ابک سارے کھیت کو نامہر ہو جاتا ہے ۔ اور
اگر حرف ہے اسکے برابر کو جگہ ہی کھاد ڈالیں ۔
تو اس سکے برابر کو سلٹ زیادہ غاہیو مند ہوگا ۔
کیونکہ اسی سبھی کھیل ساری کھاد پرورے کے کام ہی
آجھی ۔ اور یہی تصورت میں کھاد جبڑوں سے دور
لیکھ ڈیا گیا ہے اسی کام کو تجھی سکتے ہیں ۔ اور جو زمین آبادی
کے قریب ہو ۔ اور اس کو نیا ہیں ۔ دیکھو مٹی کا سبق پہنچتے ہیں
انکی زمین اس جھیں کے برابر کے لئے اپنی ہے ۔

رہتی ہے۔ اس سبب سے کھاد کی کل طاقت پر دے
کو نہیں بخوبی سکتی +
کھاد بہت گھری نہیں ڈالتی چاہیے۔ کیونکہ اسی
کے پر دوں کی بڑیں اور پر ہی بخوبی ہیں۔ اور اس
طرح اچھی پر دریش پاٹی ہیں۔ اس جس کے بونے
کے واسطے پاچ بچہ دفعہ میں خوشگذشتہ ہے۔ جس
زین میں پہلے صال سو ہم سریا میں انصراف ہے اچھی ہو۔
اُس میں ہاں چھلانے شروع کر دیں۔ چاہیں یا بیچ
کی فصل کا نہ کے بہر +

اس جس کے بونے کے لئے نگہداشتے میں ملا نے کی
ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اس جبکہ اس پر دوں کی
بڑیں اور پر ہی اور پر بچھڑیں یا اس سے رہائی ہیں۔ اور کی
زین شے اگر فرم ہو۔ تو پر دریش اہمیت سے پاٹی ہیں +
اس جس کی بہت ی قسمیں ہیں ۱۔ محمد پنجاب
میں یہ قسمیں زیادہ مشعر ہیں۔ ایک نہ رنگ کے
دانوں والی جو صرفی ماٹی ہوتی ہے +

دوسری قسم کی کمی کے واسطے پہلو قسم کی کمی کے
دانوں سے بڑے اور ہوتے ہوتے ہیں۔ تکمیل
روپ میں دیکھی ہی ہے۔ جیسا کہ پہتھر تھوڑی میں +
تیسرا جس کی کمی دوسری بخشی کی کمی سے پیدا

ہے۔ ایسی زین کو پنجاب میں سادھا رکھنے لگا۔

لئے پنجاب میں ایسی کمی کو زین پاٹنہ تھی ایں +

لئے اس قسم کو پنجاب میں کاملاً کمی تھی ایں +

ہو جاتی ہے۔ پہچان اس کی یہ ہے۔ کہ اس کے فانوں میں کچھ زردی بھی ہے۔ اور اس میں میدہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اور دانتے بھی موسٹے۔ زیادہ آسانی سے پستی ہے۔

بوجھی سفید کی جس کو چھٹی آنی بھی سمجھے ہیں۔ سفید داؤں کے سبب سے پہچانی جاتی ہے۔
پا پنجوں شرخ کی۔ کی تھی ناص قسم کی نہیں۔
اور نہ اس قسم کی کمی کی جس علحدہ بوئی جاتی ہے۔
کسی مادہ ارضی سے اس کی رنگت میں فرق آ جاتا ہے۔ حکما ایسے مادہ کو سودا دی سکتے ہیں۔
بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ بونے کے وقت جس دانتے پر موٹی کا پیشاب پڑ جائے۔ اس سے جو پوچھے چھپا ہوں۔ ان میں شرخ دانتے ہوئے ہیں نہ کبھی ایک اس قسم کے نہیں۔ میں دو سینا قسم کی مخلوط رنگت کے دانتے کوئی شرخ۔ کوئی سفید۔ کوئی سرخی یا انی زرد پاسٹے جاتے ہیں۔ وجہ یہ ہے۔ کہ اگر مختلف رنگت کے دانتے ہوئے جائیں۔ اور ان کے شجر کو (بور) مکل آئیں۔ تو ہوا یا کسی دوسری وجہ سے دوسرے پوچھے کے پہنچا نکلنے والی سانپٹ میں بالوں کے راستے ایک لہ یہ قسم بیجپ بیس دھر کے نام سے مشہور ہے۔

لہ پنجاب میں الیسی کی کمی سمجھتے ہیں۔
تمہاری کے غوشے کو سمجھتے ہیں۔ جس کو پنجاب میں چھپی بولتے ہیں۔
کمی کے پوچھے کے سر پر جو بال ہوتے ہیں۔ اس کو سمجھتے ہیں۔

قہم کے مخبر کا پر اگ کیسے اس پورے کے گردیکر میں پڑ جاتا ہے۔ اس طرح جو رنگ اصلی والوں کے پوروں کا ہوگا۔ اُسی رنگ کے دانتے پیدا ہوں گے۔ اس جنس کے رنگ کا تغیرت و تبدل نہ میں کے رنگ اور قسموں کے ساتھ بھی تلقن رکھتا ہے۔ اگر ترسی اور پوچھی قہم کی جنس والی رنگت کی زندگی میں بھی چالے۔ تو چند سال میں وہ دوسری قہم کے جنس کے سے رنگ کی ہو جائیں گے ۔

عام لوگ ایک کنال میں ڈیپھر سر تھم سے دوسرے خام تک ڈالتے ہیں۔ اگر آدمی سر پکنے کی کنال بچ ڈالا جائے۔ تو اپنا ہے۔ اس کے پاسے جس قہم ایک دوسرے سے الگ ہوئے۔ اُسی قہم پر ہمارہ زیادہ ہو گی ۔

اس جنس کے پہنچ کا طریقہ ہے۔ ایک آدمی آگے آگے ہل چلاتا ہے۔ اور دوسرے آدمی اُس کے پیچے پیچے تھاروں میں مناسب قاصلہ پر بچ ڈالتا جاتا ہے۔

اس جنس کی کاشت کے لئے اچھا وقت دوسری اساطیح سے یہیں اساطیح تک ہے۔ یعنی برسات میں

لئے اس کی نہیں۔ تھاں میں یہ زمینداری ملی مشہور ہے۔ ڈوپھویں لکھنی ڈاگن ڈاگن کیا ہے۔ یہ دی بیکن مار کے پھٹپیاں دے کے ورچ جاؤ ۔

پہلی بارش کے بعد نہ ہمیں یہیں آ جائے۔ تو یہ
 جس بوقت چاہیتے ہیں یہ نہیں بیٹھ سکتے۔ اس وقت کی
 بوقت ہوئی جس سی بیویہ اور زیادہ ہوتی ہے۔ نہ یہ
 گرم اضلاع میں دس سوں کے بعد افیروں تک بیٹھ
 کے داٹھ اپنی وقت سے ہوتے۔ سفید قسم شدائد سے بیٹھی
 جاتی ہے۔ اس سے کہ کون گھری کی زیادہ بروائش نہیں کر سکتے۔
 پہلی بارش کے بعد اس نہیں کہے کہ جس بوقت
 چاہیتی۔ اُسی قدر یہ انتہا تم ہو گئی ہے
 اگر پہلی بارش میں زیادہ دیہے پہنچاٹ تو اسرا چل دی
 ہے۔ ایک عین بوجٹ کا ہے ہے۔ کوئی بچت کے لامختے
 نہیں۔ اُس سے بچت کے خفے کے دانے نہیں کر
 بوجٹے ہائیں۔ تو یہاں سے دس دن پہلے اُس کی
 فعل پک چاہیتی۔ زور پر عمل دہ نقصان بھی رفع کر دیکھ
 جو برسات کے نہیں از وقت شروع ہو جائے ہے۔
 اس جس سکے لامختے کا موقع قوت ہو جانے سے عالم
 ہوتے ہیں۔ بوجٹ سے ایک بہت بعد اس کے پوچھے
 نکل آتے ہیں۔ چار یا پچھلے دن کے بعد اگر زینیں اس
 آل آ جائے۔ تو ایک نلائی دینی چاپتے۔ پھر جب
 دس پہلے دن اگر چاریں۔ تو دھرمی نلائی دینی۔ اور
 بعض بگد تیسی دھرمی نلائی کرتے ہیں۔ نلائی کام
 زیادہ کرنا زین کی سختی۔ فرمی اور گھاس کی پیساوار
 پر منحصر ہے۔ زین اگر سخت ہو۔ یا گھاس زیادہ ہوئی
 لہ پنیب میں ایک بارش کے موقع کو ہیں پہنچا کرے یا اس

ہو۔ اے زیادہ نیاں عریٰ مناسب ہے :

کھاوار سکے علاقوں اور نہری قسم کی زیین میں گھاس
زیادہ پیدا ہو جاتی ہے۔ ملک ۲۱ نیمی نیاں کی زیادہ علاقوں
ہوتی ہے۔ اس کی نیاں دسم سے کمافی پہنچتی۔ وہ بیداری سے
پودوں کو نیاں کے دلتہ خراب کر دیکھا۔ اور پودے پوچھ
دور دور ہو جائیں۔ ہیڈاوار، چھپی ہوئی۔ اور نیاں اگر
خود مانک کر دیکھا۔ تو نصلی ایچی نہیں ہوگئی۔ یہونکہ وہ نیاں
کے وقت پودوں کے بیانے کی زیادہ احتیاط کر دیکھا۔ نیاں
کے وقت اس کی جڑوں کے بیچاڑ کی زیادہ احتیاط نہیں
چلپکتے۔ اگر نیاں کے وقت پکھ جھیں کٹ بھی جائیں تو پھر
جلد پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لیے اس کا نیلا آسان ہے
جب اس کو بونے تک ایک بیٹھنے کے قریب ہو جائے
تو زیندار لوگ اس کے کھیت میں ہی پھر رہتے ہیں۔
اس کے بعد نیاں بند کی جاتی ہے۔ اگر ہر بھی گھاس
پیدا ہو جائے۔ تو گھاس کی نیاں ہوئی چاہئے +
بعن لوگ ایک نیاں اُس وقت بھی دستے ہیں۔
جب اس بعن کے پودوں میں سوت لکھنے لگتا ہے
اس کا یہ خاندہ ہے۔ کہ بکھر ہے، دار ہے خوب پڑتے
ہیں۔ اور پیداوار ابھی ہوئی ہے +
اب لوگ اس حص کو بند کی نسبت گھنا ہونے
لگ گئے ہیں۔ اس خیال میں کہ بخشنے زیادہ پڑتے ہوں گے
لہ بچان زیادہ میں اس کو ہوڑتا ہے ہے ۔

اُتنی ہی زیادہ پیداوار ہوگی ۔ تکہ یہ غلط ہے۔ اگر
نصل گھنی ہوگی ۔ تو نتیجہ یہ ہو گا ۔ کہ بہت سے
پودوں میں تو خوشنہ ہی نہیں ہے ۔ اور اگر کچھ
لگ بھی ہے ۔ تو اکثر کچھ رہ جاتا ہے ۔ کچھ بھنوں
میں دارفہ نہ بڑھتا ہے ۔ ایسے کچھ تھیت کے پودوں
میں بچھے بولی کے باس نہیں ہیں ۔ پودوں سے پھٹے
حصہ میں نہیں آتے ۔ وہ یہ ہے کہ پہنچا کیس پر
کے مجرم میں ہوتا ہے ۔ کچھ کھیت تیز گانھوں میں
ہوا کے ذریعے اور اور کے چھوٹیں کی گانھوں میں
ہی پڑتا ہے ۔ پھٹے کے چھوٹیں لہج نہیں پہنچتا ۔ اس
سے اوپر کی گانھوں میں نہیں پھٹوٹ پڑتے ہیں ۔
مگر درمیانی حصہ غالی رہ جاتا ہے ۔ پہنچا طبق دو، دو
فاحصے پر بونے کا لوگ بھنوں تے جاتا ہیں ۔ یہ ان
کی نادانی ہے ۔

گھنے بونے میں پودوں کے زیادہ ہونے کے سبب
زین کی طاقت بہت سے حصوں میں تقسیم ہو جاتی
ہے ۔ اور پودے پوری پوری پسروش نہیں چلتے ۔
نی طاقت اور کم زور رہ جاتے ہیں ۔ اس کا لحاظ
رکھنا دا جب ہے ۔ عرضیکہ اس جس کی نصل جنی
گھنی ہوئی جائے ۔ اسی قدر کم فائدہ ہوتا ہے ۔
یہ جس ایک جگہ سے اکھاڑ کر دوسری جگہ سکتی
ہے ۔ اگر ایک جگہ اس کے پودے کثیر سے پیسا ہو گئے

لئے ایسے طریقہ کو بخوبی میں لاہ کہتے ہیں ۔

پہلی اور دوسری چکر خالی ہو۔ تو صندھ پرستھ کے
وہت سمنی چکر سے پوسے اُکھاٹ کر خالی چکر میں
ٹکرائے جائیں۔ تو خالی ہی لگ جائیگے۔ اتنا خالی
ضور چاہیے۔ کہ جسکے انج سے کم پرداے کا شکار
چھڑتے۔ اس سے بڑے پوادوں میں بکھرے اچھے
نہیں گیکے۔

پسند سے پہلے اس جس کے کچھ میں پالی نہیں
دیا جاتا۔ اگر خشک سال ہو یا اند کوئی خاص صورت
ہو۔ تو پالی دیا جائے۔ وہ دیسخ نے بعد اگر پارش
ہو۔ تو پھر دنہ پالی دیسخ سے نصل پک جائیگی۔
اگر پارش مناسب موقع پر کچھ خرچ کے بعد کھوٹی
کھیرڑی بھی ہوتی رہتے۔ تو بھی پیداوار کچھ نہ کچھ
ہو جاتی ہے۔ یہ بات عام میں معمول ہے۔ کہ اس کی
نصل کے لئے کسی قدر خشک سالی موسم برسات میں
اچھی ہوتی ہے۔ اگر برسات زیادہ ہو جائے۔ تو
نصل خراب ہو جاتی ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ پر اگ کیسر
جو بکھرے کی سبزی میں ہوتا ہے۔ وہ پارش کے سبب
وہن جاتا ہے۔ کر کے کیسر میں نہیں بنتا۔ اس سبب
کے پیداوار میں بھی نقص پڑ جاتا ہے۔ اگر پرداے
پھوٹے پھوٹے ہوں۔ تو انکل جانتے ہیں۔ یا پیسلے
پیش جانتے ہیں۔ کیونکہ پوادوں کی جڑوں میں رطوبت
زیادہ آجائتی ہے اور پارش نہیں بانکھتے۔

لہ پنجاب میں جعلی بانٹا جاتا ہے۔

اس کے پڑوں میں عمر آپندرہ پتے نہیں۔

جب پسند رہوں اپنا نکل آیا تو جانی لوگ کر پودا اپنے
قد کو پہنچ پکا ہے +

اگر پودے میں صرف ایک ہی بھٹکا ہے۔ تو عمر میں

دوں یا دو سو سو پتے میں ہو گا۔ اگر ایک سے زیادہ نکلیں

تو آٹھوں اور بارہوں پتے کے درمیان ہو گے۔

دیے قاعدہ امریکہ کی اور سفید پھریوں سے تعلق نہیں

ہے) ہر قسم کے جانور پرندے پرندے و نیڑے اس کی شخص

کو نقصان پہنچاتے ہیں +

لہ پنجاب میں یہ جانور ہیں۔ بو طصل کا نقصان کر دیتے ہیں +

اول۔ سکڑا یہ ایک قسم کا کیڑا ہے۔ کہب اس جنس کی کمی

چھوٹی چھوٹی ہوتی ہے۔ تو اس کو کٹٹا ڈالتا ہے۔ یا تو اس

چاند کو مار دیا جائے یا کمیت کے اندر کے کندے کی ڈیڑی،

ڈھنی ہٹلی سطح کی پینڈھا بنا دی جائے۔ یہ کھاتی کھوکھی

جاندی ہے۔ تاکہ وہ پاہر سے اگر کمیت میں داخل نہ ہو جائے۔

جس کی پیٹ کے درخت نہ ہوں۔ نکال یہ جانور زیادہ

پیدا ہوتا ہے +

دوسرے کے بھوٹے یہ بھی ایک چھوٹا سا کیڑا ہوتا ہے۔

ن ایک قسم کا گندمار ہے۔ اگر پسیدے رنگ کے زیادہ

ہوتے ہیں۔ پکھ پکھ کا لے رنگ کے۔ پنجابی زبان میں

اس گندمار کو کیڑا کہتے ہیں +

ن ۲ پنجاب کے نک میں اس کیڑے کو ہس نام سے

خواستہ ہیں۔ اس کو پیپل بھی کہتے ہیں +

چونا بھی اس کا بہت نقصان کرتا ہے۔ جب اس جنس کے پودے زین سے نکلتے ہیں۔ اُن کو کتر ڈالتا ہے۔ اور کھا جاتا ہے۔ اگر اچھا موسم ہو۔ تو انگوری چار سو زیں تک آتی ہے۔ اگر موسم خنک ہو۔ تو ایک ہفتہ لگتا ہے۔ ایسے وقت نقصان ہو جانے کا خوف بھی ہے۔ جب زیج زین کے اندر رہیکا۔ تو پریسے نقصان کر دیگے۔ اگر چھپے کے بھٹ کے قریب کسی قدر جو کے دانے یا سپاس کے بونے پھیل دئے جائیں۔ تو چونا اس کے کھانے میں مشغول رہیکا۔ اور زیج بھی رہیکا۔ بعض لوگ سکھیا کی عوائی سے بھی چوہتے کو مار ڈالتے ہیں۔ مگر

ذینتیہ فوٹ صفحہ ۱۱۴) جس وقت پودے میں پتے نکلتے ہیں۔ اُن کو کاٹ ڈالتا ہے اور کھا لیتا ہے۔ ایک ایک پودے کو ٹینیں میں چار چار کھیٹے پھٹ جاتے ہیں۔ اگر بارش ہو جائے۔ تو پھر کیٹے ہو جاتے ہیں۔

یہ بھی ایک جنس کا کیڑا ہے۔ اس جنس کی فصل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اور زین کے اندر ہی اندر رہتا ہے۔ اور پودے کو جڑ سے کاٹ ڈالتا ہے۔ اس پوڑے کا ریگ سفیدی نا بھورا ہوتا ہے۔ مگر کھیت میں ابھی طرح نلکی کی جائے۔ تو اس عمل سے یہ کیڑا باہر نکل آتا ہے۔ پھر پرندہ کھا جاتے ہیں۔

ذہاگت بھرم کاف فارسی ہے تشدید تارے فرقانی۔ ایک سو ٹار کا نام تک بخوب میں ہے۔

سکھیا کی گوئی پہنچاتا نہیں ہے۔ اس سبب سے
مرتا نہیں۔ البتہ وہی سے بھاگ جاتا ہے +
کھڑی بھی اس کے پردوں کو جبکہ چھوٹے چھوٹے
ہوں۔ کاٹ ڈالنے ہے۔ اس کی حفاظت بھی کرنی چاہئے +
جب زیادہ سوکھا پڑے جائے۔ تو دیک بھی اس جنس
کے کھیت میں پہنچا ہر جاتی ہے۔ اور پردوں کو نقصان
پہنچاتی ہے۔ ایسے وقت میں ملانا احمد پانی دینا مفید ہے۔
اگر پارش ہو جائے۔ تو ہر ڈا فائدہ ہے +
جب اس جنس کے پردوں میں بچھتے آ جاتے ہیں۔
تو طو طلا۔ کوڑا۔ ٹیکڑا۔ سور وغیرہ خراب کرتے ہیں۔ وہ
رات کی حفاظت سے یہ تباہت دور ہو بائیکی +
بعض لوگ کی کو بہت نکھنی اس واسطے بوتے ہیں۔
کہ مویشیوں کے واسطے چارہ ہو جائے۔ ایسی کمی میں
بچھتے بہت کم اور چھوٹے چھوٹے نکلتے ہیں۔ اُس کو
سہر ہی کاٹ کر یا تو مویشیوں کو چرا دیتے ہیں۔ یا
جمع کر لیتے ہیں۔ اور پھر موسم سرما میں دودھیل
مویشیوں کو چراتے ہیں۔ کمی کے بچھتے اُس سے
اُتارے نہیں جاتے ہیں۔ اس کا چارہ بہت لذیذ
اور مقوی اور دود کا بڑھانے والا تصور ہوتا ہے۔
عام زیستدار اس چارے کو گا چاکتے ہیں +
کنوار کے بینے میں بچھتے پک جاتے ہیں۔ کٹائی
وہ طرح پر کی جاتی ہے۔ بعض دفعہ تو بچھتے سہیت
پلٹے کو ایک یا دو فٹ کی اونچائی سے کاٹ کر کھیت میں

ایک بند قوچتھ لفٹے ہیں۔ اس پندرہ دن کے بعد
لکھتے ہیں تھی سالہ چھپل کر ہذا کر لیتھ ہیں۔ اس
کے شوکھے ہے۔ اسے پڑھوئے کہ کھڑے کھٹے ہیں۔ سویشی
بھی کھڑے کھا لیتھ ہیں۔ اور جلا سے سک کام ہیں بھی
آ جاستہ ہیں +

امض رسمیت فہرست پختہ سے پہلے بودھ کے اس
حصہ کو جو پختہ ہے اور پر ہوتا ہے۔ کاش دیتہ ہیں۔
اس عمل سے پختہ کو نکل پڑتے کے وقت تک
بندورش پچھا رہتی رہے۔ اور داسٹہ اسکے ہتھ پر جاتے
ہیں۔ پھر بوروں کو کاش کر اور کھڑتے سے ٹھٹھا کر
وہ سے لگا دیتے ہیں۔ جنہی اس وسط نکلتے ہیں۔
کہ فصل سچ کی کاشت کے لیے زین خلیل کرنے کی
ضرورت ایسی ہے۔ لامال سے پختہ علقوں کو کھٹتے
ہیں۔ پھر تھ کاش کر کاش کاش لیتھ ہیں۔ جب پختہ
چکیٹے پڑتے شکنہ ہو جاتے ہیں۔ تو شستہ زیندار

لے عذر سچی قلچ بنا کر دیتی جب اگر تو کاش کر توہ نکلتے
ہیں۔ قرآن کاشتہ یعنی اس کا دیتہ ہیں۔ وہ اس کی
کاش کے۔ اس کا دیتہ کسی دلخواہ پختہ سے کاش کرتے ہیں۔ اور
جیسی قلچ کاشتے ہیں۔ تو کچھ کے ہتھے ہیں۔ کاشتے
کے ہے اس کا دلخواہ پختہ کے ہتھے ہیں۔ کاشتے ہیں۔
اگر اس عذر سچ کا دلخواہ کو سٹھا کر۔ تو کاش ایک طبق

تو مویشیوں میں اُن کے بھتوں ہے وہ نئے ملکوں کو
لیتے ہیں۔ محمد علی زمیندار موسکے بھتوں سے اس کو
کوٹ ڈالنے میں ہیں۔

بعض لوگ بھٹکان کر اُن کی بڑیاں بھٹکانے
ہیں۔ بھر ٹیکیا ہے بھٹکنے کے بعد اُن بھتوں کو کوٹ کر
ہوتے تکان لیتے ہیں۔ لیکن ہر ہر کو اس نظر میں
کا وزن زیاد ہو جاتا ہے۔ یا کس قدر اسی عمل کا یہ
بھر ہے۔ کر داد موٹا ہو جو ڈسپریٹ۔ اور بھٹکنے پڑی
ہو جاتی ہے۔ گویا دسروں بھٹکنے کو رکھ دیتے، پس کس
جگہ ہو جاتے ہیں۔ اسی بیوں نکلے ہیں کی بڑیاں
بکان جاتی ہیں۔ جو کھانے ہیں ایسے ہیں۔ اس
کے دلوں کو نکلا لیتے ہیں۔ اور ایالی کر بھی کھلتے
ہیں۔ اس کا دلیا ہر بار ہوتا ہے۔ بھٹکا اور لکھیں
دوز طرح کا بھٹکا ہوتا ہے۔ اس کے آنے کا ہر کوئی
بھی بنتا ہے۔ بھٹکوں کو کا بھی کہتے ہیں۔ بھٹک جب
بزر ہوں۔ تو بھٹکوں کو کھانے ہیں۔ جب شکر
ہو جائیں۔ تو کھانے سے راستہ اُبال پلٹکتے ہیں۔ اس
کا بھینا بھی بنتا یا جاتا ہے۔ تحریر کے اور گھیں مشور
ہیں۔ اس کا بھی بھٹکوں کے استعمال کے لئے
کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ بھٹکوں پر ایک جیسی اُس
کی مختلف قسمیں خاصی خاصی مطلب کے واسطے جو
لہ پنجاب میں گھریں تھے ہیں۔ یہ گھریں ایک جیسے کام
میں اُن دیں۔

وں۔ اس قدر ضرور ہے۔ کہ صافید قسم کے بیٹھے بھروسے کر زیادہ چلتے ہیں۔ اس واسطہ کم وہ زیادہ تذییل بیٹھے ہاتے ہیں۔ تیز پارالی اراضی کے سکھے چاہی اراضی کی بست زیادہ عزیز ہوتے ہیں ۔

چوڑھا سبیق

چوار

اس ملک کی پرانی جنگوں میں سے ایک جوار بھی ہے۔ مویشیوں کے داسٹے اس کا چارہ اعلیٰ سبجے کا شمار ہوتا ہے۔ کیونکہ دو سو سے چاروں سے زیادہ سیٹھا ہوتا ہے۔ اور یہاں تک پہنچ ہے۔ کہ یہ جس چری کے نام سے مشہور ہو گئی ہے۔ مگر عام طور پر باگر وغیرہ جنگل میں یہاں اس کی پیداوار زیادہ ہے۔ علیٰ کو جوار اور چارہ کو چری کہتے ہیں۔ چوار اور چری کا فرق ہوتا اور کھڑی فصل کے دیکھنے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے۔ قدیم سے اس جنس کو اس ملک میں بوتے چلے آئے ہیں۔ اس جنس کا غذہ انان کے خرچ میں زیادہ آتا ہے۔ اور اس لہ پنجاب کے بعض ضلعوں میں اس جنس کو چری کے نام سے مشہور کرتے ہیں۔ اور اس کو جوار بولتے ہیں ۔

کے پتے اور بچھے مویشیوں کے چلے کے کام آتے ہیں۔ اہل ہنود میں عورتیں ایک برت (روزہ) رکھتی ہیں۔ اُس وقت یہی جنس استعمال کرتی ہیں۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ اس جنس کی پسندادار کو قیام سے اس لہک کے لوگ جانتے ہیں۔ یہ جنس ہر قسم کی زمین میں بولتی جاتی ہے۔ زمین خواہ اکٹھا قسم کی ہو۔ خواہ ادستا کی۔ پکھہ نہ پکھہ پسندادار اس میں ضرور ہو جائیگی ۔

اس کے بولنے کے واسطے سب سے اچھی زمین وہ ہے۔ جس میں چکنی مٹی مسخر یا سیاہ رنگ کی ہو۔ ایسی زمین میں اس جنس کی پسندادار اچھی ہوتی ہے۔ مگر عام طور پر لوگ اس کو پکھہ ناقص قسم کی زمین میں بولتے ہیں۔ ایسی زمین میں جب سرکھی کی فصل کامنے کے بعد اس جنس کو بودھتے ہیں۔ تو اس جنس کے واسطے زمین کے جو تانے کی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی۔ جس زمین سے ریخ کی فصل کامنی کئی ہو۔ گویا وہ زمین اس جنس کے بونے کے واسطے پہلے ہی تیار ہو گئی ہے۔ صرف دو حصے میں دفعہ ہل چلا کر بودھیا چاہئے ۔

بعض زمیندار ہل چلائے بیڑا اُسے بومیتے ہیں پھر اوپر سے ہل پھر دیتے ہیں ۔ یہ جنس سخواری بہت باری کی بھی کسی قدر برواشت کر سکتی ہے۔ یہ جنسیں میں قسم کی ہوتی ہیں۔ جی

رسنیہ، چیلی۔ ٹال۔ ان ٹینوں قسموں کی بچان دیکھنے سے ہر جاتی ہے۔ یا اس طرح پر اس جنس کی سکھڑی فصل کو پچان لیتے ہیں۔ اگر اس کے پودوں میں ابھی خوشے نہ لکھے ہوں۔ تو سفیدہ قسم کی جار کا ہو پتا ہوتا ہے۔ اُس کے درمیان کی لکیر سینی ف سفید ہوتی ہے۔ دوسری دو قسموں کے پتوں میں وہ دھار یاں سفید ہوتی ہیں۔ زرد اور سرخ رنگ والی جدار کے خوشہ بھی سکھر سے ہوتے ہوتے ہیں۔ اور پیٹھ اُلوں کے سرخی نہ ہوتے ہیں۔ زیادہ سبز نہیں۔

ہلاکتی

پیٹھ قسم سب سے اسٹھ اور اچھی بھی جاتی ہے چار ابھی ان کا بیٹھا اور عزے دار ہوتا ہے۔ خوش ٹھیک کی طرح بندھا ہٹھا ہوتا ہوتا ہے۔ اور اُس میں دانتے زیادہ بھتے ہیں۔ زیادہ لاشت اس کی بانگر کے ہلک اور ریاست پیٹھا وغیرہ کی طرف ہوتی ہے۔ ٹال سنت پنجاب کے دوسرے ضلعوں میں فروخت کے سلسلہ جاتی ہے۔

لہ، اور سرخ قسم کی ایسی قدر نہیں ہوتی۔ جیسی اس سپید قسم کی جاتی ہے۔ دوسرے علاقوں میں اگر چہ بھی اس سپید ایسی نہیں میں ہوں گے۔ جس کی رنگت سرخ ہو۔ تو اُس بوار کی رنگت اُس سنت پنجاب میں اس قسم کی بوار کو درستہ نہیں۔

۷۵۰ نہ اور قسموں کی بوار کو پنجاب میں کامگر بھی سنتے ہیں۔

جس کی حالت گرم ضلعوں میں ایسی ہی ہو جاتی ہے۔
اگر غلے کے واسطے یہ جس بونی ہو۔ تو فی گھماؤں
زین سیر پختہ تھم ڈالا جائے اور اگر یہ جنس، چارے کے
واسطے کاشت کی جائے۔ تو اس میں فی گھماؤں
سولہ سیر تک ڈالا جا سکتا ہے۔ اور اس کے ساتھ
اگردو۔ موگ اور موٹھہ ملائکہ بھی بودھے جاتے ہیں۔
جس سے چارہ مٹا ہو کر موٹھیوں کے واسطے زیادہ لفڑی
ہو جائیں گا۔ اگر زین سوت ہو۔ تو ماش یا موگ اس
جنوں کے ساتھ ٹوہن دلائے جائیں۔ اگر ریت والی
زین ہے۔ تو اس جس کے ساتھ موٹھہ ملائے
جائیں گا۔

بعض زمینہ اور اعلیٰ قسم کی زین میں فی گھماؤں
چو بیس سیر تک بیج بودیتے ہیں۔ مگر وہ صرف
چارے کے واسطے بیتے ہیں۔ اگر مناسب موقع پر
اس جس کو بولوایا جائے۔ تو بیج کم ڈالا جائیں گا۔ اگر
اصلی موسم کے بعد بونا ہو۔ تو زیادہ بیج ڈالنے کی
ضرورت ہوگی۔ تاکہ سب سے بودے پیدا ہو سکے
چارے کے کام آئیں گا۔

بونے کے بعد اس کی نگائی نہیں کی جاتی۔ صرف
حافظت کرنی پڑتی ہے۔ ستوار کے بیٹھے میں اس کو
کاشت شروع کرتے ہیں۔ مگر غلے کے واسطے اگر بونی
ٹٹی ہو۔ تو کاتک کے بیٹھے میں کاشی جائیگی۔ چارے
کے واسطے تو بھلکل کر بھٹھے میں بھی کاش کر

مویشیوں کو چرانا شروع کر دیتے ہیں ۔
خنک سالی میں جب تک اس کے خوشے نہ نکلیں
مویشیوں کو اس کا چارہ زیادہ احتیاط سے دینا چاہئے ۔
خنک سال کے سبب اس کے بعض پودوں میں کچھ
زہر پیدا ہو جاتا ہے ۔ اور ان کو کھا کر مویشی مرجانتے
ہیں ۔ زہریلے پودوں کی پہچان یہ ہے ۔ کہ ان کے
پتے آپس میں لپیٹ کھا کر جھٹے ہوتے ہوتے ہیں
ان میں زہر زیادہ ہوتا ہے ۔ اس لئے ان کو علیحدہ
نکال کر پھینک دینا چاہئے ۔ اور باقی چارے کے
واسطے سچھے جاویں ۔ جب اس جس میں خوشے
نکل آئیں ۔ تو پھر کچھ اندریشہ نہیں رہتا ہے ۔
اگر ایسی چری کی سیکھی ڈالی جائے ۔ تو مٹی کچھ نقصان
نہیں دیتا ہے ۔

اگر اس کے پودے کاٹ کر ایک دو روز رکھے جائیں۔ اور پھر چرانے جائیں۔ تو بھی پکھ نقصان نہیں۔ مرف کھڑی فصل چرانی اچھی نہیں +
ابھی تھا اس ملکہ میں یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ
کیا وجہ ہے۔ کہ خشک سال میں اس جنس کے پودوں
کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ کسی لوگ یہ خیال کرتے
ہیں۔ کہ پتوں میں ایک قسم کے پھر لے چھوٹے
کٹیں سے پڑ جاتے ہیں۔ مٹیشی ان پتوں کو کھا جاتے
ہیں۔ اس سبب سے مر جاتے ہیں۔ پوچھو چکی
نظر نہیں آتے ہیں۔ اس لئے اس بات پر یقین

شیوں ہے۔ بعض یہ سکتے ہیں۔ کہ خشک ہو جائے
کے سبب پتھے مویشی کے علاوہ یہیں چمٹ جلتے ہیں۔
پھر وہ دم لینے کے سبب رفتہ رفتہ سیلہ کے ساتھ
لگ جاتے ہیں۔ اور اُس سے دھنک کافی پیدا
ہو ہاتھ ہے۔ اور مویشی مر جاتے ہیں +
جو مویشی اس مرض سے بچا رہا ہو۔ اُس کو
جو لہ کی راہ نکھول کر پلا میں یا با جڑے کا آٹا
کھلائیں۔ اس سے مویشی کو آرام ہو جاتا ہے۔
جب فصل کاٹ لی جائے۔ تو می کی طرح اس کے
بھی تودے نکلا دیتے ہیں۔ آٹھ دس دن کے بعد
خشنے نکال سیلہ ہیں۔ پھر نکھول سے کوٹ ڈالتے
ہیں۔ یا بیلوں سے دائیں چلا کر صفا کرتے ہیں۔
جو بلہ جو نوشون سے نکلتا ہے۔ وہ میں میں ڈال کر
سالانہ بیان کے کام آتا ہے۔ اور بیلوں کے پتے
مع پتکہ دیشوں کے چارے کے کام میں آتے
ہیں +

اگر یہ جنس چارے کے واسطے بولی جائے۔ تو
اس کو ابھی حالت میں کاٹ لیا جائے۔ کہ ابھی تک
پتکہ سیز ہو۔ جب زیادہ خشک ہو جائیں۔ تو نیز
ہوگی۔ اور پتکہ پتے بھی گر جائیں +
خشک زیادہ نمار اس چارے میں سے موٹے
نوشے عملکردہ کر کے غذہ نکال لیتے ہیں۔ مگر اس میں
سے ماسنے سخوارے نکلتے ہیں +

اس کے خوفوں میں کھنڈھن بھی پڑ جائے گا۔
جس خوشی میں مکنہ ہے۔ اُس خوشی میں مکنہ
کم لکھتا ہے۔ کھنڈھن فٹک سالی میں بڑا ہے۔
اس کی پچالا ہے۔ کہ خوفوں کے دافل کی وجہ
بچھ پھول کے نقش آتے ہیں۔ اور نہ میں خوشی
کے ان پھولوں سے سیاہی نکھتی ہے۔

جی قسموں کا اور پہ ذکر ہو چکا ہے۔ اس کے سوا
ایک قسم کی جمار اور بھی اس سے (یعنی آنکھ) کہیں
بھی شروع ہو سکتی ہے۔ جس کو بڑی جمار
و لاتی جمار کہتے ہیں +

اس کے پادے بہت ہیں اور سچے ہوتے ہیں۔
اور ایک دن سے پھر۔ بارہ۔ اشارہ تک پورے
پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان پوروں میں اسی قدر خوشی^{کے}
آتے ہیں۔ جس کے + نسبت اس تک کی جمار کے
زیادہ پیغمدار ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کے جملے کے
وقت کھاد کی زیادہ ضرورت ہوتی۔ ہے۔ اور مکنہ
زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ اور مکنہ کی کھاد بھی ڈالی
جاتی ہے۔ اس واسطے اس کے پسے کارروائی بھی
تکمک اس تک میں زیادہ نہیں ہوگا۔ اس وقت تک
سرکاری بانکوں وغیرہ میں کہیں کہیں بولی جاتی ہے
البتہ اس کے داشت اگر سید جمار کے ساتھ مل کر

لئے پنجاب میں کھنڈھن کو کامک ہوتی کہتے ہیں +
کہ اس جمار کا نام عربی زبان میں دسرا نہ آتا۔ ہے +

بونے جائیں ۔ تو دوسرے تبیرے سال اس جملہ میں دو دو تین تین شاضیں بہوت تکلینی اور مخول سے زیادہ پیداوار ہوگی ۔

جوار کے غنے کا آٹا چیس کر روٹیاں پکاتے ہیں۔ جو کھانے میں لذیذ ہوتی ہیں ۔ اس کے داؤں کو بھون کر بھی چباتے ہیں ۔ اور ایال کر گھونٹی بھی کھاتے ہیں ۔ اور اس میں خشناش بھی ڈالتے ہیں ۔ جو لیاں اور پرمل اس کے مشہور ہیں ۔ باہر کے ملک میں جہاں ایکھ پیدا نہیں ہوتا ۔ وہاں اس کے پودوں کو سکتوں کی طرح چوستے ہیں ۔ بلکہ سکتوں کے نام سے اس کے پودوں کو پکارتے ہیں ۔

پاچوال سبق

ماش (ڈڑو) موںگ اور موٹھے

یہ ہمیں جنیں دال کی قسم سے ہیں ۔ ان کے ہونے کے قاعدے اور یہ اُن کے ڈھنگ ایک طریق پر ہیں ۔ یہ جنیں خریف کی پیداوار ہیں ۔ اور ہمیں اس ملک کی پرانی پیداوار سے ہیں ۔ خصوصاً ماش تو اہل ہندو ہیں ۔ عام شادیوں کے موقع پر استعمال

ہوتا ہے۔ جب کوئی شادی ہوتی ہے۔ مبارک دن آتا ہے۔ تو بھاپ میں تاہت ماش کی دار پکلتے ہیں۔ ولی ہدیٰ اس دار فیں پکلتے۔ اس کو مبارک نہیں جانتے۔ ماش بونے کے لئے وہ زمین اچھی ہے۔ جو چکنی اور سخت ہو۔ یا جس زمین میں پلاس کے پودے پیدا ہوں ۔

سوٹھ بونے کے واسطے ریت ولی ورثم یا ایسی زمین ایسی ہر قسم کے اور سخت مٹی پر۔ مونگ کے بونے کے واسطے متوسط قسم کی زمین ہونی چاہئے۔ بونے زیادہ سخت ہو اور تریاد نہ ہم۔ مگر مونگ کی جس سخوٹی بہت ریت والی زمین میں بھی ہو جاتی ہے۔ زیادہ طاقتور زمین میں یہ جس اچھی ہوتی ہے۔ جو زمین ناقص ہو۔ اس میں یہ اچھی نہیں ہوتی ۔

مونگ میں قسم کے ہیں۔ ہرے۔ پیسے۔ کالے۔ ماش بالہموم دو قسم کے ہیں۔ ایک تریاد رنگ کے دوسرے سنجھی۔ اچھی قسم کے ماش وہ ہیں جو پکلنے میں جلد سکل جائیں۔ ماش کے اچھے بڑے کی پنجاں یہ ہے۔ کر سخوٹے دانہ سمحی میں۔ لے کر نہ نہ سے پھونکیں۔ اگر مجھے کی بھاپ سے وہ تر ہو جائیں۔ تو اچھی قسم کے خیال کئے جاتے ہیں۔ جب ماش کے پودوں کو پھلی لگ جائے۔ تو کھنا ماش

جس کو پنجاب میں کردار کرتے ہیں۔ پہچانا بہتر کتا ہے۔ ان کی پھلی اکثر بی اور گول ہوتی ہے۔ اور اس کے پکھے خوشی سے پالتے ہوئے ہوتے ہیں۔ رنگ زیادہ ہے پوتا ہے۔ جو اصل ماش ہوتے ہیں۔ ان کی پھلی پھورتے رنگ کے پتے جیسی ہوتی ہے۔ گرے چھوٹی سکنکنا کی پھلی کے میں۔ جو ہوتا ہے زینہار ہیں۔ وہ سکنکنا کی قسم کے پودوں کو اکھاڑ کر ہو یہ یوں کوچرا لیتے ہیں یا کھانے کے وات اس کو علیحدہ کر لیتے ہیں۔ اور دوسرے کے۔ مثل تندیز۔ تکانہ ماش کی دال آگر پکانے ہلکتے۔ تو وہ اگلے یا تیسرا ہے۔ بشرطیکہ اس میں دوسرے ماش کی ملادٹ نہ ہو۔

موٹھ کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم دوسرے ساہ۔ ان کے اچھے بڑے ہوئے کی شناخت وہی ہے۔ جو ماش کے واسطے لکھی کھی +

جان دو قسم کے ماش یا موٹھا اس موٹھ سے جھلکے ہوں۔ اس کی دال اچھی نہیں ہوتی۔ بیس ایسی دال پکلتے ہیں۔ تو کچھ گل جانی ہے۔ کچھ نہیں لکھتی ہے۔ ہو دانے نہیں لکھتے۔ ان کو سکنکنا کہتے ہیں۔ ان دو جنسوں کو ملا کر نہیں بونا چاہئے +

عمران ان جنسوں کو سیخ کی فصل کاٹ کر پرست ہیں۔ یعنی جس زمین میں۔ سکے سیخ کی فصل کاٹ لکھی ہے۔ اسی زمین میں کھلی جاتی ہے +

ایسی صورت میں زیادہ ملن ہوتے کی ضرورت

نہیں ہوگی۔ صرف ایک دو دفعہ جیسے اور ایک دفعہ اسلام کے پیشے میں مل پھیر کر یہ جنیں پوچھیں گے + کھاد کی زیادی یا بہت سخت ہو۔ اُس میں زیادہ مل پھر نے کی ضرورت ہوگی۔ اُن کے کھیت میں کھاد دلکش کی ضرورت نہیں۔ اگر یہ جنیں زیادہ کھاد والی زیادتی میں بولائیں گے۔ تو فصل اچھی نہیں ہوگی۔ البتہ پوچھے ہوئے بڑھ جائیں گے۔ باقی پیشہ کی سی زیادتی میں پیدا ہو جائے گی۔ اگر دنیا کی طبقیاں سے نئی چکنی مٹی کھیت میں پڑ جائے۔ اور اُس میں طراوت باقی رہے۔ تو اس صورتی کے دلکشی سے کھیت میں بغیر بوجتے کے بکھر دینے چاہیں۔ اس

طرح بوجتے سے بھی پیداوار ہو جاتی رہے + ماغر کے بوجتے سے زیاد کم زور نہیں ہوتی۔ چنان کہ دوسری جنسوں کے بوجتے سے بڑھاتی ہے۔ بکھر اُس کے بوجتے سے زیادتی کی طاقتور بہتی رہے۔ بکھر اُس کی جگہ زیادتی میں سے ایکوڑا کھینچ کر اور پر کی سلیخ میں لالی ہیں۔ امش کا بیچ ایک کھال میں دوسرے تک ٹالا جاتا رہے + ایک سوون سے بیسیں بجاوں تک اسے پہنچ رہتے ہیں +

اس کے بوجتے میں جتنی دیر ہوگی۔ اُسی تعداد زیادہ بیچ زیادتی میں ڈالا جائیگا۔ اُس جنس کو کیتی۔ جاری وغیرہ جنسوں کے ساتھ ملا کر بھی بوجتے ہیں۔ اس حالت میں اس کے بیچ کی تعداد تکھف کر دی جاتی ہے

مونگ کا یعنی ایک سنال میں آدم سیر بختہ گالہ جاتا
ہے۔ اگر اس کے بونے میں بھی دیر ہو جائے تو
یعنی زیادہ پڑیگا۔ ابتدا سے ساداں سے اخیر تک مونگ
بونے رہتے ہیں۔ جوار۔ باجرہ۔ نال۔ غیرہ کے ساتھ
ٹلا کر بھی بودھتے ہیں۔ ایسی حالت میں یعنی نصف
ڈالنا چاہئے ۔

مونگ کا یعنی ایک سنال میں ڈیڑھ پاؤ ڈالنا چاہئے۔
اور برسات کی حالت کے مطابق بیوس سارٹھ سے
اخیر ساداں تک بونے رہتے ہیں۔ اور بھی کبھی شروع
بھادوں تک بھی جبکہ گریگی زیادہ ہو۔ بودھتے ہیں۔
مگر اس قدر دیر کے بعد اس کے پودے پھیلتے نہیں۔
اس بیس کو بھی جوار باجرے نے ساتھ ملا کر لو۔
وہیتے ہیں۔ جب یہ جس جوار کے ساتھ ملا کر چارے
کے داسٹے بونے ہیں۔ تو یعنی زیادہ ڈالتے ہیں۔
بونے کے وقت سہیت ہیں ثم کام ہونا ضروری ہے۔
اگر مٹی خشک ہوگی۔ تو ان جنسوں کے پودے
چپیدا نہیں ہوں گے۔ بونے کے بعد تیسرے جو تھے روز
اس کے پودے زین سے پھوٹ پڑتے ہیں۔ اگر
چھوٹے چھوٹے پودوں پر بارش زیادہ ہو جائے۔
تو فصل کو نقصان ہو گا۔ ان کو نلائی کی ضرورت
نہیں۔ البتہ اگر کمی وغیرہ جنسوں کے ساتھ ملا کر
بھی کمی ہوں۔ تو اس کے ساتھ نلائی ہو جائیگی۔
ماش نے داسٹے نلائی کی ضرورت مطہق نہیں۔ اس

کے پورے گھاس سے اور ہر ہو گر گھاس کو دیا کہ پھیل جاتے ہیں۔ ماش اور موٹھ میں اگر گھاس زیادہ ہو جائے تو زیستدار اس کو نہیں نکالتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ اگر گھاس نکال دی جائے تو آخر دنوں کی سردویں ان کو بعض وقت نقصان پہنچائیں گی۔ گھاس کے لذت سے سردویں تم اثر کرتی ہے۔ یہ خیال ان کا درست ہے۔ ان جنبوں کو پانی نہیں دیا جاتا ہے۔ کھادم کے علاقوں میں اگر دریا کی رو آ جائے تو ان جنبوں کو دہان خود بخود پانی لگ جائیں گا ۔

سونگ اور سڑھ کو پانی زیادہ نقصان کرتا ہے۔ موٹھ کے کھیت میں اگر بارش کا پانی کھڑا ہو جائے اور پھر مطابع بھاٹ جو کہ چاندنی کی چمک اس پر پڑتے۔ تو نقصان کو نقصان ہوتا ہے۔ پتے سپید رنگت سے ہو جاتے ہیں۔ ساون میں ان بیلوں جنبوں کو بارش کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ساون میں بارش نہ ہو۔ اور اس اڑھ اور بھادروں میں بارش ہو جائے۔ تو بھی ان جنبوں میں پھل نہیں لگیں گا۔ اگر کچھ پھل آتا ہے۔ تو کھوڑا ۔

اگر موٹھ میں پھل پھیل آیا ہون۔ تو پر والی لہ بیخاب میں یہ مثل مشہور ہے۔ ماں کی جانی گھاہ۔ چھوٹے کی بانی واد۔ جٹ کے جانے را۔ یعنی ماش کو گھاس کی کیا پردہ واد ہے۔ اور پنچے کو قلبہ رانی کی۔ اور جبٹ کو راستے کی کیا پردہ واد ہے ۔

یعنی پُرے فی بہہ لفظاں ہی گی ۔
پندرہ صوریں کا اکھا سے ایسی تھیں کہ پندرہ صوریں اُن
اکھے کو جیسیں کامیاب کے قابل ہو جائیں ہیں ۔
۱۱۔ جیسوں کے پاکہ جامیں کیا ہے بھچان ہے۔ کہ ان
کی پھیلیاں پک کر نٹک ہو جائی ہیں۔ اور جب بُل
کی رنگت سیاہ مائل کا دریک سنتے تو بُل کی طرح ہو
چاہئے۔ اُس وقت اُسے کاٹ لینا پڑا ہے ۔
سُنی ہوئی شخص جب خُلک ہو جاتی ہے۔ تو پھر
پُتھے اور پھیلیاں جھڈا کر کر لے لیں۔ لیکن جما کر دیتے ہیں۔
اُن کٹلیاں کے ساتھ اُگر کرکے پھیلیاں اور پُتھے ہو لائیں۔
تو اُن بُرے دلیں چلاٹھا ہاتھتے ہیں۔ اُس ساتھ کٹلیاں
وُرٹ کر بھوسے بن جاتی ہیں ۔
پُتھے اُبھر پھیلیاں جو ٹھلٹھلے کر کر سُنکھے ہاتھ۔ ان میں
کے پھر پھیلیاں جھڈا کر کرکے صفا کر کر لے لیں۔ اُس طرح
غذہ اور بھوسے ہدا ہو جاتا ہے۔ لیکن تو دال کے کام
آتا ہے۔ دال سے کچی قسم کے کپوران اور سُٹھاٹیاں
تیار ہوتی ہیں۔ اور بھوسے موریشیوں کو چلائے ہیں ۔
یہ بھوسے موریشیوں کے داشتھ عمدہ اور محتوی غذا
ہے۔ اسی سبب سے ٹھیلوں اور ٹھکے کے بھوسے کی
نسبت گریل فروخت ہوتا ہے ۔
لہ پنجاب میں گیسوں اور ٹھکے بھوسے کی توزی
یا چٹا بھو۔ اور ان جیسوں کے بھوسے کو جتنا بھر
سکتے ہیں ۔

بکھو کبھی ہی بدل سے کو گیوں اور جو کے جو سے
تک ساخت ہا کر موشیوں کو چھاتے ہیں۔ اس کی
لڑت سید رہا بخوبی خوشی کھا جاتی ہے۔ گویا ۷
بھوں، اس پھر سے ہی داشت کا کام پیٹا ہے +
عام و گوں کا خیال ہے۔ کہ برسات کے بعد بھوں
میش ہو جاتا ہے۔ ۸ خیال دست نہیں۔ اگر بھوں
ٹھک یا رکھ جائے۔ اور برسات میں سیل نہ جائے۔
تو وہ نکر سال تک خراب نہیں ہوگا۔ اگر اس کو
سیل پڑھ گئی۔ تو مل جائیگا۔ اور موشیوں کے چارے
کے لائیں + ریکا ۹

چھٹا سہی

کپاس

یہ بخش اس نکت کی ضروری اور تجارتی چیزوں
میں سے ہے۔ انگلستان اور آفریکا میں بھی اور
کراچی وغیرہ کے راستہ کھروت سے بھی جاتی ہے۔ اگر
اچھتے طریق اور محنت سے یہ بخش بولی جاتے۔ اور
آب و ہوا اور موسم اس کے خلاف نہ ہو۔ تو اس
کی فصل سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اس کی پیداوار
سے آہنی بستہ ہوتی ہے۔ تجارت میں اگیوں سے

بھی یہ جس مقابله کرتی ہے ۔
اس نک کی سپاٹ کا اسا لمبا ٹوار، نہیں ہوتا۔
جیسا کہ نک امریکہ اور جزیرہ بور بون کی روپی کا۔
لیکن مضبوط زیادہ ہوتا ہے۔ اس دارستھے یورپ کے
ملکوں میں اس نک کی روئی پسند کی جاتی ہے۔
اس کو سمجھی اور پیچی زمین میں لٹتا اچھا نہیں۔
جمال پانی کے کھٹیسے پیٹھے کا احتمال ہو جائے۔
اس کے بولٹے کے داسٹے ایسی زمین اور کی چاہیے
جیسا کہ ایکھے کے بولے کے داسٹے ہو۔ بہت طاقتور ہو۔
اور نہ بہت کم نہ۔ اوس طریقے کی ہو۔ لال یا اودی
رنگت کی سنتی جو سخت نہ ہو۔ بہت اچھی ہے۔ گاؤں
کے گرد اگر دکنی زمین یا وہ پتکنی زمین جو دریا کے
امداد سے نیچ پڑ جائے۔ اس کے لئے اچھی نہیں۔
سیونکہ وہ زمین زیادہ طاقتور ہوتی ہے۔ اس میں
پوچھے بہت بلے بڑھ جائیں گے۔ اور اپاٹ کے چہبٹ
کم لگیں گے ۔

اس جس کی بہت قسمیں ہیں۔ بولتے ہوتے مخلوط
ہو گئی ہیں۔ کہ اب ان کی تیز نہیں ہو سکتی۔ البتہ
پھولوں کی رنگت سے جدا گانہ قسموں کی پہچان ہوتی ہے۔
اس کے سوا بہت سی قسمیں دوسری دنائیتوں سے لاکر
لئے یہ طرب المثل کاد چلھے کیا ہے یعنی شب کی زمین میں
(ایکھ) یعنی کاد اچھی ہوتی ہے۔ اور اپنی زمین میں سپاٹ
دیکھو سبق ایکھ کا ۔

اس ملک میں چھٹی گئی ہیں۔ وہ بھی اس کے ساتھ
ہی مخلوط ہو گئی ہیں ۷

عام طور پر اس وقت صرف دو قسموں کی تمیز باقی
ہے۔ ایک وہ جس کے پتے ذرا چڑھے ہوتے ہیں۔
اور جہاں سے پتوں کے جوڑ جدا جدا پانچ ٹکڑوں
میں ہوتے ہیں۔ وہ بہت بلے نہیں ہوتے۔ دوسری
وہ قسم ہے۔ جس کے پتے بلے انگلیوں کی طرح
 جدا گاہ پانچ حصتوں میں منقسم ہیں ۸

پہلی قسم کی جنس میں زیادہ پھل لگتے ہیں۔ اور
دوسری قسم کی جنس میں پھل کم آتے ہیں۔ لیکن
دوسری قسم کی کپاس پہلی قسم کی کپاس سے چیخت
اور روشنی میں اچھی ہوتی ہے۔ اس واسطے کے اُس کا
رُواں نہیں اور سببیت اور خود چھوٹا ہوتا ہے۔ اس
سبب سے اسی جنس کے بنوئے کارواج نہیں ہوا۔
مگر ابھی اس کے بونے کا رواج نہیں ہوا۔
اور اس کی پیداوار ابھی تک خاطر خواہ ہوتی ہے۔
ایک اور قسم کی جنس دھمکی کے ملک سے آئی ہے۔
جس کو ناگپوری کپاس کہتے ہیں۔ اس کا پودا اونچا
ہوتا ہے۔ اور زیادہ پھیلتا ہے۔ اور کوئی کوئی پتے
اس کے پودے میں ایک ایک فٹ کے قریب جوڑے
ہوتے ہیں۔ اس کے پودے اس طرح پر بولے
جاتے ہیں۔ کہ درمیانی فاصلہ ان کا پندرہ پندرہ فٹ
کا ہو۔ اور ایک ہی پیڑ اس کا دس بارہ سال

پیدا اوار دیتا رہتا ہے ۔ اس جنس کا بونا بھی بک
اس لکھ میں چاری نہیں ہوگا ۔

غرضیکہ جس سماں کا رُوانا ملبا اور مفہوم طبقہ
اور روایت زیادہ ہے ۔ جو سے چھوٹے ہوں وہ ب
سے اپنی ہے ۔

اس جنس کے بونے کے لئے زیادہ سخت ہل چلانے
چاہیں ۔ کیونکہ اس کی جڑیں بہت دوسری جنسوں
کے زین کے پنچے زیادہ چلتی ہیں ۔ پنچے کی زین جتنی
زیادہ پولی اور نرم ہوگی ۔ اُسی قدر زین میں اس کی
جڑیں ادھر ادھر زیادہ پھیلیں ۔ اُنہے زین کے عق
کو زیادہ پوستیں ۔

اس جنس کے بونے کے لئے اگن کے بینے میں
ہل جوئے جائیں ۔ اور آٹھ یا دس دفعہ ہل پھرستے
ہوں گے ۔ اگر زین زیادہ سخت ہو ۔ تو اس سے زیادہ
ہل چلانے اور سوکار پھرستے کی ضرورت ہوگی ۔ غرضیکہ
و اسی عکسی میں پولی اور نرم ہو جائے ۔ تو اپنی ہے ۔
مگر اور جو شے جو سے تلاش کر کے گیر میں اُن کو
ملائیں ۔ کہ داد داد اُن کا جدا جدا ہو جائے ۔ جمل
کیاں کا یعنی اچھا نہ مل سکے ۔ دوسری جگہ سے منگا کر
بونا مناسب ہے ۔ پھر اگر احتیاط سے یہ جنس بونی جائے ۔
تو اسی وجہ پر اچھا پیدا ہو جائے گا ۔

یعنی اس بات کا بھی خیال چاہئے ۔ کہ جو حنخ
دوسری جگہ کا یہاں بونا گیا ۔ پھر اُس زین سے جو

پہنچا جوگا۔ اُس میں پہنچو سی خوبی اور خندگی قیمتی
رہی۔ پہنچے کے اصلی جگہ شن اس کی ہوتی ہے۔
اگر پھر دوسرے تصور سے سل اس اصلی جگہ سے
بڑلے ملکا کر دوستے بائیں۔ تو ہمیشہ پچھی پیداوار
ہوگی ہے۔

اس جنہیں کو اگر آئی قسم کی زین جو بیوی جائے۔
تو بہتر ہے۔ کہ پہنچے والیاں کھوں کہ اُس میں کھاد
ڈالیں۔ پھر تھاروں میں اُس کو بخیں۔ اس میں
یہ فائدے نہیں۔ ایک تو کھاد عرف نایلوں میں پہنچا۔
کل کھیت میں ڈائٹ کی ضرورت نہ چوگی۔ دوسرے
کل کھیت میں پانچ چینے کی طرفت نہ پہنچی۔ عرف ان نایلوں
میں دیا جائیکا۔ یہ سے کیا س کے چینے میں سہولت ہوگی۔
چینے نالہ بھی آسانی سے ہو جائیں گے ۔

اسی حکم میں کیا س سکے ہونے کے درود و ثابت
ہیں۔ ایک تو چیت کے بینے میں بڑی بیانی ہے۔
دوسرے اس اڑاد کے بینے میں ہے ۔

پیداوار میں چیت کے بینے کی کیا س اپنی پہنچ
اس اڑاد کے بینے میں جو کیا س بڑی بیانی ہے۔ اس
کے پھر لئے اور پہنچے کے وقت سردی کا محرم آ جاتا

ملے جو کیا س چیت کے بینے میں بڑی جاتی ہے۔ پہنچ میں
اُس کو بیشتری کپڑے کئے ہیں۔ اور جو اس اڑاد کے بینے
میں بڑی جائے۔ اُس کو بیشتری بدلنے ہیں ۔

ہے۔ اس واسطے اس کی پیداوار کم ہوتی ہے۔ کہ اس کی کھنی دوسرے سال کے واسطے رکھی جائے۔ تو فائدہ ہے۔ مگر جو اضد عکم ہیں۔ ان میں چیز کے سینے کی ہوتی ہوئی کپاس ایکھی نہیں رکھی ہے۔ جیٹھ کی گرمیوں میں خراب ہو جاتی ہے۔ اور آنٹھ سے بھی اس کو نقصان پہنچتا ہے۔ جو اس اڑھ جینے میں بولی گئی ہو۔ وہ ان نقصوں سے بچ جاتی ہے۔ اور ہر سب گرم ضلع ہونے کے سردی سے خوف بھی نہیں ہوتی۔ بعضی لوگ گیسوں کاٹ کر اسی کھیت میں سلاٹھ چینے میں کپاس بو دیتے ہیں۔ ایسی نہیں میں گھاس وغیرہ کم پیدا ہوتی ہے۔ اس کی یہ مثل داس کے علاقوں میں مشور ہے۔ کنک دڑھ کیا رہ۔ نہ چھے ٹیکا نہ چھے گھاہ۔ یعنی کنک کو کاٹ کر کپاس بو۔ دڑھ پیدا ہوگا۔ اور زنگھاس پر بہ نسبت سابق کے اس جنس کو اب زیندار لوگ کھنی ہوتے ہیں۔ یہ اُن کی غلطی ہے۔ اگر اس کے پوڑے ڈور ڈور ہوئے جائیں۔ تو پیداوار زیادہ ہوگی۔ ہر ایک پوڑے کا درمیانی فاصلہ کم از کم دو دو فٹ ہونا ضرور ہے۔ اس سے کم نہیں ہونا چاہئے۔ دو دو تین میں بننے ایک ایک جگہ ڈالنے مناسب ہیں۔ شاید اُن میں کوئی بیچ ناچص ہو۔ تو دوسرا پیدا ہو جائے۔ اور جگہ خالی نہ رہے۔ اگر سب بیچ پیدا ہو گئے۔ تو نلائی کے وقت نکال سکتے ہیں۔ اگر ایک جگہ

لہ کھنی کو بچاب میں مونڈھی ہو لئے ہیں ॥

کے کہی پوری تو نکھلیں۔ تو نکالی کے وقت ضرورت کے موافق کامل بھیں۔ اور باتی نکال دینی چاہیں۔ اس کا بیچ عامر زمیندار بکھر گل میں تین سیسے چار سیز بکھر ٹھانے ہیں۔ لگری یہ تعداد زیادہ ہے۔ اگر اس بھر فی کمال یا نہ سیز فی کھنڈوں ڈالا جائے۔ تو کافی چھوڑ زمیندار سکتے ہیں۔ کہ اگر یہ جس چاند کے ہٹ جنہے کے دلوں میں بولی جائے۔ تو پیغمدار اچھی ہوگی۔ اور بریکس اس کے آن دلوں میں جب چاند گھشتا ہے۔ پیدا اوار ناچن ہوگی ہے۔

بونے کے دس روز بعد اس کے کھیت میں پہنچ دفعہ ملائی کی جائے۔ پھر جب یوں کل آیں اور قریب ایک فٹ یا چھوٹ کم تر میں ہو جائیں۔ تو پھر اس میں پل پھک دئے جائیں۔ اس سے دو ٹائارڈے ہوئے۔ تو زین پولی ہو جائیگی۔ دوسرا بارش کا پانی ہل کے کونڈوں میں رہیگا۔ باہر نہیں جائیگا۔ اور پودے بھی بیکھر ہو جائیں۔ جس سے زین سلی بیگی اور پودے خاطر خواہ پورش پائیں گے ہے۔

جب اس پر پھول آتا ہے۔ تو بعض زمیندار ایک دفعہ پھر نکال کر دیتے ہیں۔ اس میں فائدہ یہ ہو جاتا۔ کہ پھول نہیں بھڑتے۔ اور پھول اچھے آتے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ پھول کے نکتے وقت سے پھول کے ختم ہونے تک جو دل ہیں۔ وہ اس فصل کے لئے بہت محنت اور ضرورت

کے شیں۔ ایسے کوئی بھی جس قسم اس کا پہنچشی میں
کو شش کی جائے۔ یعنی بھی

اگر یہ جس کوچھ ایسا نہیں تو اس کی کوئی کمی ہے۔ تو
نہیں کسکے تھا انہوں نے اس کے پانچھوٹے پانچھوٹے بھی اور پانچ
ہو جائیں گے۔ یعنی اس کے قدر ہیں جوں چار فٹ تک
زونگے ہو جائیں۔ تو اُس کی کوئی پڑاں کو نہیں ڈالیں۔
اس کھل سے پوری تیرہ بستہ سی شاخیں انکل آیں گے۔
اور پانچ سوچھاٹ دوسرے ہو جائیں گے۔ اور پھر ایسے ہے۔
کہ زیادہ بھروسہ اور آدمی

اگر یہ کھل ایسی تریخ سے کہ پوری نہیں کیا جائے
 تو پانچ سوچھاٹ اس سے کہ جیسے ہو جائیں گے۔ اور بھل کر
ایسے ہے۔

اس کو اصلی زیادہ پان نہیں مانگی۔ اس لئے اگر
زیادہ پان شر پوری ہو جائے۔ تو پیداوار کم ہوتی ہے۔
جو زیادہ شر پوری کار رہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اگر
جہادوں میں زیادہ پانی پور جائے۔ تو کیاں کو نقصان
پہنچتا ہے۔

جیسے پورے ہیں شفیٹ لگ آتے ہیں۔ تو کبھی
کبھی اس نیڑا بخولے میں پٹھ جاتا ہے۔ اور وہ
کیاں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ ساتھ ہی اس کے ایک
دو گھنی کی وجہ، اس کیٹے کے کھانے کے لئے کیاں
کے بخولی کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ اور بھل کو ایسے
وقت کاٹ فاتتے ہیں۔ کہ وہ ابھی تک کچھ ہوتا ہے۔

نہوار کے بھیتے ہیں اسی کی چنانی شروع ہو جاتی ہے۔
تیس سے یا پانچ سو دو پچھتے ہیں۔ کپاس کی چنانی کا
کام ہوا ہوئیں کرتی ہے۔ اگر گھر کی سورتیں چنانی
کے دستے کاڑے ہوں۔ تو وہ سی عمدیں منعدی ہے
سائیں ملے جائے ہیں۔ آئی کو چنانی کے عوض کپاس
میں چکھتے ہے۔ یہ ہاتھ ہے۔ بوٹوں پاپتوں حضر ہوتا
ہے۔ اگر زیادہ سروی ہے پھرست۔ تو ماہ اگن تک
چھتی روٹی میں ہے۔

چنانی کے دست اگر اچھی اچھی کپاس علیحدہ رکھی
جائے۔ اور تا قسم تم کر بدا کر بیا جائے۔ تو
مناسب ہے۔ اس میں کچھ مخت دیا وہ نہیں ہوتی۔
وہ خوب کپاس ہے۔ اس سکے بخوبی اگر اگلی بصل
میں بوٹے چاپیں۔ تو پہنچاوار اچھی دیکھے ہے
جب کپاس میں چنانی ہو جائے۔ تو گھر لے جا کر
سائیں نہ کر کر بیا جائے۔ اس کی احتیاط چلائیں۔
وہوپ، میں مرکز خلکہ شکی جائے۔ اگر وہوپ میں
خلکہ کی جائیگی۔ تو اس کی ملائی اور چک کر
ہو جائیگی۔ اور سبتوہی میں بھی فرق آ جائیں گا
وہیک ہو جانے کے بعد بیٹھے میں بیل کر بخوبی
اور روٹی جدا کر لی جائے۔ بعض بخوبی بھی نجع
ڈالنے میں۔ مگر جن کے گھر میں ہو لیشی ہو۔ وہ
بخوبی نکال کر اپنے مہشی کو کھلاتے ہیں بخوبی
کے کھلانے سے بعد نہیں نالہ مہشی کو فائدہ ہوتا ہے۔

دود بڑھ جاتا ہے ۔ اور مکھن زیادہ نکالتا ہے ۔

سالواں سبق

س

یہ ریشہ دار بودا اس ملک کی پیداوار معلوم ہوتا ہے ۔ اور پہلے سے اس کے بونے کا رواج چلا آتا ہے ۔ یہ ثابت ہو گیا ہے ۔ کہ پہلے یہ جنس خود رو تھی ۔ پہاڑی علاقوں میں بعض بعض جگہ اس کے پودے اب بھی خود رو پائے جاتے ہیں ۔

ویند اردن کے کام کے واسطے نہایت ضروری شے ہے ۔ اس کے رستے رتیاں بنائے جاتے ہیں ۔ جو موشی باندھنے ۔ پانی نکالنے اور تنگ وغیرہ بنانے کے کام آتے ہیں ۔ پہاڑی علاقوں میں تو بجائے سن کے بھنگ کے بودوں کا سن نکال کر کارروائی کر لیتے ہیں ۔ چھ اس ملک میں دو طرح کی سن ہوتی ہے ۔ ایک سن ۔ دوسرے پٹھسن ۔ پٹھلی سن تمام تھیت میں کسی قسم کی ملادٹ کے بغیر بو دیتے ہیں ۔ اور دوسری سلہ درپافت سے معلوم ہوتا ۔ کہ پہلے یہ خود کہ سنی چیزوں کے نام سے پکالا جاتا تھا ۔

لہ پنجاب میں اس سن کو سن گکھا سکتے ہیں ۔

من کر دوسرا جنسوں کے سختیوں کے سناہے کنارے
بستے ہیں۔ اس جنس کی کاشت کے واسطے نشیب دار
زمیں اچھی ہوتی ہے۔ اچھی زمین میں اس کی پیداوار
اچھی نہیں ہوتی۔ سب سے عمدہ اراضی اس جنس کے
بوتنے کے واسطے وہ ہے۔ جو شنگے سے فراستخت ہو
اوہ اور اسکے ریتلی۔ ایسی زمین میں اس کے پودوں
سے من زیادہ لکھیکا اور سعلی کم۔ اس واسطے کے
اس کی سو نیاں ایسی زمین میں باریک ہو جاتی ہیں۔
سخت زمین میں من تھوڑا لختتا ہے۔ اور سنوی موئی
ہو جاتی ہے۔ ایسی بست گمری وہیں بھی شہر جس میں
باقی تھرا رہتے۔ یا وہ زمین جس میں دنیا کے اندازو سے
اچھل کر جدید ملکی پڑھتی ہو۔ ریت والی زمین میں
اُس کی پیداوار اچھی نہیں ہوتی۔ بلکہ ریت اُڑ کر
پودوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔ جبکہ وہ بست چھوٹے
چھوٹے ہوں۔ اس جنس کو ایک ہی زمین میں بونا
مناسب نہیں ہے۔ بلکہ کھیت بدل بدل کر بہت چاہتے۔
اس میں یہ فائدہ ہے کہ جس زمین میں یہ جنس بھی
جاتی ہے۔ اُس کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ اس
کے پتے بھی کھاد کا کام دیتے ہیں۔ اور جڑ میں
بھی جلد گل کر زمین کو طاقت پہنچاتی ہیں ۱
امویسیا کی تاثیر اس میں زیادہ ہوتی ہے۔ جو دوسرا
لہ سعلی کو بیجا میں سو نکیا تھے ۲
لہ نو شادر کی تاثیر کو امویسیا سکھتے ہیں ۳

لہ سعلی کو بیجا میں سو نکیا تھے ۲
لہ نو شادر کی تاثیر کو امویسیا سکھتے ہیں ۳

جس کے پوچھن کے دلستے ہست عجیب ہے +
 دوسرے اگر سن کی بگ سن ہمیشہ بوجا ہاست - تو
 پیداوار اچھی نہیں ہوگی - کیونکہ جس ماقبہ سے یہ
 پوچھا ہر قبضہ ہے - وہ مادہ ہمیشہ سن کے دلستے سے
 کم ہو جائیگا - اس دلستے کے سن کی جھنس دوسری جسں
 کو طاقت دیتی ہیں - ابھی جس کو فائدہ ہمیں دیتیں -
 سن کا فضلہ سن قبول ہے کریں - یہ امر ثابت ہے - کہ
 کوئی ایسے اپنے فضلہ کو پہنچ کریں کہتی - اگر ترکاری
 وغیرہ کے کھیت میں یہ جس بولی جائے - تو اچھی
 پیداوار ہونے کی ایسہ ہے - کیونکہ ترکاری کے بولتے
 سے زمین بولی ہو جاتی ہے - اور گیٹا ہن زیادہ
 رہتا ہے - جو اس جس کو جاہلیہ +

پہاڑی علاقوں میں اس جس کی جگہ بھٹک دستے
 ہیں - عموماً ٹھردوں کے قریب ہست تکاد والی اراضی
 میں بولی چالی ہے - اس کا سن ہست ٹھردوہ - نرم
 اور مضبوط ہوتا ہے - اس کے پوچھنے پر نسبت سن
 کے بست بھے اور موٹ ہو جاتے ہیں - بھٹک کی
 سن کو معمولی سن کے مطابق باقی میں دیا کر اور چند
 روز پانی میں رکھ کر نہیں نکالتے - بلکہ بہ اُس کی
 ڈنڈی کی رنگت شنچے سے بدل جاتی ہے - تو کاٹ
 لیتے ہیں - اور سکھا کر سن نکال لیتے ہیں +
 سن کے بونے کے لئے اچھی گمری نہیں بون جائے -
 تین چار دفعہ ہل چلائے جائیں - اگر رہیں نرم اور

پول پھر - تو اُسی تھر میں جیسا نہ کافی تھی۔ عین زیادہ
رقد مل پھانسے ہو گئے ۔

اس بھس کو اس اندازے سے بُنا چاہئے ۔ کہ تو
بہت بھی ہو وہ نہ ہو گی ۔ اگر بھنی بُنی جائیگی ۔ تو
اُس تھیں ۔ تھیں عامہ ہو گا ۔ کہ پورے پتھرے جائیں
اور کہ زور فرم کاں ہو جائیں ۔

اگر یہ جس بہت بھی بُنی ہائے ۔ تو بُدوں کے
شاخیں پھوٹ بڑتی ہیں ۔ اور جھٹکے طور پر بن جاتا
ہے ۔ پھر پوست راف نہیں آتا ۔ اگر بُدوں کا
درستی قاصدہ ایک ایک گمراہ کا ہو تو بہت اچھا ہے
پڑ سوں کا پورا تو پتھر ہی سے بُری فرم کا ہو تا
بہت ہو تاہم۔ اور نہیں کے گزارے پھر اُس کو بھلنے کا موقع
بہت ہو تاہم۔ اس واسطے اگر وہ بو دیا جائے ۔ تو
بکھر نہیں ۔

اس جس کا بیچ ایک کنال میں میں سکر ڈالا جائے ۔
وہ اچھا ہے ۔ جب برسات میں اسی بارش ہو تو
سماں کے شروع ہیں میں اُس کو بُستے ہیں ۔
اگر پہلی بارش برسات کی جیھٹے کے چینے میں ہو
چاہئے ۔ تو کبھی کبھی جیھٹے کے چینے میں بھی اس
کو بُو دیتے ہیں ۔

بُونے کے بعد ۔ جس تیسرے پوچھے رقد پیدا
ہو جاتی ہے ۔ عام زمیندار اس جس کے کھیت کی
غلائی نہیں کرتے ۔ کیونکہ اس کے پولے بہت نرم ہوتے

ہیں۔ اگر ذرا بھی دب جائیں۔ یا پائیں کے تسلی آ جائیں۔ تو فوراً ٹوٹ جاتے ہیں۔ کاتک کے پینے کے اخیر یا شروع اگھن ہیں اس کے پودے پک جاتے ہیں۔ اور کاث لینے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

اس جنس کے پودوں کے پک جانے کی پہچان ہے۔ کہ پھول مغل سر مر جھا جلتے ہیں۔ لکڑی کا رنگ پچھے سے بدلتا ہے۔ اور جب پچھے دلتے رکھتے ہوں اور پکھ پکتے۔ پھل کے بیچ ہلانے سے چھٹنے لگتے ہیں۔ تو پھر کاث لینے چاہئیں۔

اگر سن کا بیچ اگلے سال کے واسطے مطلوب ہو۔ تو اس کے پودے جن سے بیچ آتا رہا جائے۔ کہت ہیں میں چھوڑ دیئے جائیں۔ جب وہ کھیت میں خشک ہو جائیں۔ تب ان کو کاث لیں۔

سن کے پودے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ن دوسرے مادہ۔ ان کی پہچان یہ ہے۔ کہ نہیں پھول زیادہ آتے ہیں۔ اور پھل کم لگتا ہے۔ اور مادہ میں پھول کم لگتے ہیں۔ اور پھل زیادہ۔

اگر اس کا بیچ رکھا جائے۔ تو فری کی قسم کے پودے کاٹ کر جدا کر لینے مناسب ہیں۔ مادہ کے پودوں کا تھم رکھا جائے۔ بونے کے واسطے مادہ قسم کے پودوں کا تھم اچھا ہوتا ہے۔ یہ بات محنت کرنے اور پہچاننے سے آتی ہے۔ اس واسطے زیندار ایسا

نہیں سکتے ہیں +

بعض زیندار تو اس جنس کے پودوں کو دراثتی سے کاٹ لیتے ہیں - اور بعض جڑوں کے ساتھ نہیں سے اکھڑ لیتے ہیں - دراثتی سے پودوں کا کاٹ لیتا اچھا ہے - ایک تو جھیں نہیں میں رہیں گی - جن سے نہیں میں طاقت آئیں گی - دوسرے سن کے اٹارنے میں آسانی ہوگی +

جب پودے کاٹ لیتے ہیں - تو اندازے کے مطابق پولہ باندھتے ہیں - پھر دو تین دن گزر جانے کے بعد ان پولوں کو پانی میں ڈال دیتے ہیں - اگر ممکن ہو تو رواں پانی میں ان کو رکھا جائے - ایسے طور پر کہ پانی میں تیرتے ہیں - پئنچھے نہیں سے ڈگ جائیں گے اور احتیاط کے ساتھ پانی کے ایسے موقع پر رکھیں - اور اپر کا چھٹکا پھول کر اٹھنے لگے - اور کلڑی علیحدہ ہو جائے - اُس وقت ان کو پانی میں خوب دھو کر نکال لینا چاہئے - اگر ان میں مٹی لگی ہوگی - تو سن کی رنگت خراب ہو جائیں گی - اور کم نرود بھی ہو جائے ایسا سن سنتا بنتا ہے - اور اُس کے رستے مضبوط نہیں ہوتے :

جب پانی سے سن نکال جائے - تو دھوپ میں رکھ کر سکھایا جائے - پھر وہ سن اسی طرح پر فروخت کر دیا جاتا ہے - یارات کے وقت زینداروں کو جب

بڑے سو سو سو کی کامی ملائے شرکت میں عائد فی سوئے۔ تو اسی کو سنبھلیا جائے۔ اسکے لئے ایک بیوی ہے۔ اسی کی تکشیان جملائے کے کامی اور بیوی۔ تو کامی جاڑی کے دنوں میں

۱۵۰ ہی تھیں ایک بیویاں ہے جو کبھی بھی اتنا دہ نہیں
لیکن وہ نہ ہے ایسے چاہیے ہے ۔ اس سے بھی اس
نکالا جاتا ہے ۔ اس پرستے کے بعد موڑ کے والے
کی طرح ہائیکوڈ پڑھا ۔ مگر اس کے برابر سیاہ رنگ
کے نیچے ہوتے ۔ بھوپے رنگ کے ہوتے ہیں ۔
پرلاس کے بھنش، وخت اس کے کھیت میں بھی پیدا
ہو جائیں ۔ اس کے پھولوں کی بھی پکائی میں ۔
جو سڑیں اور کڑیں ۔ اور اس کی گنٹوں کو بھندھی
کوڑی کی طرح پکائی میں ۔ اور نرم پھول کے چھکے
کی ترکاری بھی ہوتے ہیں ۔

آنکھوں سینچنے

١٣٦

اس کا نام کھانے کے کام نہیں آتا۔ مویشی
اس کے پتے کہ نہیں کھاتے،

لند اسی درست که پیش از خس و خست

روپیہ کانے کے لئے یہ جس عمدہ ہے۔ پنجاب میں اکثر ہندو زمیندار اس کی کاشت سے نفرت کرتے ہیں۔ یہ اُن کی اُلٹی بھروسہ ہے۔ اس جس کا مفصل حال معلوم نہیں۔ کہ یہ کس طرح ہے اور کہاں سے اس تک میں لائی تھی یا اسی تک کی پیداوار ہے۔ اس کے دامنے زیادہ پکنی یا سخت میگی کی ضرورت نہیں۔ یہے نرم قسم کی زمین جو شرخ رنگ کی ہے۔ اور اسی میں تھی قدر ریت بھی ملی ہے۔ اچھی ہدیت ہے۔ اس لئے میرا یا جھیل (نونی) کی اراضی میں اچھی ہدیت ہے۔ طائفور زمین یا زیادہ کھاد کی عطاگانہ زمین۔ انہوں زمین بہت ہی ناقص ہے۔ تو بکھوڑی کی کھاد ڈالنے کا نہ ہے۔ سے خالی نہ ہوگی۔ ایسی زمین میں بھی جس کے اوپر ریت ہے۔ اچھی پیداوار ہوگی۔ وجہ یہ ہے۔ کہ اس کے پودوں کی جڑیں بہت لمبی چلی جاتی ہیں۔ اور چچے کی نعل سے ہمرا فارہ ہمیں لیتی ہیں۔ اگر یہ زیادہ طائقتوں زمین میں بولی چاہئے۔ تو اس میں یہ نقص ہوتا ہے۔ کہ پودے بلے ہو کر جھاڑ دار نہیں ہوتے۔ پتے کم لگتے ہیں۔ اچھی قسم کا نیل برآمد نہیں ہوتا۔ ایسی زمین کے نیل کے جس میں دریا کے امداد سے نئی میگی پڑ جاتی ہے۔ پھر اسی میرا یا دور اٹھی زمین کا نیل اپھتا عمدہ اور آبدار ہوتا ہے۔

اس سے بونے کے واسطے جتنی دفعہ زیادہ ہل
چلائے جائیں - اُسی قدر فائدہ ہے +

عام طور پر زمیندار لوگ پچھ سات دفعہ اس کے
بونے کے لئے ہل چلاتے ہیں - آبی اور بارانی اراضی
دونوں میں بولی جاتی ہے۔ اسے بونے کے لئے جاڑے
کے دونوں میں پہاڑی تک ہل چلاتے رہتے ہیں +

ایک سال سے زیادہ پُرانا یعنی عمدہ طور پر پودا
پیدا نہیں ہوتا۔ جن پودوں کا یعنی بونے کے لئے
رکھنا ہو۔ وہ جب خوب پختہ ہو جائیں۔ تو کامنے
چاہئیں۔ تاکہ یعنی پوری بسروش پا جائے۔ سکھان
رہے۔ اور پھلیوں سے نہ نکالنا چاہئے۔ اگر
پھلیوں میں رکھا جائے۔ تو عمدہ ہے +

اس کی بھی احتیاط چاہئے۔ کہ اس کو کسی طرح
سیل نہ چڑھ جائے۔ اور زیادہ دھوپ میں بھی نہ
رکھا جائے۔ کسی کھلے ہو ادارہ سکان میں رکھنا اچھا
ہے۔ جو یعنی زردی مائل رنگ کا ہو۔ وہ اچھی قسم
کا ہوتا ہے۔ اور بزری مائل متوسط قسم کا۔ اور
جس کا شرخ رنگ ہو۔ وہ بہت ناقص ہے +

اس کے بولنے کے وقت بہت گمراہی نہ چلائیں۔
صرف چار پانچ میل گمراہ ہو۔ اس سے زیادہ غدرے
ہل چلائے جائیں۔ تو یعنی بہت سچے چلا جائیں۔
اور پھر پیدا نہیں ہوگا +

اس کا یعنی ایک گھنائوں میں تین پاؤ سے ایک

سہر بک ڈالا جاتا ہے۔ اور چوڑک باریک ہوتا ہے۔
بونے کے وقت اس کے ساتھ باریک مٹی یا رسیت
ملا لیتے ہیں۔ اس لئے کہ لاک ہی بگہ زیادہ ن
پڑ جائے پ

بونے کے وقت اراضی میں کسی قدر طربوت ہوئی
چاہیے۔ اگر زمین خشک ہوگی۔ تو نیچ پیدا نہیں ہوگا۔
اس کے پودوں کا عدمیانی فاصلہ ایک ایک ہاتھ یا
کم سے کم ایک ایک فٹ کا ہوتا چاہیے۔ گھنی بونے
میں چ نہ صن ہوتا ہے۔ کہ پودے ٹھیک ہو جائیے ہیں۔
بھرپور دار کم ہوتے ہیں۔ اور پھسلتے نہیں۔ پسے کم
پیدا ہوتے ہیں۔ پنجے کے پنجے محل کرنے ہو جاتے
ہیں۔ اور پھر گر پڑتے ہیں۔ اس لام کے زینداروں
کی عادت ہے۔ کہ اس جنس کو گھننا ہوتے ہیں۔
مگر بونے کا اچھا طریق یہ ہے۔ کہ اس کے ساتھ
ارہر یا گونی اور جنس بونے جائے۔ اس میں دو
فائدے ہونے۔ ایک تو دو جنسوں کے پودے دور
دور رہیں۔ دوسرے اگر ایک جنس پیدا نہ ہو۔
تو دوسری پیدا ہو جائیگی۔ اس طریق کے بونے میں
محنت خالی نہ ہوگی۔ جیسا کہ نیل کے بونے میں
بعض وقت ہچوا کرتا ہے۔ نیل کے بونے کا وات
دوسری چیت سے دسویں بیساکھ تک اچھا ہے۔ مگر
بلاتی زمین میں اس کے بونے کا وقت وہ ہے۔
کہ جب بارش ہو۔ اگر بھاگ نیٹ کے اخیر کسی وقت

بُر بارش ہو جائے۔ تو اُس وقت بھی اُس کو
بُو دیا کرتے ہیں ۴

اس کے پودے چار پانچ دن میں زینے سے نکل
آتے ہیں۔ اور جب چار پتے نکل آتے ہیں۔ تو ایک
کیرڑا پیدا ہو جاتا ہے۔ جو مثل یہی کے ہوتا ہے۔
وہ اُس کو بہت نقصان پہنچاتا ہے۔ اور پر سے
پتے نکھا جاتا ہے۔ اور یو دا ضائع ہو جاتا ہے ۵

جب پودا چار انگل کا ہو جاتا ہے۔ تو ایک قسم
کارڈٹا یا بھونڈی بھوڑے رنگت کی اُس کو نقصان
پہنچاتی ہے۔ جب کبھی آندھی چلتی ہے۔ تو بھوڑے
چھوٹے پودے ریت میں دب جاتے ہیں ۶

آندھی کے سوا باقی کیرڑوں کا علاج ہے ہے۔ کہ
پشاوے سے جہاں نوشادر پیدا ہوتی ہے۔ راکھ یک
پتوں پر چھڑکیں۔ اُس راکھ میں امویں یعنی نوشادر
کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ راکھ کے ذریعے پودے
بیرونیں پائیں۔ اور کیرڑوں کے لئے وہ راکھ زبر
ہے۔ دوسرا فائدہ راکھ ڈالنے کا ہے ہو گا۔ کہ جب
راکھ کے باریک اجزا پتوں پر پڑ گئے۔ پھر انہر
کیرڑے پتوں کو کاٹیں۔ تو اُن کے منہ میں راکھ
لے لیں۔ اور دامت خراب ہو جائیں۔ اور پتوں کو
کتر دیکھئے ۷

جب نیل کے پودے دو اگست سے چار اگست
تک اپنے ہو جائیں۔ تو ایک نلائی دی جائے۔ اس

نلائی میں احتیاط ضرور ہے۔ کیونکہ اُس وقت پودے
نرم اور چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ اُن کو بچا کر
نلائی کرنی چاہئے۔ پھر جب پودے ایک ایک ٹھانہ
کے ہو جائیں۔ تو ایک نلائی اور دینی چاہئے۔ بعض
زیندار اس موقع پر نیل کے کھیت میں ہل پھر
دیتے ہیں۔ جو نلائی سے بھی زیادہ مفید ہے۔
پھر کسی نلائی کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ اور د
کسی قسم کی حفاظت کی جاتی ہے۔ کیونکہ مویشی
تو اسے کھاتے ہی نہیں۔ اور جنگلی جاگر سوڑ وغیرہ
بھی اس کو نقصان نہیں پہنچاتے +

اس کی فصل کے واسطے زیادہ بارش کی ضرورت
نہیں ہے۔ اور زیادہ خشک سالی کی۔ اگر اوسط
درجے کی برسات ہو۔ یا متوسط درجے کا پانی ریا جائے۔
تو فائدہ ہے۔ زیادہ بارش سے اس کی فصل گل جاتی
ہے۔ اور پانی اچھا نہ ملنے سے بھی اس کی فصل
خشک ہو جاتی ہے +

بھادوں کے قینے کے شروع میں اس کی فصل
کی نلائی شروع ہو جاتی ہے۔ جب پودوں میں
پھول آکر پھلی لگ جائے۔ مگر پھلی میں اب تک
دانہ نہ پڑے۔ تو اس کی فصل کاٹ لی جائے۔ اس
موقع پر کاٹ لینے سے نیل زیادہ نکلے گا۔ اگر اس
موقع سے چند رفتہ آگے پچھے کاٹ جائیں۔ تو پھر
اس کی فصل میں نیل کم پڑے گا۔ یہاں تک کہ اس

وہ فتح کے عزیز ہانے پر اگر فصل کا ٹیکا ہے۔ تو
بھی وقت نصف تک پیداوار رہ جاتی ہے +
سے پھاگن میں بوتے ہیں۔ اس میں نامہ یہ
ہے۔ کہ ایک دفعہ تو ساون کے جیہے میں اس کی
فصل تیار ہو جاتی ہے۔ اور دوسری دفعہ گنوار کے
جیہے کے اختیار میں۔ دوسری دفعہ کا نیل معمولی
اندازے سے کسی قدر کم نکلیگا۔ مگر بہت عمدہ

قسم کا ہوتا ہے +
اچھے بڑے نیل کی بچان یہ ہے۔ کہ اگر ڈیلیاں
اندر سے بیگوں نکلیں۔ تو ناقص ہے۔ اگر عری
لائق بیلی رنگت ہو۔ تو اچھا ہے +
نیل کے نکالنے کے واسطے دو چہ بچے بنائے جاتے
ہیں۔ ان میں سے ایک اونچا ہوتا ہے۔ دوسرا بچا
اور ایسی ترکیب سے بنائے جاتے ہیں۔ کہ اوپر
کے چہ بچے کا جب پانی چھوڑا جائے۔ تو دوسرے
میں بنا پڑے۔ معمولی چہ بچوں کا یہ اندازہ ہے۔ کہ
اوپر چہ بچے کا قطر آٹھ یا نو فٹ اور دوسرے
کا بچہ یا سات فٹ۔ اونچا۔ چہ بچے دوسرے کی نسبت
گھبرا زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں نیل کی لاوے کے
نکتے بانے جاتے ہیں۔ اور پانی سے بھی بھرا جاتا
ہے۔ اور دوسرے میں صرف اوپر کے چہ بچے کا

لہ نیل کی کاٹیاں اور پھل کے مجموعے کو لادا کتے ہیں +

پانی آتا چھے +
 چھے پنچھے اس طرح بنانے چاہئیں۔ کہ پہلے چھے پنچھے کا
 کی سطح دوسرے سے اس قدر اوپری ہو۔ کہ پہلے کا
 پانی موری سے تکل کر دوسرے کی سطح زین سے اس قدر اوپری
 اور دوسرے کے چھے پنچھے کی سطح زین سے اس قدر اوپری
 ہو۔ کہ اس کا پانی بدر رو میں ہو کر باہر چلا جائے ہے
 شام کے وقت نیل کے پودوں کو کاش کر ایک
 ایک من چھتے کے گھٹے باندھتے ہیں۔ اور بڑے چھپنچھے
 میں ڈال دیتے ہیں۔ اگرچہ بچوں خالی نہ ہو۔ تو بچوں
 کو کھول کر نیل کا لاوا باہر کھیت میں بنا دینا چاہئے۔
 بچہ صبح کو چھے پنچھے میں ڈال دیا جائے۔ تو اچھا ہے۔
 اگر کچھ بندھے ہوئے رکھے جائیں۔ تو نیل کا لاوا
 خراب ہو جائیگا۔ بہتر ہے۔ کہ بچہ صبح کے وقت
 نیل کا لاوا کاٹا جائے۔ تو اُسی وقت چھے پنچھے میں
 ڈال دیا جائے +
 نیل کے لاوے کو چھے پنچھے میں ڈالنے کا یہ طریقہ
 ہے۔ اول نیل کے لاوے کے گھٹے کھولیں اور چھپنچھے
 میں ڈال کر لاوے کو اچھی طرح دیاں۔ کہ اس
 پر اس قدر پانی دیا جائے۔ کہ ایک ایک آنکھ پانی
 لاوے کے اوپر کھلا ہو جائے۔ بچہ اس پر بھاری پتھر
 یا کھنکلہ یعنی لکھور رکھ دی جائیں۔ جس کے بوکھاں
 لئے پڑاوے میں بہت ایٹھیں وغیرہ مل کر ایک بڑا اٹھیلا
 بن جاتا ہے۔ اس کو کھنکلہ یا لکھور سنتے ہیں +

سے لاوا دھا رہتے ۔ اگر پتھر وغیرہ دستیاب نہ ہوں ۔
تو بھاری لکڑی اُس پر رکھ دی جائے ۔ سمجھی سمجھی
لکڑی سے دبائے میں ۰ نقش پیدا ہو جاتا ہے ۔ کہ جو
پانی چہ پتھے میں نیل کے لاوے پر ڈالا جاتا ہے ۔
یہ لکڑی کو اچھا لیتا ہے ۔ پتھر اور لکڑے سے دبائے
سے یہ نقش پیدا نہیں ہوتا ۰

جب چہ پتھے میں پانی ڈالا جائے ۔ اس سے پہلے
چہ پتھے کی موری ہو پانی کے نکاس کے واسطے رکھتی
ہے ۔ بھل یا کچڑے سے بند کر دی جائے ۔ موری
اچھی طرح پر اندھے سے بند کی جائے ۔ اور اچھی سی
سے اوپر سے یہ پ دی جائے ۔ ایسا نہ ہو ۔ کہ چہ پتھے
کا پانی متعدد وقت سے پہلے نکل جائے ۰

دس بارہ گھنٹے ایک دفعہ چہ پتھے میں ڈالے جائیں ۔
از مناب ہے ۔ اس سے زیادہ نہیں ۔ کیونکہ زیادہ
لاوا ایک آدمی سے اچھی طرح بلویا نہیں جاتا ۔ اس
کا نتیجہ یہ ہو گا ۔ کہ نیل اچھا نہیں پڑیگا ۔ بلکہ نیل
کے بگڑ جانے کا خوف ہو گا ۰

پہلے چہ پتھے میں آٹھ پر تک نیل کا لاوا پڑا
رہتا ہے ۔ آٹھ پر کے غزرنے پر لکڑی یا کسی اور
چیز سے چہ پتھے کی معدی کھوول دی جاتی ہے ۔
اُس موری کے راستے اُس چہ پتھے کا پانی دوسرے
میں چلا جاتا ہے ۔ پہلے میں صرف سڑی ہوتی نیل
کی لکڑیاں اندھے باقی رہ جاتے ایں ۔ جو اُس وقت

باہر نکال کر پھینک دیتے ہیں۔ پھر بدستور سابق
چہ بچتے میں لاوا ڈال کر پانی سے بھر دیتے ہیں۔
جب تک کہ سل نیل ایسی طرح پر فکل نہ جائے۔
یہی سندھ چاری رہتا ہے ۷

دوسرے چہ بچتے میں جو نیل آمیز پانی ہوتا ہے۔
اُس میں ایک آدمی داخل ہو جاتا ہے۔ اور آہستہ
آہستہ اپنے ہاتھوں سے پانی کو بلوتا ہے۔ اور راہ
اُدھر ہلاتا ہے۔ اُس بلاتے سے اس پر بہت سی
جھاگ پیدا ہو جاتی ہے۔ جو بزرگ کی ہوتی ہے۔
پھر وہ جھاگ سفید رنگ کی ہو کر بالکل بیٹھ جاتی
ہے۔ اور پانی کی رنگت نیلی چمک دار کبوتر کی گردان
کے رنگ کی طرح ہو جاتی ہے ۷

جب جھاگ بیٹھ چائے۔ تو پانی کو زور زد سے
ہلایا ہاتا ہے۔ تاکہ نیل جندہ تیاری پر آجائے۔ اور
پھر پانی اٹھا کر دیکھیں۔ کہ نیل پانی سے جدا ہو
سکتا ہے یا نہیں۔ جب نیل کے ریزے پانی سے جدا
ہو جاتیں۔ اور دکھائی دیتے لگیں۔ تو دھاک ہاگوند
تی رہیں من لاوے پر ایک سیر پختہ ڈالا جائے۔ یہ
گونہ پھلے پانی میں جوش سر بیا جائے۔ اس طرح پر
کہ چار سیر کے قریب پانی اور ایک سیر گوند کسی
بہتیں میں ڈال کر اس کو آگ پر رکھ دیتے ہیں۔
جبکہ تین سیر پانی رہ جائے۔ تو اُس کو آگ پر سے
اٹھا کر سرد کرتے ہیں۔ پھر اُس کو نیل میں ملا دیتے

میں۔ جب گوند ڈالی گئی۔ تو جو آدمی چہ نیچے میں ہوتا ہے۔ وہ تھوڑا سا اور بلوتا ہے۔ کر نیل میں گوند اچھی طرح مل ہائے۔ پھر باہر نکل آتا ہے۔ جب ریک کی پر نیل بیٹھ جائے۔ اور پانی صاف تھا آئے۔ تو آہتھ سے چہ نیچے کی موری پانی کے نکل جائے کے بیٹھ کھول دی جائے۔ جب پانی نکل جائے تو نیل نہیں کی تھے۔ تو نیل کو چہ نیچے سے نکل کر اس ترکیب سے کٹرے پر ڈالتے ہیں۔ کہ چہ نیچے کے نزدیک پھٹے سے ایک بھی سیاری بھی ہوئی ہوئی چھپے۔ اُس کے چاروں طرف چھوٹی چھوٹی میٹیں بنائی جاتی ہیں۔ اس سیاری کے درمیان نلاٹی کر کر نہیں پہلی اور نرم کر دیتے ہیں۔ اس سیاری پر دو سوچ یا تھیس پا کسی اور موٹے کٹرے کی چادر پانی میں بھگو کر بچھا دیتے ہیں۔ اور بعض توں اس کٹرے کے نیچے کی تھیں کہ نیل کے راکھ بھی بچھا دیتے ہیں۔ اس لئے کہ نیل کے اجرا باہر نہ نکل جائیں۔ جو سوراخ وغیرہ اس کٹرے میں ہوں۔ وہ اُس راکھ سے بند ہو جائیں۔ پھر نیل کو کسی ہیالے وغیرہ کے ساتھ چہ نیچے سے نکال کر رہے کی مولی چھانٹی سے چھان کر اُس کٹرے پر ڈالتے ہاتے ہیں۔ چھانٹی سے چھلنے کی لئے تھیں ایک موٹی قسم کا کپڑا پرائی روئی سے بنانا جاتا

وہ یہ ہے۔ کہ اگر کوئی لکڑی یا سنکر یا پتھر وغیرہ کے
رینے سے نیل میں ہوں۔ تو وہ نکل جائیں ۷
جب نیل کسی قدر خشک ہو جائے۔ اور پانی جو
نیل کے اندر باقی ہے۔ وہ سیاری میں جذب ہو جائے۔
تو نیل کو وہاں سے اٹھا کر چھوٹی چھوٹی گھٹکاں
بنائیں اور دھوپ میں سکھائیں۔ سکھانے کے
بعد احتیاط سے رکھیں۔ یا فروخت کر دیں ۸
بعض لوگ نیل میں باریک راکھ ملا دیتے ہیں۔
اُس سے وہ ناقص ہو جاتا ہے۔ صرف کچھ نیل کے
بنانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ سوداگر لوگ جو دوسری
ترکیب سے اُس کو پھر صاف کرتے ہیں۔ وہ
زراحت کے متعلق نہیں ہے۔ اس واسطے اُس کا
ذکر نہیں کیا گیا ۹

لواں سبیق

گیہوں

یہ جنس تمام دنیا میں مشہور ہے۔ سکتے ہیں۔
کہ آدم ۱۰ اور خواگیہوں کھانے کے بدالے بھی بہشت
سے نکالے گئے تھے۔ اس امر کے لکھنے سے مراد ۱۱
ہے۔ کہ زمانے کے شروع اور انسان کی خلقت کے
ابتداء میں بھی اس جنس کو سب جانتے تھے۔ اور

اُسی وقت سے اُس کا یونا ہوتا شروع ہے +
 یہ جنس ہندوستان اور پنجاب سے یورپ اور ایشیا
 کے اور نکلوں میں جاتی ہے - ہندوستان کی دولت اس
 جنس کی ہنگامت سے باہر نہیں جائے پائی - اس ملک
 میں ساری جنسوں سے اس جنس کی زیادہ کاشت ہوتی ہے +
 یہ ایسی جنس ہے - کہ ہر قسم کی زین میں کھوڑی

بہت پیدا ہو جاتی ہے +
 سب سے اچھی مٹی پکنی اور سیاہ رنگ کی جس
 میں کھوڑا مگلاپن ہو - اس جنس کے بونے کے
 داسٹے عمدہ ہوتی ہے +

یہ جنس دوسری جنسوں کی طرح زیادہ پانی کی
 بھی ضرورت نہیں رکھتی - اگر مناسب موقع پر دو
 تین دفعہ پارش ہو جائے - تو اس کی نصل کے
 واسطے کافی ہے +

اس کے بونے کے واسطے اچھے گرے ہل چلا کر
 زین جوتی چاہئے - ڈھنے توڑ کر سوٹا گے سے باریک
 اور صفا کریں - پھر لٹک زین میں ہل چلاشیں -
 اور پھر کھوڑا عرصہ پڑی رہنے دیں - پھر دنما فوتا
 ہل چلا کر مٹی باریک اور پولی کر کتے رہیں - اور
 لحاظ رکھیں - کہ اُس میں گھاس وغیرہ بڑا ہو جائے -
 اگر دس بارہ دفعہ ہل جوتے جائیں - تو اچھا ہے -
 زیادہ پاکم جوتا زین کی حیثیت اور قسم پر منحصر
 لٹک زین میں ہل چلانے کو پنجاب میں کر ساہ سکتے ہیں +

پھے۔ بھٹکی لوگ ایک دنکھ ہیں پھٹا کر ہی لو دیتے ہیں۔ مگر ایسی فصل سے پہنچاوار ناکھن ہوتی بھے جو زمین ناقص قسم کی یا ریتھے ہائی ہو۔ اس میں ریاودہ ہل بوتنا فائروہ نہیں دیکھا۔ الجھنہ جس شد رہیں سخت ہو۔ اگر اسی تقدیر ریاودہ بونی چاہئے اور سہاگر پھیر کر منٹی باریکہ کرنے ہو سکتے۔ تو اچھا ہے۔

بنجاپ میں اس کی نسبت ایک کھادت شور ہے جو باراں سیواں یا چیکے دیکھ کر ہاڑت ہوں جوں پھر ہمچوں کھنکھ کوں توں گول ڈیکھتے۔ عواد ہے یعنی بارے دنہے ہل چلا کر گھبھوں رہا۔ اور پھر اس کی پیداوار دیکھو۔ کیسی پوری بنت۔ جوں جوں گھبھوں کے کھیت ہیں ریاودہ دنہے ہل چلانے کے لیے ہیں۔ یہوں ریاودہ لفڑی اور مزیدار ہو سکتے۔

مگر زمین خلائی ہے۔ تو سرما کے جو سکم ہیں ڈانگھے اپھاں کے دنوں میں اس سے کے بولے کے ناسٹے مل جوتے ہائیں۔ پھر اس اسٹھ کے یعنی میں برسات سے پہلے رجس کو ریتھدار کھو ساہ کا موسم لکھتے ہیں۔ چند ہل ہل چلا گیں۔ پھر بھنڈاڑی اور سخوار کے جھینیوں میں جو اس جس سے بولے کا موقع ہے۔ ہل چلا کر اور سوہاگر پھیر کر زمین کو درست اور سخوار بنائیں۔

بنجاپ میں اس بارے ہے میں بھجو، ایک شل مشور

ہے۔ ٹھوڑے سیال سونا ہاتھ ردو پا ساون سالوں میں۔
بھادوں بہ نگہی نہ تھا ویں + یعنی مرسا کی ٹلبہ رانی
سوئے کے برابر ہے۔ اور اس اسٹھر کی چاندی کے برابر۔
ساون کے نینہ میں چلا کر گیوں بوئے سے نہ لفڑ نہ
نقصان۔ بھادوں میں ہل چلا کر وہ لوگ کامٹا کرتے
ہیں۔ جن کا کوئی ٹھکانا نہ ہو +

ایک اور مثل بھی اس بارے میں مشور ہے۔
ہاتھ سونا ساون ردو پا بھادوں کیوں بچا۔ یعنی اس اسٹھر
میں سونا۔ ساون میں چاندی کے برابر بھادوں میں
ہل چلا کر کیوں خراب اور تنگ ہو +
اس کے کھیتوں میں ٹھوڑی کھاد ڈالنی اچھی
ہے۔ تی اور تباکو کی طرح زیادہ کھاد کی ضرورت
نہیں۔ کیونکہ یہ جنس زیارہ رقبے میں بوئی جاتی
ہے۔ اس قدر کھاد بھی نہیں بن ستی۔ جو تمام
رقبے میں ڈالی جائے۔ اگر ایسا کیا جائے کہ پہلے
کھیت میں کھاد ڈال کر ایکھ یعنی تکاد بوئی جائے۔
پھر ایکھ کاٹ کر گیوں بوئے جائیں۔ تو پیداوار
بہت اچھی ہوتی ہے۔ ایک سنال میں بارہ من تک
کھاد ڈالی جائے۔ تو مفید ہے۔ اس جنس کی بہت سی
قسمیں ہیں۔ سرخ۔ سپید۔ چڑھ۔ داؤد خانی۔ غیرہ +
پنجاب میں اس کی ساری قسمیں معلوم نہیں ہیں۔
گر عالم طور پر یہ قسمیں مشور ہیں +
اول داؤد خانی یا چڑھ کھکا۔ یہ گیوں اچھی

قسم کے ہیں۔ اس کا داش سپید رنگ اور چھٹکا نام ہوتا ہے۔ اس دا سطھ اس میں سے میسہ زیادہ نکتا ہے۔ اور وہ بھی عدہ بیش ہے۔ اگر اس کی مٹھائی یا حوا وغیرہ بنایا جائے۔ تو گھر کم خرچ ہوتا ہے مطلوبی اس قسم کے گیوں کے میدے کا زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ امرف دافوں کی چیزیں رنگ سے اس کی پوچان ہے۔ جب اس کی قصل کھڑی ہو۔ تو اس کے خواشے بھی ہے لہت دوسری قسم کی گیوں کے سپید ہوتے ہیں ۴

دوہم۔ سکنکو خید یا چٹا لکنک یا بھی سپید قسم کے گیوں ہیں۔ مگر داؤد خانی کے برابر سپید نہیں ہوتی۔ اس کے خوشوں میں تورٹہ نہیں ہوتے۔ اس لئے اس گیوں کو سندھری لکنک۔ یا سندھوں بھی کہتے ہیں۔ اس قسم کے گیوں ایسے علاقے میں ہوتے جو ایسے جہاں سور وغیرہ جانوروں سے نقصان ہے پہنچے۔ ناقص قسم کی زینتوں میں اس کی پیداوار اچھی نہیں ہوتی۔ اس جنس کو پہنچنے اچھی قسم کی زمین میں لکھاد وال کر بونا چاہئے ۵

سوم۔ وال سکنکو یا مندھوں یا مندری لکنک۔ یہ گیوں بھی اسی قسم کے ہیں۔ جیسے کہ دوسری قسم کے گیوں۔ سرف ایسا فرق ہے۔ کہ اگر یہ جنس سرش رنگ کی زمین یا اُس زمین میں ہو دریا کے اچھاں لہ پنجاب میں ان خوشوں کی تو۔ وہ کو سارے کہتے ہیں ۶

سے جدید پڑھا۔ یونیٹی جانشی۔ اور پہلے سال ہی پہلے
لکھو سے لال رنگت کی ہو جاتی ہے۔ اگر پہلے قسم کی
زین چونہ متی والی یا پتھر والی ہے، بھی ہا۔ تو بستوں
پہلے رہتی ہے۔ لال لکھو کا شکم ہو تا قص زین لال
رنگت والی ہی پہلا ہو اس کو اگر پہلے قسم کی
زین یہیں ہو یا جائے۔ تو چوتھا سال میں رنگت پہلے
ہو جائیگی۔ اس تہذیبی رنگت کی تاثیر بہو سے و چھکے
میں بہت دلوں تک رہتی ہے۔ یہی باعث ہے کہ
بعض وقت لال گیوں میں دھولا بہو سے و چھکا اور
پہلے گیوں میں لال بہو سے اور چھکا ہوتا ہے ۴
چھار م دھموري لکھ کا بھوڑن۔ یہ شرخ رنگت
کے گیوں ہیں۔ جب اس کی خرید کھڑی ہوتی ہے۔
اور اس میں خوشی آ جاتے ہیں۔ تو پہچان ہے ہے۔ کہ
اس کے خوشیوں کے قریب کی طرح زیادہ پہلے ہوئے
ہوتے ہیں۔ اور رنگت شرخی نہ ہوتی ہے۔ اس کی
تلی دوسری قسم کی گیوں سے مضبوط اور مولی ہوتی
ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کھادر کے علاقے میں اس
قسم کو زیادہ ہونے لگے ہیں۔ اس داسٹے کہ جب
چیز کے جیسے میں مخالف ہو چلتی ہے۔ تو جو
گیوں نرم اور پولی زین میں ہوئے جاتے ہیں۔
اُن کو نقصان پہنچتا ہے۔ کھادر کے علاقے کی زین
زیادہ دریا کے اچھال سے نرم اور پولی ہو جاتی ہے۔
لہ پنجاب میں ایسی یا مخالف کو جھولا یا جھکڑ کئے ہیں ۴

آخر دلیل نہیں ہیں یہ جنس ہوئے جائے ۔ تو اُس کو ہوا زیادہ تقسیم، نہیں پہنچاتی ۔ وجہ اس کی یہ ہے۔ کہ تم اور پولی نہیں تھے اس قسم کے گیوں کی خوبی کی جھٹیں زیادہ سفید طیاری ہوتی ہیں ۔ اور انی میں کا تھی قسم سے برابر گیوں نہیں ہوتے ۔

میں کا تھی قسم سے برابر گیوں کا داد پہنچتے ہیں اکاڈمی پمن یا ڈاگر ۔ اس گیوں کا داد پڑا لیتا ہو تاہم ۔ اور تھی مولیٰ اور بھی ہوتی ہے۔ یارانی قسم کی نہیں میں عموماً اس کی کاشت نہیں ہوتی ۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس کی کمیت ہر اور تلاذہ شب رہتا ہے کہ پانی زیادہ دیا جائے ۔ پسادا وار بھی اسی طرح زیادہ بھی ۔ ورنہ اپنی نہیں ہوتی۔ چھوٹے اور تاقص دانے پسادا ہو جاتے ہیں۔ ایک دانے سے ایک پورا پسادا ہوتا ہے۔ اور وہ بھی جھٹٹ نہیں پاندھتا۔ اگر یہ جنس آپی دچاہی گسول کی اراضی میں کھاد ڈال کر ہوئے جائے۔ تو داد مولٹا پورش یافتہ پسادا ہوتا ہے۔ اس کا بھروسہ سخت ہوتا ہے۔

مولیشی اپنی طرح نہیں کھاتے ہیں ۔

شش قسم کا ایسی سنک۔ یہ عام قسم کے سچے گیوں میں ہوئے جاتے تو اس۔ ہر کثرت کے ساتھ پنجاب میں بھی ہوئے جاتے تو اس۔ اس قسم کی نہیں کے حال کے موافق اور ہر حکم کی

اہب دہوا کے سطاقتی لکھوڑی بہت اس کی پہنچاوار
تہ جاتی ہے +

اس بخش کا بع ایک کنال میں دو سیر ڈالتے ہیں۔

مگر بعض عنقوں میں اس سے بھی نیکا بیج ڈالا جاتا ہے۔ اگر ڈیرے جو سیر فی کنال ڈالا جاتا ہے تو اپنے ہے۔

کیونکہ اس سے پودھے ذرا قلائل ہے تو اپنے اور اپنے بھیلیکے۔ جس سے یہ اور زیادہ بیگی +

بیج کو زیادہ اور کم ڈالنا موسم کے حالات اور زمین کی چیزیں پر مشتمل ہے۔ زمین کی اونچائی

ونچائی سے بھی اس کا تعلق ہے +

اگر غشک سالی ہے تو بیج پر سے بونے سے کم پڑیگا۔ اور تر موسم میں زیادہ۔ کیونکہ غشک موسم میں ہل کی آڑیں یا کوٹیں دور دور ہو جاتی ہیں۔ اور تر موسم میں قریب قریب رہتی ہیں۔ اس دانستہ اس کو نزدیک نزدیک پیدا کیا جاتا ہے۔ کہ اس سے پیداوار اچھی ہو جائے۔ اگر زمین چھنی ہو تو بیج زیادہ پڑیگا۔ چھنی مٹی کی زمین میں اگر بیج نایک کے پڑیں یوں جائے۔ تو زیادہ پڑیگا۔ اس دانستہ کہ اسی زمین میں پتوں کی آڑیں اور کوٹیں نزدیک نزدیک ہوتی ہیں۔ فراخ نہیں ہوتیں۔ جو زمین طاقت در ہوتی ہیں اور اس سیں فصل دیر سے یوں جائے۔ تو بھی تخم زیادہ ڈالا جاتا ہے۔ دیر سے بونے کی وجہ سے ایک دانے سے زیادہ پودے نہیں ہوتے ہیں۔ اگر بیتا

والي قسم کی زیمن ہے۔ تو جتنا کے وقت ہوں کی کوئی نہیں
دور دور ہوتی ہیں۔ اس واسطے اس میں ختم کم ڈالا
چاہیگا۔ خلک سال کے ایام میں ہل کی جاتی ہر اخ
ہوتی ہے۔ اور طراوت کے وقت ایسی نہیں ہوتی۔
بعض زیندار خلک سال میں جان بیج کر محوال سے
زیادہ بیج ڈالتے ہیں۔ اس خیال سے کہ خشکی کے
سبب کمی ایک دانے پیدا نہیں ہوگے۔ اور طراوت
کے موسم میں زیندار ہوتی ہے۔ کہ ہر ایک داد پیدا
ہو جائیگا۔ ایسے موسم میں ہل کی کونٹھی بھی جوڑتی
نہیں ہوتیں۔ ہل کے دونو طرف کوئی کمی نہیں
کر کوئی نہیں گرتی۔ اسی طرح پر جو زین
اویجی پہنچی ہوگی۔ اس میں بیج زیادہ پڑیگا۔ اور برابر
اور ہمارا زمین میں تھوڑا ڈالا جائیگا۔
چنان دیکھ۔ یا دیگر اقسام کے کھڑے شخم کا نقصان
کرتے ہوں یا اُن کا خوف ہو تو بھی زیادہ بیج ڈالا
جاتا ہے۔ اس سے کچھ دانے کھڑے کھا جائیں۔
باقی پیدا ہو جائیگے۔ جب یہ جیس معمولی وقت کے بعد
دردار سے بونی گئے۔ تو بھی بیج زیادہ ڈالتے ہیں۔
کیونکہ ایسی حالت میں اس کے پودے زیادہ بچھنڈ نہیں
باندھتے۔ اس واسطے نزدیک نزدیک ہونے چاہیں۔
اس کا بیج تین طرح پر پوستہ ہیں۔ یا تو مٹھیوں میں
بھر کر پکھر دیتے ہیں۔ یا مالی کے ساتھ یا مالٹھ
میں سچھی بھر کر ہل کی آڑ کے پیچھے پیچھے ایک ایک

نداشت چاہئے جو اس کے طبق - نداشت کے طبق - اس کو نیاد
روتے رہیں - کرم بھروسی میں سمجھتے ہیں کہ اسکے موسم اس
جس کے بوجھ کا کامک کے شروع سے دسھیں یا
پندرہ ہوں کامک ہجے ہے - مگر پہاڑی علاقوں میں جوں
اپنی جگہ تکرا برٹ پڑنے کا خوف ہو - کہیں ایں ان
سے بھی آتے ہو دیتے ہیں - اور ہنوز بست ایجھے
پہاڑوں کے علاقوں میں جب برٹ پکل جاتی ہے -
تو بیساکھ کے ہیئت میں بھی ہو دیتے ہیں - مگر باست
کم - کیونکہ ہر سات میں اُس کی پیداوار میں نقصان
آتا ہے - نام طور پر زیندار پندرہ پہاڑوں کے پندرہ
اسوچ تک اس کی کاشت کر دیتے ہیں - اگر اس
کے ساتھ پھنے ملا کرہ ہوئیں - تو آخر سوار اور ملروع
کامک اچھا وقت ہے - اگر جو کے ساتھ ملا کرہ ہوئی
چاٹے - تو اُس سے پھٹے ہونے چاہیں - جو آپاں
اراضیات ہیں - ان میں اگر ان کے ہیئت میں بھی ہو
دیتے ہیں - پانی کی طاقت کے اُس میں پیداوار
ہو جاتی ہے - بولنے کے وقت کھیت میں بھر طراوت
ضرور ہوں چاہئے - درد نیچ چیدا نہیں ہوگا - اگر
نشک موسم ہو - تو بعض زیندار پہنے نیچ کو پانی
میں نکھڑا عرصہ بھگو کرہ اور پھر صاف کر کے
جوتے ہیں - اس سے بھی کسی قدر طراوت ہو جاتی
ہے - اور فائدہ ہوتا ہے - پائچ یا چھوٹی
لہ اس نال کو پنجاب میں اور لہ پور سنتے ہیں ۰

لکھ آتی ہے۔ بخششیکہ کمپت میں طراحت اور موسم
موافق ہال ہو۔ اگر عقق سالی با سروی کا موسم
ہے۔ تو اس سے بھی زیادہ رس کے بعد پیدا ہوتے
ہیں۔ اور اگر موسم خوب ہے۔ تو اس سے بھی پیدا
ہوں۔ بعض سماں میں اس کے کمپت کی نتائی نہیں کی
جاتی۔ مگر جہاں زیاد کم ہے۔ اور زمین کی قدر ہے۔
وہاں ایک دو دن تناول کر دیتے ہیں۔ پھر اس کے
بعد سوا کے عمومی حفاظت کے اور کچھ کام کرنا نہیں
پڑتا۔ یہ کھاد میں زیادہ بولی جاتی ہے۔ اور
وہاں اس کی نتائی بھی نہیں ہوتی۔ اگر اس کا
ذخیرہ لگایا جائے۔ تو ایک جگہ سے یہ کھاڑ کر دوسرو
چکے بھی۔ بنس لگ سکتی ہے۔ مگر اس وقت جیکہ
پودے اس کے یاک اونٹلی کے بدلہ ہوں۔ اور اس
میں احتیاط بھی درکار ہے۔ اگر پودے اس جنس
کے زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ تو پھر مشکل سے

لکھیں +

بہتر طریق اس بنس کے بولنے کا نالی کے ذریعے
کا ہے۔ مگر جہاں زمین بہت سخت ہو یا اس میں
نہ زیادہ ہو۔ تو نالی سے بونا فائدہ مند نہیں ہے۔
وہاں تو فتحیہ بھر کر ناقہ سے بکھرنا فائدہ مند ہوتا
ہے۔ اور جہاں زمین نہ بہت سخت ہو۔ نہ بہت نرم
لہ پنجاب میں مٹھی بھر کر ہیچ بکھرنے کو چھٹا اور ایک ایک
ناد ڈالنے کو کھرا کئے ہیں +

اور نہ بھی کم ہو۔ تو دنماں ایک آدمی آگے ہیں
چلائے جاتا ہے۔ اور دوسرا شخص اُس کی آڑوں
میں ناتھ سے ایک ایک دانہ کر کے ڈالتا جاتا ہے۔
اچھی فصل اُس وقت ہو گی۔ کہ عوسم میں طراوت
چو۔ یا پانی خاطر نخواہ دیا جائے۔ اس بس کو ان
کیڑوں سے نقصان پہنچتا ہے:-

پہنے شک سالی کے دلوں میں دیک بیڑوں کو لگ
کر شکھا دیتی ہے۔ اگر نلائی کی جائے یا پاٹ ہو جائے
 تو دور پوچھتی ہے۔ ایک طریق اس کے دور کرنے
کا یہ بھی ہے۔ کہ کھیت میں چھوڑی چھوڑی دور پر
گوبر کے ٹیکے اپنے داب دئے جائیں۔ تو دیک
فص کو چھوڑ کر اپنوں کو لگ جائیں۔ پھر ان اپنوں
کو زمین سے نکال کر پھینک دیں۔ تو اُس کے
ساتھ دیک بھی کھیت سے نکل بیاتی ہے۔
دوسرے ایک جانور ٹوٹی کی شکن کا پودے کے
ستے نکلتے ہی ان کو کھا جاتا ہے۔ جہاں اپنے ہل
کہ چلائے گئے ہوں۔ اور کھیت کے ڈھیلے نہ توڑے
نکھے ہوں۔ دنماں یہ جانور زیادہ ہوتا ہے۔ اور ڈھیلوں
میں چھا رہتا ہے۔ سردی کم ہوتی ہے۔ تو باہر
نکل آتا ہے۔ سردی زیادہ پڑے اور کھیت کے
ڈھیلے توڑے دئے جائیں۔ تو یہ کیڑا دور ہو جاتا

لہ پنجاب میں اس کیڑے کو ٹوکا کہتے ہیں ۔

ہے +
 پھر سے ایک شو کے پھوٹے چھوٹے زرد رنگت
 کے کیڑے ہیں - اس خوبی سے ہزاروں کیڑے جاتے
 ہیں - اور بھارتی لشکاروں پہنچاتے ہیں - پہلے یہ
 کیڑے زرد رنگت کے ہوتے ہیں - پھر جتنے عرصے
 بہت زیادہ رہتیں - سترنی ماں ہوتے جاتے ہیں - اگر
 کیلیں نہیں ہے اور آسمان پر بادل عرصے تک پھایا رہے
 تو کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں - خنک زمین میں
 یہ جاونا کم ہوتا ہے - اس کیڑے کے پیدا ہو جانے
 سے بخوب سد طریقہ ہوتا ہے - اس کیڑے کی طاقت
 بھی جو دہتی ہے - اگر پہلے بارش اچھی ہو جائے -
 پھر دبوب پڑتے گے - اور ہوا چلتے - تو یہ چانور دور
 ہو جاتے ہیں - زندہ ہس تک عرصے تک بادل آسمان
 پر پھاٹتے - رہتے - ان کیڑوں کی پیدائش میں ترقی
 ہوتی ہے لیگ +

انگلستان کے عالمیوں نے تجربے سے معلوم کیا ہے -
 اگر اسال بھر جاونا کم ہو جاونا ، سی طریقہ پر پڑھتے چائیں -
 تو ایک نٹ سے زیادہ زمین کے گھوٹے سے اُوئے
 ہو یا نہیں - اس کثرت سے ان کیڑوں کی نسل کی
 ترقی ہے +

بھر رہنے اور بیج کو بونے سے پہلے مویشیوں
 کے باسی پیش اپ ہیں ۶۰ یا ۲۵ ہفت تاں پہنچو کر
 لہ پنجاب کے نکیں اس کیڑے کو کیکی کہتے ہیں +

خٹک کہتے ہیں۔ اور پھر بو دیتے ہیں۔ اس عسل سے بھی دیک کم لگتی ہے۔ اور کسی قدر بچاؤ ضرور ہو جاتا ہے۔

یعنی زیندار گیوں کے ساتھ سرسوں بولتے ہیں۔ اس خیال سے کہ پہلے سرسوں کا سگ کھانے میں آتا ہے۔ اور اس جنس کے تیار ہولے سے پہلے سرسوں پک جاتی ہے۔ اور مویشیوں کے چارے کے کام میں آتی ہے۔

سرسوں کے پتے نرم ہوتے ہیں۔ اس کو ایک کیڑا دنچاپ میں جس کو تیلا کہتے ہیں۔) لگ جاتا ہے۔ اور اُس کے بونے کے سبب گیوں کو کھیتوں کو وہ کیڑے لگ جاتے ہیں۔ جس کو دنچاپ میں (ملکی) کہتے ہیں۔

اس کی فصل کو پانی دینے کی ضرورت نہیں۔ مگر زیادہ خٹک سالی ہو جائے۔ تو ایک دو دفعہ نھوڑا تھوڑا پانی دینا کافی ہو گا۔ زیادہ پانی دینے سے اس کا نقصان ہو جاتا ہے۔ عموماً اس کے کھیت میں نلائی کی ضرورت نہیں بھی جاتی۔ اگر کسی دوسری میں کے ساتھ ہے جس بولی جائے۔ تو بعض لوگ اس کی نلائی کر دیتے ہیں۔ مگر واضح رہے۔ کہ جو لوگ گیوں کی نلائی کرتے ہیں۔ وہ زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ زیادہ عرصے تک سردی کا پڑتا اور کثرت سے اس جنس کی فصل کو پانی دینا نقصان کرتا

بیٹھے ہو۔ اندر پالا پڑھ جائے۔ تو اس کی نفل مرجا کر سوکھ جائیں۔ اور پھر سرسری نہیں ہوگی۔ زیادہ پانی دیجئے سے پورے دوں کی ڈنڈی۔ شاخوں اور چھوٹوں پتیں پکھ گردیتیں سی پڑھ جاتی ہیں۔ عام لوگ یہ نہیں پہنو۔ کہ یہ پیچکے کی بخاری کی طرح ہوتی ہے۔ وجہ یہ حلوم ہوئی سیستہ کے پاسٹا پانی دیکھ کر اس کی جگہ پر ریادہ سیستہ تجھے پیشی ہوں۔ پھر ضرورت کے نیادوں ہوئے ہو کے جب پورا استعمال میں ہوں آتے۔ اس زیادتی سے پورے کے استعمال میں ہوں آتے۔ علاوہ اس کے درہائیں ایک ہوئی گروہ پڑھ جاتی ہے۔ علاوہ اس کے جسماں اس کو ریادہ پالا دیا جائے۔ تو اس کی جھوٹیں کے ساتھ اس کے لئے کھدا دیو پاٹھے ہیں۔ سچے پورے سوچے اور کہ نہیں چڑھتا۔ اس سبب سچے اثر پورے کے پورے کم زد اور ترو رکھتے۔ کہ بھی ہو جائے۔ اسی۔۔۔ اگر گھوڑی کے کھیت میں پانی کھڑا ہو گیا ہے۔ تو وہ پالا کھال دیا جائے۔ اور ضرورت کے وقت اس کے کمیت میں انہاں سے کا پانی دیا جائے۔ تو متناسب ہے۔

اس کی فصل کو جب سکھنے کے قریب ہوئی ہے
خلاف ہونا کے جھوٹکوں کا تذمیر ٹھوڑا پہلے ختم
اُن شیشوں کی فصل ہے زیادہ زرم اور پولی ہوں گا
لہ پنجاب میں اس کی بستی ہے کہاوت مشور ہے۔ ٹھہری
حیثیت دیکھ کے مت گردے کر سان۔ جھوٹا جھکٹا بست ہے
گھر آئے تو چان ۴

وہ زمین جو دریا کے اچھاں سے جدا ہے پسند ہوتی ہے اما جس میں ریت میں ہوتی ہو۔ ایسی زمین میں پردوں کی جیڑیں منہبودی سے قائم نہیں رہ سکتی ہیں۔ اور جب تند ہوا پھٹنے لگتی ہے۔ تو ایسی زمین میں ان پردوں کی جیڑیں مل جاتی ہیں۔ اس لئے پودے پوری پردرش نہیں پاتے۔ شیخہ ہے ہوتا ہے۔ کہ جڑوں سے سوت ٹوٹ جاتے ہیں۔ اور دنیے میں جہاں کس خلک ہو جاتے ہیں۔ اور اچھی طرح نہیں پکتے۔ پودے سے بھی بخوارے دن میں ہی سوکھ جاتے ہیں۔ اس باد مخالف کی تاثیر چند روز بعد کھیت میں اس طرف سے معلوم ہوئی ہے۔ کہ جو خوشے مارے جاتے ہیں۔ وہ شک ہو کر سینہ و رنگت کے ہو جاتے ہیں۔ اگر اس ہوا کے بعد اچھی بارش ہو جائے۔ تو یہ نقص پسند نہیں ہوتا۔ یہ حالت اس جہن کے ان کھیتوں کی ہے۔ جو ایسے رُخ میں قطاریں اور کوئی نہیں ڈال سکتے جائیں۔ جس طرف سے کہ مخالف ہوا آتی ہو۔ غلاف ہوا سے کھیت کو بچانے کی ترکیب ہے۔ کہ جس طرف سے ہوا مخالف پھٹے۔ اس سے دوسرست رُخ کی قطاریں میں بوگیں۔ تاکہ ہوا کو غالی جگہ گزرا جانے کو نہ ملے۔ اس تکمیر سے کھیت کے مش کی قطاریں کو صرف نقصان پہنچیں گا۔ یا تو سدا کھیت محفوظ رہ سکا۔ مثلاً اگر مخالف ہوا آتے دکھن کی چلتی ہو۔ تو کھیتوں کو پورب اور سچم کی قطاریں

تھیں ہونا چاہئے۔ اگر پریب بیکھر کی ہو۔ تو اُنہوں
دکھن کے رُخ۔ اس ڈھنگ کے بولے میں بچھے گفت
زیادہ نہیں۔ امرف ایک دفعہ زیادہ یا ایک دفعہ کم بل
چنان پڑھتا ہے۔ بچھے فصل کے مختذل رکھنے کا ای

عملہ طریق ہے۔
اس جنس کی فصل کو ابتدائی بیساکھ میں کاملاً
شروع کر دیتے ہیں۔ جس قدر اس فصل کے کاملاً
میں جلدی ہو۔ بہتر ہے۔

کھیت کے پچھے ہو جاتے کی پہچان ہے ہے۔ اگر بالوں
کے پچھے کا بھوسہ بالکل زرد ہو جاتا ہے۔ اگر وقت
فصل ایک جانی ہے۔ اگر جو جنس گندول کی دفعہ سکھ
پیدا ہے۔ وہ پسہ روز پہلے کاملاً جاتا ہے۔ اگر اس
کے پوچھے پہچان کا انکھار کیا جائے۔ تو شکل کے
اوپر کا چھلکا پھٹ پھٹ جاتا ہے۔ اور کامنے کے دشت
بہت سے دلتے گر جاتے ہیں۔

فصل کاملاً کے بعد دو طریق پر بھی جاتی ہے۔
ایک تو پھٹے یا نہ کراندہ کر ایسا چین دیتے ہیں۔ اگر
اگر بارش ہو جائے۔ تو پھٹے سے بچ رہے۔ دوسرا
اس کھلی ہری فصل کے پچھے نہیں ماندھتے۔ اس کا
کھلا ہووا ڈھیر مربع یا مستطیل شکل کا بنادیتے ہیں۔

اس میں بھی بارش کم اثر کرتی ہے۔
اس کاٹی ہوئی فصل کو بارش سے بچایا جائے۔ اگر
وہ بینہ سے بھیگ جائیگی۔ تو اس کو پچھومندی بھی

لگ جائیں۔ اور غلے کی قوت کم ہو کر آئے میں ست
باقی نہیں رہتا۔

جب فصل کے کامیں سیس فراشت جو عائی۔ تو
کوئی ہوئی فصل کے کہیںوں کو خشک ہو جائے کے
بعد پھر اس کو مویشیوں کو بڑ کر اس پر دائیں
پھرستے ہیں۔ جب تک اس کی میاں اور خوشے باریک
بھو سے کی حضورت نہ بن پائیں۔ اور غد علیہ نہ
ہو جائے۔ اس کے باریک کرنے کے واسطے پتی
لکھوں کا پہ بنا کر مویشیوں کے تیچے باندھتے ہیں۔
اور ہجیوں کے اوپر پھرستے ہیں۔ اس سے غد جلد
نکل آتا ہے۔ اور اگر فصل زیادہ خشک ہے۔ تو بھو
بھی باریک ہو گا۔

زیند اروں میں یہ بات مشمور ہے۔ کہ جیل کا
سایہ بھی خرمن پر نہ پڑ جائے۔ کہ اس سے فصل
کے صفا ہو جانے میں دیر ہو جائی۔ پہنچے
پھر چھار ٹاؤکروں میں بھر کر غد اور بھوسہ اڑیا
جاتا ہے۔ اور اس عمل سے بھوسہ غد سے جدا
کیا جاتا ہے تو مگر اس عمل کے واسطے ہوا تند اور

لہ بچاپ میں دامیں چلانے کو لاہنا کرتے ہیں۔
تو بیکاپ میں اس کی نسبت یہ مشکل کمی جاتی ہے۔ (راہ رہن
تاراگاہ گھر) یعنی ایسی وضو ہو۔ کہ راستہ بھی چلنے سے بند ہو
جائے۔ جب شرمن جلد پیار ہو جاتا ہے۔
تو بیکاپ سے بھی اس موقع پر کام بیا جاتا ہے۔ بچاپ میں اس آئے

تیر کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو زندگی کا سارے تجربے کارہیں۔ وہ
بچہ داتی ہے کیا گیوں کو نیچے لاتے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ
اس ہواستہ اور بھوسے میں میلے چڑھ جاتی ہے۔
اور برسات کے موسم میں اس ٹھنڈے کے اندر گھرگشی
لگ جاتی ہے۔ اور اس کے لگ جانے سے عمل غدہ
خراب ہو جاتا ہے۔ صرف اس کا پوست ہاتھی رہ جاتا
ہے۔ اور ٹھنڈے کے اندر سے بوجھرگشی کہا نیتی ہے۔
وہ آٹا سا میں جاتا ہے۔

جب بھوسے اڑا کر خلہ عافہ کیا گیا۔ تو وہ غدہ
دھوپ کے سبب گرم ہو گا۔ اس گرم گرم خلہ کو ڈھیر
لگا کر جمع نہ کیا جائے۔ اگر گرم گرم خلہ جمع کیا گیا
ہے۔ تو بھی اس قسم کے کیڑے لگ جاتے ہیں +
مناسب ہے۔ کہ جب غدہ نکل آئے۔ تو پہلے باہر
ہی سرد کر لیا جائے۔ جب سرد ہو جائے۔ تو اس کو
کوٹھوں یا کھتوں میں ڈال کر رکھنا چاہئے۔ پھر جب
برسات کا موسم آئے۔ تو ایک دفعہ اس کو پھر لکھاں
کر ہوا اور دھوپ دے کر پھر ڈھیرے میں رکھ
لینا مناسب ہے +

اس نکل کے لوگ گیوں کو متی اور گرد سے
صاف نہیں کرتے۔ اور خرمن گاہ بھی صاف نہیں بناتے۔

لہ بچاب میں خرمن گاہ کو پڑیا کھلوٹہ یا کھلیاں ہوتے
ہیں۔ عام زندگی رہتی ہی سکتے ہیں +

جب پھولے چھوٹے سا ہو کار اپنے اپنے قرضہ میں
شلے کے لیتے ہیں۔ وہ بھی اس کے مفاکر نے کی پک
پر وہ نہیں کرتے۔ صرف تین چار سیرفی من میشی کے
ہدے مجرانی کے لیتے ہیں۔ اور خریدار اور گاہک اپنے
ٹکھوں سے روک کرے جاتے ہیں۔ اور اسی خرابجہ
حالت میں وہ غلک دوسری ولایتوں کو چلا جاتا ہے۔
یتیجہ اس کا آخر کار یہ ہوتا ہے۔ کہ اصلی قیمت سے
بہت ہی کم قیمت ملتی ہے۔ اگر اس کو پہلے صاف
کر لیا جائے۔ اور پھر دوسری بگہ فروخت کرو۔
تو بہت فائدہ ہو۔

سوال سبق

جو

نکرت کی پرانی پرانی کتابوں میں اس کا ذکر
پایا جاتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ جس
اس ملک کی پیداوار سے ہے۔ اور ملک سے اسی
ملک کے لوگ اسے جانتے ہیں۔ اس کی جماعت عموماً
دوسرے ملکوں کے ساتھ نہیں ہوتی۔ لیکن ملک کی
پیداوار ملک میں ہی خرچ ہو جاتی ہے۔ ایک وجہ یہ بھی
ہے۔ کہ اچھی قسم کی جس اس ملک میں نہیں بولی

باقی۔ بچو زیادہ تر زمینداروں کی خواہ میں کام آتے
ہیں۔ بچو چنے ملا کر بھی کھاتے ہیں +

کئی بگہ پہاڑی علاقوں میں اس کی بیر شراب بنا
یتے ہیں۔ گندی اور پہاڑی وگ اس کی دیسی شراب
بھی سیار کر لیتے ہیں۔ مگر اس کام میں یہ جنس
کثرت کے ساتھ خرچ نہیں ہوتی۔ اکثر کھانے کے

کام میں زیادہ آتی ہے +
اگر اچھی قسم کے بچو جن کا ذکر آگے آیا۔ بچے
چائیں۔ تو تجارت بھی بڑھ سکتی ہے +

یورپ کے نکوں میں بچو کی ضرورت ہے۔ اچھی تک
کی جنس پارانی زمینوں میں کم بولی چاہی ہے۔ ابھی تک
اس کی کاشت کا واج نہیں ہوا ہے۔ بچو کی چودہ قسمیں
ہیں۔ کوئی چین کا۔ کوئی انگلستان کا۔ کوئی روم کا وغیرہ
مگر اس تک میں صرف دو قسم کے بچو ہیں۔ ایک ق
رواءے۔ دوسرے نلا قور کے بچو کا بھی بچو کے نام سے مشہور
ہیں۔ اس قسم کے بچو اگرچہ گراں بنتے ہیں۔ مگر خاص
خاص قسم کی زمینوں میں بھی اس کی پیداوار کم ہوتی
ہے۔ اس واسطے زمیندار کم بنتے ہیں +

زمیندار یہ نہیں جانتے۔ کہ دیسی بچو میں پوچھا
حصہ بھروسہ ہوتی ہے۔ اور دوسری قسم کے بچو میں

لہ پہاڑی وگ ایسی شراب کو مہریا ڈگری کرتے ہیں +
لہ کا بھی بچو کو پنجاب میں ٹوٹے چڑیا گھونے بچو کرتے ہیں +

لہ بھروسی کو پنجاب میں توہ کرتے ہیں +

چکھے بھی نہیں ہوتا۔ اگر پوچھتا نہت پیداوار کا کم بھی ہو۔ تو بھی دس سوی کے بہادر ہو جائے گا۔ اور فرخ کی گہری عالمگیری رہی 4

اس کی کاشت کے واسطے اچھی اور پولی زمین کی ضرورت ہے۔ ناقص زمین میں اس کی پیداوار اچھی نہیں ہے۔ تو زمینی گاؤں کے گرد اگر ہو۔ اور اس میں کھاد پڑی ہو۔ اور علاقت بھی ہو۔ اس میں اگر یہ جنس بولی جائے۔ تو اچھی جڑ پکشی ہے۔ اور پیداوار تعدد ہوتی 4

پھر اسی علاقوں میں بوجمہ زمین ریس کے بونے کے واسطے رکھتے ہیں۔ اس میں بوجوئے جاتے ہیں 4 یہ جنس بارانی و چاہی دنوں قسم کی زمین میں ہو جاتی ہے 4

جو بونے کے لئے پانچ چھ دفعہ ہل جوتے جائیں۔ اگر زمین سخت ہو۔ تو اس سے بھی زیادہ ہل پانچ جائیں۔ اگر ریت والی زمین ہو۔ تو دو تین دفعہ ہی ہل جوتے کافی ہیں 4 جاٹے کے دنوں میں اس جنس کے بونے کے لئے ہل چلانے شروع کئے جائیں۔ پھر اس اسٹھ کے جیسے میں۔ پھر برسات میں زمین بجتی جائے 4 یہ جنس گیوں کی طرح بولی جاتی ہے۔ دوبارہ اس کا بیان کرنا ضروری نہیں۔ سیونکے گیوں کے بیان میں متفق تحریر کر چکے ہیں 4

اس جنس کا بیج اک کشال میں دو سیر پختہ گالا

جاتا ہے۔ اس حساب سے ایک ایک زمین پر زیر ہو جاؤ۔
بعض زیندار اچھی قسم کی زمین میں اس سے بھی
زیادہ بیج ڈالنے میں ۔

پسند، حوس کنوار سے آخر کنوار سمجھ پا پسند ہوں
کا تک عینے تک اس کو جاتے رہتے ہیں۔ جہاں
آہپاش زمین ہو۔ وہاں اگھن کے نیچے تک بوئے
رہتے ہیں۔ جہاں خوید کی ضرورت ہو۔ وہاں یہ جنس
شروع کنوار میں بولی جائے ۔
شروع کنوار کے نیچے میں سے نیز زیادہ بولی ہے۔
اس واسطے بڑائی زمین میں اسی وقت اس کے
پودے اچھے نہیں جاتے ۔

بونے کے بعد پھر یا سات دن کے اندر پودے
زمیں سے نکل آتے ہیں ۔
اس کے بونے کے وقت اگر زمین میں آل نہ ہو۔
یا خشک سالی ہو۔ تو اگھن کے نیچے میں اگر بارش
ہو جائے۔ اور غالی زمین میں طراوت اور آل چیدا
ہو جائے۔ تو بودیتے ہیں۔ اور یہ عسل، پوس کے
نیچے کے شروع تک کیا جاتا ہے۔ اس وقت چونکہ
سردی زیادہ ہوتی ہے۔ بارہ تیرہ دن میں زمین سے
اس کے پودے پھوٹ آتے ہیں۔ جو نہ کے ساتھ بھی
لئے اس وقت کے جو ہو جائے ہوں۔ آن کو
کنوجی سمجھتے ہیں ۔

لئے اس قسم کے بونے کو کنوجی سمجھتے ہیں ۔

کسھی گھوں اور چنے بھی ملائے ہوئے جاتے ہیں لیکن
اس مٹاٹ کے ہوئے میں فائدہ یہ ہے ۔ کہ شنچے چنے
اور اوپر یہ جنس پیدا ہو جائیگی ۔ ایک دوسرے کی چیزوں
ایک دوسرے کو سکھا دکی طرح مد پہنچا دیگی ۔ جو زیندار
مختی ہیں ۔ وہ اس کی نلائی بھی کرتے ہیں ۔ عام

طور پر نلائی نہیں کی جاتی ہے ۔
کثرت یا اسکا بارش کی نرمی و سختی گیزوں سے
یہ جنس زیادہ اٹھا سکتی ہے ۔ اس لیکن کہ اس کی
نلی موٹی ہوتی ہے ۔
جو چانور یا بیماریاں گھوں کو ہو جاتی ہیں ۔ ان
سے اس کو بھی نقصان پہنچتا ہے ۔

آخر موسم کی سردی اور مختلف ہوا کے جھوٹے
اس کی فصل کو زیادہ نقصان نہیں کرتے ۔
بارش ہو جانے کے بعد اگر بادل آسمان پر چھا
جائے ۔ تو اس کے پودوں میں سیاہ رنگت کے چھوٹے
چھوٹے کیڑے لگ جاتے ہیں ۔ اور پتوں پر چنانی کی
طرح ظاہر ہوتے ہیں ۔ جب زیادہ خشک سالی ہو ۔
تو بھی یہ کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں ۔

اگر ہوا زور زد سے چلے ۔ تو جن پودوں میں
لئے اگر گیزوں اور پتے ملائے ہوئے جائیں ۔ تو کنوجی یا بیڑا
کہتے ہیں ۔ اگر گیزوں اور بخ ملے ہوئے ہوں ۔ تو گوجی کہتے
ہیں ۔ اگر بخ چنے ملے ہوں ۔ تو بھر کہتے ہیں ۔
۱۰۰ ایسے کیڑوں کو پنجاب میں تیلا کہتے ہیں ۔

خوشے نکل کر ابھی پکتے نہیں۔ اُن کو نقصان ہو جاتا
ہے + خشک سالی میں اس کے خشون میں سکنڈو اپ
جاتا ہے +

اگر یہ جنس شروع میں ہی بوئی جائے۔ تو اُس
میں سکنڈو اکم پڑتا ہے۔ اور جو پیچھے سے بوئی جائے۔
اُس میں سکنڈو ازیادہ پڑیگا +

بچیت کے میئنے کے اخیر پک کر کامٹنے کے
لائق ہو جاتے ہیں۔ بیساکھ کے شروع میں کل کاٹ
لیتے ہیں۔ اس وقت تک اس کو باقی نہیں چھوڑتے
خرمن گاہ میں رکھ کر دائیں پھیرتے ہیں۔ غلہ اور
بھوسے جدا جدا کر لیتے ہیں۔ اس کا بھوسے مولیشیوں
کے لئے طاقتور اور عمدہ خدا بھی جاتی ہے۔ بھوسے
کے بھوسے سے اس میں زیادہ طاقت ہوتی ہے۔
مولیشی خوشی سے چرتے ہیں۔ اس کے آٹے کی رنگیں
اچھی ہوتی ہیں۔ اگر گھاٹ بکال کر پکائی جائیں۔
تو عمدہ نہیں روٹیاں ہوتی ہیں۔ اس کا دانہ بھی
مولیشیوں کو کھلایا جاتا ہے۔ ملیعن کو اگر

لے سکنڈو سے کو پنجاب میں کامگی ماری سکتے ہیں +
لے پنجاب میں اس کی تہت یہ مثل کمی جاتی ہے۔ ریش
جوال کو بخاں میہانہ ہے رہن بیساکھ۔ یعنی اگر نکب میہانہ
میں بیساکھ نیتے میں بچ کی جس اور گوئیج چاند پائے
جائیں۔ تو گویا اُن کو طمع ہے +

آش لش بخ پنایا ہائے۔ تو طاقت دیتا ہے۔ اس کا چینیا
بھی بست پکتا ہے۔ غرض کر کھانے کے واسطے
نکھلے چس ہے۔ پہاڑی علاقوں اور پورب کے
دیس میں اس کے شو بھی بنا کر کھاتے ہیں۔

گیارھواں سبق

چٹا

یہ جنس ساری جنسوں سے طاقتور ہے۔ اگر یہ
تھوڑی سی بھی کھائی جائے۔ تو بھوک رفع ہو جاتی
ہے۔ زیندار اس کے کھانے کو بست پسند کرتے
ہیں۔ اس کی یہ بڑی تعریف ہے۔ کہ دیر میں ہٹھم
ہوتی ہے۔ اور جلدی سے ہٹم بھی ہو جاتی ہے۔ اس
دال سطے محنت کرنے والے کو بھی اس کی رونگی کھا کر
جلدی بھوک نہیں لگتی۔ زیندار اس گورنر ایجاد
کرتے ہیں) ۴

یہ جنس بھی اس نک کی پڑانی جنسوں میں سے
ہے۔ اس نک میں اس کا زیادہ خرچ ہے۔ اس کی

لہ پنجاب میں اس کو دھانی لئے ہیں ۵

۳ چینی اس کا پھوزی کے نام سے مشہور ہے ۶

پیداوار تھوڑی سی سخت سے ہو جاتی ہے۔ سول سرد جگہ کے اس ملک میں سب جگہ ہوتی جاتی ہے + اس جنس کے واسطے سخت اراضی کی نیات غریب ہے۔ یا ایسی زمین ہو جس کے اور پر کچھ ریت ہو۔ اور ریت کے علی سیاہ یا سُرخ رنگت کی سخت سُلی ہو۔ اور اس سُلی میں کچھ چونا کہی علا ہو تو اچھا ہے۔ جب تک اس کی بہ نسبت دوسری جنسوں سے زیادہ سُری جاتی نہیں۔ وہ زمین جس کے پیچے کی تاری زمین طاقتور ہو۔ اس کے بونے کو اچھی ہے +

اگر خالص جگہ بونے کے لائق نہ ہو۔ تو دوسری جنسیں گیوں یا بگ اس کے ساتھ ملا کر بونے سے فائدہ ہوتا ہے +

ہر قسم کی زمین میں اس جنس کی تھوڑی بہت پیداوار ہو جاتی ہے۔ اس جنس کی دو نسبیں ہیں۔ کابلی - دیسی۔ دیسی جنس کے دانے سُرخ رنگت کے ساہی ماعنی۔ کابلی سُرخ رنگت زردی ماعنی۔ دادہ چھوٹا + کاملی قسم کی جنس زیادہ نہیں ہوتی جاتی۔ وہ یہ ہے۔ کہ کچھ قسم نازک ہے۔ موسم کی سختی نہیں اٹھا سکتی۔ کھانے میں بہ نسبت دیسی کے لذیذ ہوتی ہے۔ مگر پیدا دار اس کی کم ہے +

اس جنس کے بونے کو زیادہ ہل جوتے کی ضرورت

نہیں۔ دو دفعہ کے ہل چلانے کا فی میں ۱۰۰ +
 بعض لوگ صرف ایک ہی دفعہ ہل چلا کر چھنے
 بو دیتے ہیں۔ اس کے لئے بونے کے وقت طاقت
 و نیمی ضرور ہونی چاہئے۔ ورنہ پیدا نہیں ہوتا ہے۔
 اگر زمین خشک ہے۔ تو پہلے پانی دیا جائے۔ اس
 جنس کی کاشت پندرہ بھادوں سے دس اسوج تک
 سکرتے ہیں۔ اگر عجیبوں اور جو کے ساقہ ملا کر پورا جائے۔
 تو انہر اسوج تک بھی اچھا وقت ہے۔ تھم فی کنال
 ڈیڑھ سیر سے دو سیر پختہ تک ڈالا جاتا ہے۔ بعض
 زمیندار خشک موسم میں بونے سے پہلے اس جنس کے
 بیج کو رات کے وقت پانی میں بھکو کر اور صبح کے
 وقت نکال کر بو دیتے ہیں +

چنوں کے پودے جس قدر دور دور ہوں۔ اُسی
 قدر پہنچلتے اور اچھی پیداوار دیتے ہیں۔ تھم ڈیڑھ سیر
 فی کنال سے زیادہ ڈالنا اچھا نہیں ہے۔ اُبپاشی
 کی اس جنس کو ضرورت نہیں ہے۔ اگر زیادہ ختم
 سالی ہو۔ تو ایک دو دفعہ تھوڑا تھوڑا پانی دینا
 کافی ہے۔ زیادہ پانی دیتے سے اس کی فصل کو

لئے بیکاپ میں اس کی سبست یہ مثال کہی جاتی ہے۔ عجج چھوٹے
 کی جانن بادہ ماہست یعنی ماش کی جانن گھاہ۔ جبکہ کی جانن راہ +
 چنوں کے واسطے زیادہ ہل چلانے کی ضرورت نہیں ہے
 ہل کی ننانی کی ضرورت نہیں ہے۔ جاٹ کو راستہ پوچھنے
 کی ضرورت نہیں ہے +

نقحان پہنچنے کا خوف ہوتا ہے۔ نلائی کی ضرورت باکل
نہیں ہوتی ہے۔ البتہ اگر دوسری کسی جنس کے ساتھ
بیٹھنے ہوتی ہو۔ تو دوسری جنس کی نلائی کے ساتھ
اس جنس کی بھی ہو جاتی ہے۔ جہاں نہروں سے آپاسی
کرتے ہیں۔ وہاں اگر موسم خشک ہو۔ تو زیج بونے سے
پہلے پانی دے دیتے ہیں۔ پھر جب آں آجائے۔ تو
خونے ہو دیتے ہیں۔ اس کے بعد پانی کی شاذ و نادر
ضرورت پڑتی ہے۔ ایسے موقعوں پر جہاں خریب
کی فصل پہلے موجود تھی۔ وہاں بھی اچھی پیداوار ہو
جاتی ہے۔ اور زمین کی طاقت بھی آئندہ فصل کے لئے
بنی رہتی ہے۔ زیادہ سردی اور پانی کی کثرت اس فصل
کو مضر ہے۔ کورا یعنی سکندر یہٹنے سے فصل پشیدہ ہو
جاتی ہے اور نشوونما نہیں پاتی۔ زیادہ پانی سے پورے
کی ڈنڈی اور شاخوں اور جڑوں میں گرد میں جیسی پڑ
جاتی ہیں۔ بس کو عام لوگ پیچک کی بھارو، جیان کریں
ہیں۔ مگر اصلی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ بست سے پانی سے
اس کی جڑیں زیادہ رس چوس جاتی ہیں۔ جو اس کی کوپل
تک ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے۔ اسی واسطے کسی کسی
گنگہ جمع ہو جاتا ہے۔ اور گرو سی بنا دیتا ہے۔ زیادہ پانی
سے اس کی جڑوں کے منہ کشادہ ہو جاتے ہیں۔
پھر زیادہ اس کوپل تک نہیں پہنچتا۔ اور پورے کمزور
ہو کر زرد ہو جاتے ہیں۔ علاج اس کا صرف یہی
ہے۔ کہ کھیت میں زیادہ پانی نہ رہے۔ اگر کسی پاعث

سے زیادہ پانی آ جائے۔ تو نکال دیتا پڑا ہے۔ پوچھے
میں کیوں آئے ہوئے اگر بارش ہو بائی یا کو را
پڑے۔ یا بادل گر جے یا بکل پچکے تو پھول مارا
جاتا ہے۔ جب دانے پڑ جائیں۔ اور پکنے سے
پہلے خوری یا بہت بارش ہو جائے۔ اور پھر بالل
ہم سان میں چھپا جائے۔ تو اُس کے بوٹوں میں ایک
بزر گنڈا رہ جس کو پنجاب میں سندھی کہتے ہیں۔
پڑھ باتی ہے۔ جو اُس کی پیداوار کو نقصان پہنچاتی
ہے۔

خصوصاً جو زین کم زور اور شرخ نہیں دیں ہے
اُس میں بھی پوچھے ہوں۔ ان میں یہ بزر گنڈا
زیادہ پڑھ جاتی ہے۔

جس چیت کے میں میں زیادہ پھولتی پھلتی
ہے۔ اپنی چیت میں پھٹے کائٹے کے لائق ہو جاتے
ہیں۔ جب کاٹ کر بونٹ خشک کر لیں۔ تو دھیں
چلا کر غلتے اور بھوے کو الگ کر لیتے ہیں۔ پھٹے
گیوں کی طرح پامدار نہیں ہیں۔ انھوڑی ملت

لئے پنجاب میں اس کی بابت یہ مثال ہے۔ ٹکڑے چھا چیت
گھٹا کنک گھنی بیساکھ۔ اسٹری گھنی تال جانٹھے چے مٹھا
پوڑے ڈھاک۔ یعنی چھا چیت کے میں میں اپنی اصلی
جیشیت ظاہر کرنا ہے۔ اور کنک بیساکھ میں۔ عورت
تب اپنی اصلی جیشیت پر ہوتی ہے۔ جب لڑکا گود
میں ہو۔

میں خراب ہو جاتے ہیں ۔ اس واسطے جب اس کی
پیداوار حکم ہیں زیادہ ہو۔ تو فرخ ارزان ہو جاتا
ہے۔ ارزانی فرخ کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ اس کی
تجارت دوسری ولایتوں سے نہیں ہے۔ مختلف قوموں
کی سطح ایساں اور نکیں پکوان اس کی وال سے بنائے
جاتے ہیں۔ جس کا تیواروں اور شادیوں میں بڑا
ہوتا ہے۔ اس کے دلے بھی بھٹا کر کھاتے ہیں۔
اہال کر گئے گھنیاں بتی ہیں۔ اس کی روٹی ہنایت لذیذ
اور خوبصورت زردی نہ ہوتی ہے۔ جس کو بیٹھی روٹی
کہتے ہیں۔ کسی شامنے کا ہے۔

نکھلے پھر نہ کبھی بارغ خلد سے آدم؟
جو کھاتے شوق سے اپنے یہیں روٹی
بھوسہ مولیشی کے کام کا ہے۔ چونکہ سلوٹا ہوتا ہے۔
وہ بہت حزے سے کھاتے ہیں۔ اونٹوں کے واسطے
تو بہت عمدہ چارہ سمجھا جاتا ہے۔ اُن کو داتے
کی بجائے دیتے ہیں ۔

پارھوال سیق

بلدی

اصل حال معلوم نہیں ہے۔ کہ یہ جس کماں سے

آئی۔ یا اسی ملک کی ہے۔ اصل میں یہ ایک قسم کا رنگ ہے۔ جو کھانے سے کام میں بھی آ جاتا ہے۔ اسی لئے ہلدی کا خرچ زیادہ ہے۔ یہاں اس کی بہت نزدیکی ہے۔ اس کی کاشت زینداروں کی آمدنی کا عمدہ فریضہ ہے +

اس کے واسطے ایسی طاقتور زمین چاہئے۔ جو باعیضی کے نائق ہو۔ یا وہ زمین جو گاؤں کے گردگرد جس میں دریا کے اچھال سے متین پڑھی ہو یا نئی نکل آئی ہو۔ بہت اچھی ہوتی ہے۔ غرض کہ جس قدر پولی اماں ہو۔ اسی قدر اچھی ہوتی ہے +

اسی جس میں سے ایک قسم کی زیر دار زرد گانٹھ سی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کو پکھور یا نر پکھور سکتے ہیں۔ (بھی ایک اور زیر دار گانٹھ بھی نکلتی ہے۔ جس کو ہلدی مورہ سمجھتے ہیں۔ مگر وہ سادہ ہوتا ہے۔) اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ زیادہ زرد رنگت کا نہیں ہوتا۔ بلکہ سفیدی غما ہوتا ہے۔ اور ہلدی سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ ٹوٹا ہے۔ تو ٹکڑے زیادہ ہو جاتے ہیں۔ مگر بلدیک نہیں پتا۔ اس سے خوشبو بھی آتی ہے۔ جس زمین میں ہلدی ہوئے کا ارادہ ہو۔ اول اس زمین کو پیچے سے ڈیڑا ہد ڈیڑا ہد فٹ گمرا کھو دنا چاہئے۔ متین بھی بلدیک کر لینی چاہئے۔ زمین جتنی نرم اور پولی ہوگی۔ اتنی ہی پیداوار زیادہ ہوگی۔ اگر اس کے کھیت میں چوہے اپنا بہت

بنا کر زمین پولی کر دیں ۔ تو بھی اس کی پیداوار میں فائدہ ہو گا ۔

اگر ک DAL یا پیچھے یعنی پھاڑی سے زمین دکھد سکے تو ہل خوب گرے جوتے جائیں ۔ اور مگر یا پھاگن کے یہینے کرساہ کے موسم میں پہلے تین چار بار خشک رمین میں ہل چلائے جائیں ۔

کھاد جس قدر مل سکے ۔ کھیت میں ڈالی جائے ۔ کیونکہ اس میں کھاد کی نہایت ضرورت ہے ۔ مگر ہوتے یا جلائے ہوئے سرکنڈے کی کھاد اس جس کو فائدہ ملے ہے ۔ اگر یہ کھاد کسی دوسری کھاد کے ساتھ ملا کر ڈالی جائے ۔ تو زیادہ فائدہ نیگی ۔

جب کھاد کے ڈالنے سے فراغت ہو ۔ تو پھر اس میں پانی دیا جائے ۔ جب آل آجائے ۔ تو دو دفعہ اور ہل جوڑے جائیں ۔ اس عمل سے زمین ہمہی کے بونے کے لائق ہوگی ۔

پانی کے دینے سے یہ بھی فائدہ ہو گا ۔ کہ جو گھاس وغیرہ اُس کھیت میں پیدا ہونے والی ہے ۔ وہ اس جس کے بونے سے پہلے ہی پیدا ہو جائیگی ۔ اور ہل جو اُس کے پیچھے جوڑے جائیں ۔ اُس سے وہ گھاس اکھڑ جائیگی ۔ اور مٹی میں مل کر اور گل کر کھاد کا کام دیگی ۔ پھر زیادہ گھاس پیدا نہیں ہوگی ۔ اور نلایا کرنے میں آسانی ہوگی ۔ پہلی دوسری جنسوں کے ساتھ بھی بوئی جاتی ہے ۔

اور درختوں کے سائے ملے بھی پیدا ہو جاتی ہے +
 باغوں میں بڑے بڑے درختوں آم و شیو کے نئے
 کی اراضی میں بکھر پیدا نہیں ہوتا۔ وہ زین خالی
 پڑی رہتی ہے۔ ایسی خالی زین پلڈی کے کار آمد
 ہو سکتی ہے۔ اگر پلڈی وہاں بولی جائے۔ تو پیدا
 ہو جائیگی +

بھی بھی اس کے کھیت میں یہ دیکھا گیا ہے۔
 کہ جویں وہ بخی میں یہیں کے چارے کے نئے
 ہل چلانے کے بغیر گیلی زین میں سعی بھر کر بکھر
 دیتے ہیں۔ یہ جنیں اس پر جم جاتی ہیں۔ اور
 پلڈی کے اکھڑتے سے پہلے ان جنسوں کو کاٹ لیتے
 ہیں۔ اس عمل سے پلڈی کی پیداوار میں بکھر نقصان
 نہیں ہوتا ہے۔ اور کسی وقت پلڈی کے سامنہ تمباکو
 و کچالو بھی بوئے جاتے ہیں۔ مگر کو بھی پلڈی سے
 پہلے کاٹ لیتے ہیں +

اس کا تخم نہیں ہوتا۔ کچالو یا اورک کی طرح چھوٹی
 چھوٹی گانٹھیں بولی جاتی ہیں۔ اب اب لئے سے پہلے
 ایسی ایسی چھوٹی چھوٹی گانٹھیں ہونے کے واسطے
 عملہدہ رکھ لیتے ہیں۔ باقی اکھڑ کر ابال لی جاتی ہیں۔
 اس کا بیچ ایک کنال اراضی میں ڈیرہ من سے یک
 دو من ٹکڑ ڈالا جاتا ہے۔ اور ہونے کا یہ طریق ہے۔
 کہ ایک ایک گانٹھ ایکھر کی طرح ہل کے تیچھے
 پہنچے ڈالتے چلے جاتے ہیں۔ مدد میان فاصلہ ایک

ایک پالٹ کا رکھ کر اوپر سے سوچاں پھیر دیتے ہیں - بعض جنہوں میں چیت یعنی سنتے ہی اس کا بونا شروع کر دیتے ہیں - اور تیسرا کہ وہ جسٹھے میں بھی ہوتے ہیں - سارا ہد کے یعنی کے شروع سے بیسیں تاریخ تکیے اُس کی کامیابیوں بولی جائیں - جو تو دس روز ہیں پھر وہ تکل آتی ہیں - کیونکہ اس میں بھی ایک کہ جس کامیابیوں پہنچے سے موجود ہوتی ہیں +

اس بات کا پہلے سے لحاظ رکھنا چاہئے - کہ جو کامیابیوں زیج کے واسطے رکھی جائیں - ان کو سو روپ یا سیلی ریت میں رکھیں - ایسا نہ ہو - کہ آنکھیں خشک ہو کر ممکنی رو جائیں +

جب پوچھے پیدا ہو جائیں - تو ان میں سے کھاں نکالی جائے - اور ملائی دی جائے - اسی طرح بھادوں کے یعنی تک تین چار دفعہ نلاٹ کرنی چاہئے - اور پھر کنوار کے یعنی تین بھی ایک دفعہ نلاٹ کی جائے + اس کے کھیت میں پانی دیتے کی بہت نہ ورت ہے - جب تک برسات شروع نہ ہو - جسے چوتھے دن پانی دیا جائے - برسات کے دنوں میں تھوڑا تھوڑا - پھر بھادوں کے یعنی کے بعد تین بار پانی دیا جائے - غرض کہ اس کے کھیت میں اوپر کی نہیں گیلی رہے ہے اس میں کھاد دو دفعہ ڈالی جاتی ہے - ایک دفعہ بونے سے پہلے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے - دوسری

دفعہ بھادوں کے چینے میں جب نلائی کر چکیں۔ تو کھاد سُٹھیوں سے اس کے کھیت میں بکھر دیں۔ یہ کھاد بہت باریک اور مغلی ہوئی عمده ہوئی چاہئے۔ جب کھاد اس طرح پر ڈال دی جائے۔ تو بھر پانی دیا جائے ۷

بیسات کے موسم میں اگر بارش زیادہ ہو جائے۔ تو اس کا نقصان ہو جاتا ہے۔ اگر سیلاب کا پانی آ جائیگا۔ تو بھی اس کا نقصان ہو جائیگا۔ اس کی حفاظت کی زیادہ ضرورت ہے ۸

ہلدی کے پودوں کو ایک قسم کی بیماری بھی ہو جاتی ہے۔ پودوں کے کوپل خشک ہو جاتے ہیں۔ اور پودے مارے جاتے ہیں۔ یہ بیماری خفکی سے اس میں پھیلتی ہے۔ اگر ہب ضرورت پانی دیا جائے۔ تو ۹ بیماری نہیں ہوگی ۹

اس کی فصل کو کسی اور طرح کی حفاظت کی ضرورت نہیں ہے۔ مولیشی اس کے پتے نہیں کھائے۔ البتہ سوگر جرطوں سے اکھاڑ کر نقصان کر دیتے ہیں ۱۰

ہلدی پندرھویں پھاٹکن تک پک جاتی ہے۔ جاڑے کے موسم میں پتے خشک ہو جانے شروع ہو جاتے ہیں۔ چیت کے چینے میں ہلدی کی کھدائی شروع ہو جاتی ہے۔ جیسے آلو۔ کچاں وغیرہ نکالے جاتے ہیں۔ اسی طرح پر اس کی گاٹھیوں بھی نکال نہیں دیں۔ بھر نہیں لئے پنجاب میں اس بیماری کا نام بھڑ مشہور ہے ۱۱

سے اس کی گانٹھیں نکال کر اور ہاتھوں سے بھی جھلکر
مخا کر رہتے ہیں۔ اور جو جھس یا مھنگا نہ کے ساتھ
گلی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کی جھٹوں کو تو اسکے پہنچ
دستے ہیں +

اگر ہلدی ریا ہو۔ تو کڑھاؤ میں ڈال کر اب ایاں
لیتے ہیں۔ وہ کسی اور بھائی میں ڈال کر اور اکہ بہ
رکھ کر جوش دے دیتے ہیں۔ صرف دو دنھر کا
اہال اس جس کو کافی ہوتا ہے۔ پھر اگر کو خشک
کر لیتے ہیں۔ مگر خشک کرنے کے وقت ہر کوچھ بھی
پا چار پائیں پر ڈال کر ہاتھوں یا پاؤں سے خوب
ملتے رہتے ہیں۔ اگر ہ عمل نہ کیا جائے۔ تو خشک
ہلدی ورنہ میں بست کم ہو جاتی رہتے۔
برٹی بڑی گانٹھوں کو کاٹ کر دو دن بیہن تین
ملکڑے بنانیتے ہیں +

ہلدی جب خشک ہو جاتی ہے۔ تو اصلی تعداد سے
چھ تھائی ورنہ میں رہ جاتی ہے۔ تین حصے خشک ہو جاتے
ہیں۔ جب خوب خشک ہو جائے۔ تو زینج ڈالنے کے
قابل ہو جاتی ہے۔ اس کی گانٹھیں دو طرح کی ہوتی
ہیں۔ ایک تو پہلی گانٹھ جو بڑی بھی ہے۔ دوسرا
اس پہلی گانٹھ سے بوجو اور گانٹھیں پیدا ہو جائیں۔
جو پہلی گانٹھ ہو گی۔ وہ نیواہ گرے زنگ کی سرفی مانیں
زرد گوشے سے نکلی ہے۔ دوسرا یا ایسے گرے زنگ
کی نیسیں ہوں۔ اور پہلی گانٹھوں کی زیادہ جھس

ہوتی ہیں۔ اور دوسری گانٹھوں کی نسبت کسی قدر وزن میں بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ ایسی گانٹھوں کو علیحدہ رکھنا چاہئے۔ یا جب ضرورت ہو۔ تو ایسی گانٹھیں علیحدہ کرنی چاہیں۔ اس قسم کی ہلدی رنگریزوں کے زیادہ کام آتی ہے۔ اور دوسری سے اس کو زیادہ پسند کر لے۔ +

دوسری قسم کی گانٹھیں کھاؤں کے نزد رنگ کرنے کے واسطے پیس کر ڈالی جاتی ہیں۔ ایسی گانٹھیں عام استعمال میں آتی ہیں +

پھر ہلدی جب تک جوش نہ دی جائے مصالحے میں ڈال کر گھوڑوں کو کھلاتے ہیں۔ اس سے گھوڑے بہت جلد موٹے تازے ہو جاتے ہیں۔ آدمیوں کی دوائی کے کام میں آتی ہے۔ خون کو صفا کرتی ہے۔ اور مقوی بھی ہے +

ہلدی کے پتے بترے کی جگہ پنچھے بچھا لیتے ہیں۔ پہاڑی علاقوں میں ہلدی کے پتوں کی رستی بٹ کر چٹائی بنایتے ہیں۔ جو اچھی نرم ہوتی ہے +

لہ اس قسم کی ہلدی کو پنجاب میں چنوا کرتے ہیں۔ لہ جو ہلدی پیس کر کھاؤں میں ٹالی جائے۔ اس کو سد سکتے ہیں +

تیرھواں سبق

تمباکو

پہلے ہی چہل اس جنس کو امریکہ کے جنائزر غرب المند سے کوینٹر نامی سماج جو مشور جہاز رانی تھا۔ اس طرح پر لایا۔ کہ سمندر میں چاتے جاتے اُس کا جہاز ایک جزیرے کے کنارے لگ گیا۔ وہاں اُس نے اپنے ملاؤں کو بھیجا۔ کہ جزیرے کی سیر کریں۔ اور جو بوجائی چیزیں یا جنسیں دیکھیں۔ وہ نے آئیں۔ جب ملاج اُس جزیرے میں تھے۔ تو وہاں کے لوگوں کو کیا دیکھا کہ تمباکو کے پتے اکٹھے کر کے پونی کی طرح بنا لیتے ہیں۔ اور ایک طرف آگ لگا کر پیتے ہیں۔ ان پتوں کو وہاں سے لے آئے ۔

اول ملک یورپ میں جب اس کا پینا شروع ہوا۔ تو یورپ کے ملکوں کے بادشاہوں نے حکم جاری کئے۔ کہ اس کو کوئی نہ پیٹے۔ اور سخت ممانعت کی گئی۔ محمد اس کے استعمال کی کثرت ہوتی چلی گئی ۔

اس ملک میں یہ جنس اکبر بادشاہ کے عہد میں غالباً پر تیکن لائے تھے۔ پھر جہانگیر بادشاہ کے زمانہ میں اس ملک میں اس جنس کے پینے کی کثرت ہونے لگی۔

تو اُس نے نہایت ہی سخت حکم جاری کئے۔ مگر اس کے خلاف اس کے پیسے کارروائی زیادہ ہوتا گیا۔ اب تو اس کے پتوں کے تھانے۔ پیسے۔ سو گھنٹے کی ایسی زیادتی ہو گئی ہے۔ کہ مساوے سیھوں کے کوئی کو اس سے مدد ہی ممکن نہ ہے۔ کوئی بھی اس سے خالی نہیں۔ خصوصاً رفتیں قم کے لوگ اور مزدور تو اس کے بغیر رہ نہیں سکتے۔ بلکہ عمدتوں نے بھی اس کو شروع کر دیا ہے ۔

اس کے بولے میں بہت فائدے ہیں۔ ادب اس کے بولنے کی قدر اور ضرورت بھی ہوتی جاتی ہے ۔

اس ملک میں تباکو کی جنس اعلیٰ جنس میں شمار کی جاتی ہے۔ اگر یہ درست طور پر بولی جاتی۔ تو زینہ نہ اس کی پیداوار سے مالا مال ہو جاتے۔ لطف یہ ہے۔ کہ تباکو کے بولنے میں اگرچہ محنت زیادہ ہوتی ہے۔ مگر اس کی فضل تھوڑے عرصے میں تیار ہو جاتی ہے۔ صرف اس کے ہونے گئے اور تیار ہو جانے اور کامنے میں چار چینے لگتے ہیں۔ اور محنت کہ کہا نیچھے جلد مل جاتا ہے۔ جس قدر کڑوا تباکو ہو گا۔ اُسی قدر زیادہ قیمت پر فروخت ہوتا ہے ۔

اس کے بولنے کے واسطے وہ زمین ابھی ہے۔ جس میں پکھ شور سکر ٹلا ہو۔ اسی سبب سے زینہ کے پیسکو پر عیزیز یا اعلیٰ ربان کا لفظ ہے ۔

لوگ تھیوں اور شریوں کی پہلی دیواروں کے کمر اُنکے
کمر کے تباکر کی نہیں میں ڈانتے ہیں +
اس کی بست سی تھیں ہیں - مگر اس طک میں
چار قسموں کا زیادہ مشہور ہے - دینی - بیگنی - دھنورا -
ماںگر - گرو بھی - جنما جما ناموں سے مختلف مقاموں
میں ہے بھی تھیں پکاری جاتی ہیں +
دینی تباکر کے پتے - بعد زیادہ اور بچڑھے کم ہوتے
ہیں - اور اورہر کو کچھ زیادہ اُنکے ہوتے ہوتے رہتا
ہے ان پتوں کی رنگت دوسری قسموں کے بچل سے
سیاہی ماقبل سبز بھتی سپتے +
بھتی تباکو بھی اسی قسم کا ہوتا ہے - صرف اتنا
فرق ہے - کہ اس کا پتا ایسی تباکو کے پتے سے
زیادہ پڑتا ہوتا ہے - اور پتے کو زیادہ پھلتا ہے -
پھول شنکھ سے پتے کرنیں فوج ڈالتے ہیں - ہر
ایک پتے میں ٹکوڑا نکالنا شروع ہوتا ہے - اگر
ٹکوڑہ فٹے نہ ہائیں - تو ہوتے کم زیر ہو جاتے
ہیں - ان کا کچھ نہ ہیں جاتا رہتا ہے + دھنورا تباکر
کی ڈھنی مولی ہوتی ہے - اور جسکے اوپری پڑھ جاتی
ہے یہ تم نہایت کڑی ہوتی ہو جاتی ہے - اس تباکر کے
استعمال سے ہماری توکری کے لگے ہیں یہ بھی تم کے
سبب رکھ لیاں پہنچا ہو جاتی ہیں - اچھی ہو جاتی
ہے - اس کے پھول رہانے سے محفوظ رہتے ہیں +

لہ پنجاب میں اس رسول کو گلوب کہتے ہیں ۔

گوجھی تباکو۔ اس کے نتے چوڑے چوڑے ہوتے ہیں۔ پھول گوجھی کے پتوں کی مانند۔ اسی سب سے اس قسم کے تباکو کا یہ نام رکھا گیا ہے۔ یہ قسم تھوڑے عرصے سے اس مک میں آئی ہے ۷۔ اس کی کاشت کے لئے سیاہ رنگت کی اڑاہی تھوڑی جو ندا چکنی ہو۔ اچھی ہوتی ہے۔ اسی واسطے نہ ریا تالاب کے سناڑے کی زمین اس تباکو کے بوئے کے واسطے معدہ ہے۔ ایسی زمین میں ثباتی و معدنی مادوں کے ضروری اجزاء موجود ہوتے ہیں ۷۔

جس زمین میں ۷۔ تباکو پونا ہو۔ اس کو ہل چلا کر نرم اور پولا کرنا چاہئے۔ اگر ایسی زمین پہلے دیک فصل خالی رکھی جائے۔ تو مناسب ہے۔ کہ اس پہلے کھاد ڈالی جائے۔ اور اچھی طرح پر تیار کی جائے۔ کسی قسم کی گھاس اس میں نہ رہے۔ صبا سے اچھی کھاد اس جنس کے واسطے تکڑی کی رائک ہے۔ اور اس میں اس راہکے وزن کے برابر ۳ بگن یا سڑک وغیرہ کی گرد ہو پاؤں کے پیچے آ آ کر باریکا ہو گئی ہو۔ ڈالی جائے۔ یا جس قدر نباتاتی مادوں اس کھاد میں ملایا جائے۔ اسکی قدر اس جنس کے پیچے بہت اچھے اور مضبوط ہونے گے ۷۔

چونکہ تباکو کا ریح بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ اور جو پلاٹ گوڑھ اس میں نکلتا ہے۔ وہ بہت نازک ہوتا ہے۔ اس نئے پہلے اس کا ذخیرہ لگایا جائے۔ جب

اس سکے پرودے پانچ بھج اٹچ اوپنچے ہو جائیں۔ اور اُن میں پھر سات پتے نکل آئیں۔ تو ذخیرے سے آکھڑا کر دوسرا بھج لگانا چاہئے۔ جس زمین میں اس جس کا ذخیرہ لگانا ہے۔ اقل وہاں اپھے سکھرے بھل چلانے چاہئیں۔ پھر اُس میں کیا بیاں بنائی جائیں جو آٹھ فٹ لمبی اور چار فٹ بچوڑی ہوں۔ جس میں پانچ سیستے کے وقت سروات ہو +

ایسا ہی دوسرا زمین میں عمل کرنا چاہئے۔ جو ان پر ذخیرے سے آکھڑا کرے جس لگانی جائیگی۔ اس نما ذخیرہ حمواً دبھر یا جنوری کے بیٹھے میں دو یا جاتا ہے۔ اور اپریل یا مئی کے بیٹھے میں یہ جس کاٹی جائی ہے +

بعض ہماعوں میں اس کے بعد بھی پوتے ہیں۔ اور جو لانچ کے شروع میں یا اخیر جون میں کاشتے ہیں +

پہاڑی علاقوں میں تو جون یا جولائی میں بوکر ہوتا ہے یا اگٹو ہر میں کاشتے ہیں +

اس کے بیٹھے کے لئے عدہ یچ چاہئے۔ تاکہ پیدا اور بھی اچھی ہو۔ اور پوڈے تندست ہوں +

ایک ایکڑ میں بھج چھٹا نک یچ ڈالا جائے۔ یا ایک سکال میں تین تونے کے حساب سے +

جب ذخیرہ لگایا جائے۔ تو کل تخم چار پانچ مرے میں بویا جائے۔ بیٹھے کے وقت اس تخم کی پکھ نکل دی

کی راکھ اور پھر آنکھوں پا مکھیوں کی گرد قریب نظر
کے شامل کرنی چاہئے۔ اس کا خالی بیچ ہونے کے وقت
کو اندیشہ ہے۔ کہ کہیں زیادہ بیچ ایک ہی جگہ
بکھر جائے۔ بیچ کے بیچ پارک ہوتا ہے۔ اس عمل سے
اندازے کے مطابق ہر جگہ بکھر سکا ہے۔

بیچ ہونے کے بعد ٹھوڑی کھاد ہو۔ صاف کی ہوئی
ہو۔ ٹھوڑی صحن دیپرو کی راکھ اُس پر ٹالی جائے۔
تارکے بیچ پچھپ جائے ہے۔

بعن وحش ہوئے ہوئے اپنے ہاتھ سے اس کا بیچ
زمین میں ٹالا دیتے ہوئے۔ اس عمل سے بھی دیکی
مطلوب حاصل ہو جاتا ہے۔ ہونے کے بعد ٹھوٹا سا
پان آنکھی سے دیا جائے۔ اگر پانی نہ رہتے دیا جائیں گے
 تو سارا بیچ ہال سے بسک ایک چکر۔ اکٹھا ہو جائیں گے۔

پھر جب ڈائیسے والی چکر لٹک ہوئے کے قریب
 ہو۔ تو پانی دیا جائے۔ پندرہ دن کے اندر اس کے
 پودے زمین سے پھوٹ کر نکل آئیں گے۔ اس عرصے
 میں جو گھاس اس کے اندر پیدا ہو جائے۔ اس کی
 احتیاط سے نکل دینا چاہئے۔ تباہ کر سردمی کے دل
 میں جو پا جاتا ہے۔ جہاں سردمی زیادہ ہو۔ دل میں
 اس کے بچاؤ کی تحریک کرنی چاہئے۔ ہوا دیپرو کے
 بچاؤ کے دل سطھ میان کھڑی کر دی جائیں۔ جب
 لئے بھاگ میں جبارے بیچ کر لیتے ہوئے کے سب قلاب
 کی بھلی کئے دیں۔

ذخیرے کے پوچھے یا ہوٹ آئیں اور پتھے دو ہیں ملک
آئیں۔ تو دراہی کی لڑک سے آہستہ آہستہ لٹلی کی جائے۔
خراب قسم کی ٹھاں نکالی جائے۔ اگر اس کے کھیت
میں کھڑا ہو۔ تو سخواری خود کی لکڑی میں ہوئی ملگی
اُس پر ڈالی جائے۔ اور ڈالی بھل دیا جائے۔ اسی
طرح پر کبھی بھی دو ہیں بار کلڑ کی لی ہوئی کھاد
ڈالی جائے۔ اور ذخیرے کے کھیت سے دو دھنڈ ڈالئی
کر کے ٹھاں نکالی جائے ۔

جب اس کے پوچھوں کا قد ہائی یا بچھائی ہو جائے۔
تو ہر زمین پتھے سخوار کی ہوئی ہے۔ اسکی تینی ہو دے
ماں ہوں سے اگھاڑ کر قماروں میں نکالنے چاہیں۔
ہر ایک پوچھے کا درمیانی ناصلہ ایک ایک نٹ کا

ٹھانے دلت سانچے کے ساتھ پوچھے سے سخوار اٹھدا
ہائی ہوں میں دینا لائم ہے۔ دھرے دین پھر
پالی دیا جائے۔ پھر جب زمین میں گل آ جائے۔
اس وقت پھر پالی دینا ٹھانچے۔ پالی کے بیٹھے میں
تیسرے بیٹھے دن۔ چیت کے بیسے میں تیسرا دن
اور پیسکھ دیں بعض اوقات روز مرہ پالی دینے کی
ضرورت ہوگی۔ اس اخفاۓ میں جب کھیت میں گل
آئے۔ چار بار نکالی کریں ہوگی۔ یہ نکالی بھینے کے اقل
دھن میں اور آخر دھن میں نہیں کی جاتی۔ بکھر
درمیان کے دھن میں ۔

تلائی کرتے وقت اگر تھوڑی سختی کھاد بھی ڈالنے
جائیں تو پودے اچھی پروش پائیں گے ۔
جب تلائی کر چکیں اور کھاد ڈال دی جائے ۔ تو
پانی کی بھی ضرورت ہو گی ۔ تلائی کرتے وقت تھوڑی
تھوڑی مٹی پر ایک پودے کی چڑوں کے پاس جمع
کر دینی چاہئے ۔ تاکہ پودے سیدھے تھوڑے ریلیں
اور اچھی پروش پائیں ۔ اس بات کی بہت احتیاط
چاہئے ۔ کہ سی قسم کا کیشا اُس کو نہ لک جائے ۔
اگر کیڑا لگنا شروع ہو جائے ۔ تو اُس کو نہ ڈالنا
چاہئے ۔

اگر کھیت میں بچھ پودے خیک ہو جائیں ۔ تو
اُن کی جگہ اور پودے ذخیرے سے آکھاڑ کر لگائے
جائیں ۔

چیت کے جینے میں اس کو ایک بیماری ہو جاتی
ہے ۔ جس سے پتے کشڑ جاتے ہیں ۔ یہ بیماری
اُس کی فصل کا لفڑان کر دیتی ہے ۔
جب اُس کے پودے میں دس بارہ پتے ہکل آئیں ۔
 تو اُپر سے اُس کی کنہلیں فوج ڈالتی چاہئے ۔
اور چڑوں کے پیچے جو شکریے بھوٹ آئیں ۔ وہ
بھی فوج ڈالے جائیں ۔ اس عمل سے جو پتے
موجود ہیں ۔ وہ خوب تیار ہو جائیں ۔ اور پری
ملہ پنجاب میں اس بیماری کا نام کوہڑ ۔ لا علاج
بیماری ہے ۔

پروردش پائیں گے ۔

ہام طور پر اس کے پوچھاں میں سوال پیشے سے
زیادہ ہیں ہوتے۔ چوٹیاں نوچئے اور شگونے توڑنے
کلہ کام پالنے سے پہلے کیا جائے۔ جب پتوں پر
زرد سی رنگت پھتا جائے۔ اور ان پر جھنڈیاں پڑ جائیں۔
تو سکھنا چاہئے۔ کہ فعل نیتاں ہو گئی ۔

ایک علامت اس کے پک جانے کی یہ ہے۔ کہ اس
وقت بہت کڑوی بو اُس کے پودے سے آتی
ہے۔ جب یہ علامتیں پائی جائیں۔ تو اُس کا کہیت
کاٹو۔ دو دن تک کئے ہوئے پودے کہیت میں
ہی پڑے رہیں۔ تیسرا دن سورج کے نکلنے سے
پہلے جمع سکر لیا جائے۔ اور جمع کئے ہوئے پودوں کا
چکتا پاندھ کر اُس کو پڑے یا ہری سے ڈھاپ
دینا چاہئے۔ اس عمل سے ان کئے ہوئے پودوں کو
خوب گرمی پہنچئی۔ جب دو دن گزور جائیں۔ تو تیسرا
دن اس چکتے کو کھوں کر پھیلا دینا چاہئے۔ اور
ایک دھوپ دے کر دوسرا دن کی صبح کے وقت
سورج نکلنے سے پہلے وہ پودے کئے ہوئے پھر
ایک جگہ اٹھ کر سر چکتا باندھ دیا جائے۔ پھر دو
دن کے بعد رات کے وقت وہ چکتا کھوں کر خوب
ملایا اور بھاڑا جائے۔ اور سورج کے نکلنے سے پہلے اُسی
سلہ پنجاب میں جھنڈیوں کو کامی کئے ہیں ۔

۲۷ پنجاب میں چکتا کو چکہ کئے ہیں ۔

طرح پر باندھا چاہئے۔ اور اُس کو پھر درے یا پکڑے سے ڈھانپ دیا چاہئے۔ تیرے دن پھر وہاں سے ہلا جلا کر نہ سی چمگ اگانا چاہئے۔ ایسا عمل جو چند بار کیا جاتا ہے۔ اُس سے ٹینڈی نرم ہو جاتی ہے۔ پکٹے کے باندھن سے یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ وہ اپنے ہی عویش میں بھیگ کر نوب درست ہو جاتا ہے۔ پھر پودوں کو درمیان سنتے چیز چیز کو رتی کی طرح بٹ لئتے ہیں ۱

و زمین پر اسی جنس کو جلد یعنی ٹانٹے میں۔ وہ اسی طرح ہے جکھ لکھ کر چینچ دیتے ہیں۔ کہ تباکو خٹک پکڑ کر ٹانک میں کم ۲ ہو جائیں۔ اور جو اسے گھر کے برتاؤ کے داسٹے رکھتے ہیں۔ وہ اُس کو سکھا بیٹھتے ہیں ۲

برسات کے نہیں میں ۳ ہیں تھیں تھے تیک رکھنا چاہیے۔ اُنہوں اس جنس کو سبیں پکڑ کر بانیگی۔ تو اُس کا سکڑوا پیٹا کم ۲ ہو جائیگا۔ اور ٹینڈے چینچے داسٹے پھر اُس کو اپنی بیچھے۔ اگر یہ جنس پکڑ آئی ہے۔ اور سکڑوا پیٹ اس میں باقی ہے۔ تو پکانا تباکو بشرطیکے اس میں کریما ہے۔ وہ۔ نئے نئے زیادہ قدر پاتا ہے۔ یہوںکے پر ۴۔ تباکو کی سکڑواہٹے مختصر نہیں ہوتی ۵۔ بعض قلیں تباکو کا بونا اپنی گسرشان رکھتے ہیں۔ اُن کی غافلی ہے۔ جب بکھر چینچیں بوتے ہیں۔ تو اُس کے پونے میں کیا نہ مانی ہے۔ ۶۔ میں تو اسکے

جنسوں میں سے ہے اور زیادہ مول دلائی ہے۔ جو زمیندار خفہ پیتے ہیں۔ اُس کے مول یعنے سے نیچے جا چکنے۔ چبانے۔ بننے۔ سوچنے میں اس کا زیادہ برتاؤ ہے۔ اس کے خفہ پتے۔ پان۔ چنے۔ کھنے میں ڈال کر کھاتے ہیں۔ اور خفہ بغیر چونے و پان دغیرہ کے کھا جاتے ہیں۔ خفہ پتے والے اس میں شیرہ ملا کر اور کوٹ کر پتتے ہیں۔ پھر اڑی علاقوں میں تو شیرہ کیا ب ہے۔ وہاں خفہ ہی پتی جاتے ہیں۔ باریک پیس کر ہلاں بنایا جاتا ہے۔ جس کے دانتوں میں درد ہو۔ وہ اس کے پتوں کو دانتوں پر ملتا ہے۔ تو دانت اچھے ہو جاتے ہیں۔ غرض کر جبکہ بلمغہ دور کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔ مگر دراصل جس قدر بلمغہ جسم سے نکالتا ہے۔ اُس سے زیادہ پیدا کرتا ہے۔ اسی واسطے تمباکو پتتے والے جب زیادہ بولٹھے ہو جاتے ہیں۔ تو وہ بلمغہ سے زیادہ خراب ہوتے ہیں۔

پودھوال سبب

پلوست

اس سے بُشہ ہوتا ہے۔ اس لئے زمینداروں کو
لہ پنجاب میں ہلاں کو نشواد کئے گئے ہیں۔

اے استعمال نہیں کہنا چاہئے۔ مگر اس کی کاشت سے زینداروں کو آمدی اچھی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ تھوڑی سی محنت اور تردد سے اس کی بہت پیداوار ہوتی ہے۔ ایوں بھی پوست سے ہی بنتی ہے۔ اس کی تجارت کا سلسلہ چین وغیرہ کے ساتھ جاری ہے۔ اگر اس کی کاشت میں ترقی ہو جائے تو ٹکٹ کی دولت بھی بڑھی گی ۷

یہ معلوم نہیں ہے۔ کہ آیا یہ جنس باہر سے اس نک میں آئی یا یہاں کی اصلی پیداوار ہے۔ سب سے زیادہ فائدہ اس میں یہ ہے۔ کہ تھوڑے عرصے میں تیار ہو جاتی ہے۔ اور محنت کا نتیجہ جلد مل جاتا ہے ۸

۹ جنس دو مطلبوں کے دامنے بوجی جاتی ہے۔ یا تو اس کے پودوں سے ایوں نکالتے ہیں۔ یا پوست ہی رکھ لئے ہیں۔ اس میں سے ایوں نہیں نکالتے۔ پوست سے جو دانے نکالتے ہیں۔ ان کو خشناش سکتے ہیں۔ خشناش طاقتور دوا ہے۔ عمدہ غذا ہے۔ اس کا ذکر سبق کے اخیر میں کیا جائیگا ۱۰

خشناش کے دانے دونوں صورتوں میں حاصل ہو جاتے ہیں۔ خواہ پوست کے ڈوڈے رکھتے چاہیں یا پوست سے ایوں نکال لی جائیں۔ ابتدہ جس ڈوڈے سے ایوں نکال لی جاتی ہے۔ اس میں سے خشناش کم نکلتی ہے۔ اور جن ڈوڈوں میں سے ایوں نہ نکالی

چاہئے۔ اُس سے خشناش کے دائرے زیادہ تھیں۔ اُس کے واسطے پولی زمین چاہئے۔ جو زیادہ محرخ رہنگت کی نہ ہو۔ بلکہ سفیدی مائل ہو۔ اور اس میں ریت کی ملاوٹ بھی کم ہو۔ اور سخت بھی زیادہ نہ ہو۔ عموماً پوست ٹھاؤں کے سگروں اگر واٹی نہیں میں بولی چاہئے۔ سینوں کو وہ زمین ماقتوں ہوتی ہے۔ اُس میں کھاد خود سینوں زیادہ پڑتی رہتی ہے۔ جس زمین میں یہ جنس بولی جاتی ہے۔ اُس میں فصل خریف عموماً نہیں بولی جاتی۔ خریف میں زمین خانی چھوڑی جاتی ہے۔ پوست کی چند قسمیں ہیں۔ مگر اس کے نیچے سے اس کی قسمیں پہچان میں نہیں آتیں۔ جب اس کے پرودوں میں پھول تھلتے ہیں۔ تو ان کے مختلف رنگوں سے ان کی پہچان ہو جاتی ہے۔ یہ جنس باہلوں میں پھولوں کے واسطے بھی بولی جاتی ہے۔ اس کی عالمیہ قسم ہے۔ اس کے دائے بھی چھوٹے چھوٹے

لہ غلخ شاہ پور اور کٹو کے علاقے میں اس جنس کے یونے اور افیون کے پیدا ہونے سے مالکزاری سرکار کی ادا کی جاتی ہے۔ افیون کی پیداوار کے بنیروں کے زینداروں کو مالکزاری سرکار کا ادا کرنا مشکل ہے۔ اگر افیون وہاں پیدا نہ ہو۔ تو ان کی بربادی کی صورت ہو جاتی ہے۔ اس واسطے بہ چھوٹے بڑے زیندار اپنی طاقت کے موافق اس جنس کو بڑتے میں۔

اور سیاہ رنگت کے ہوتے ہیں۔ اس کے پھولوں کی پنکھڑیاں ٹھنڈے کے پھولوں کی طرح ہوتی ہیں۔ اور اس کے ڈوڈے بہت پھولے چھوٹے ہوتے ہیں ۷ آنی اور بارانی تسویں کی زین میں یہ جنس ہو جاتی ہے۔ پہاڑی علاقوں میں تو یہ جنس سیلاں اور بارانی تین میں بغیر پانی دینے کے پیسا ہو جاتی ہے۔ سیدان سکے ٹکلوں میں تو سوائے خاص کی وجہ سے کم جہاں بولی جائیگی۔ پانی دینے کی ضرورت پڑنے کے بعد جہاں بولی جائیگی۔ اس جنس کے واسطے بھاروں یا اسوجہ کے دینے سے مل چلانے شروع کیں۔ پانچ بجھ دفعہ مل جوڑنے کی ضرورت ہوگی۔ سماں بھی پھر اچھا کر کھیت کی سمنی بست باریک کی جائے۔ خڑک کر کھیت کی سمنی بست باریک کی جائے۔ پہاڑی علاقوں میں جیسا کہ اس جنس کے ہونے کے واسطے سیدان میں زین جوئی جاتی ہے۔ ایسے ہل نہیں چلاتے ہیں۔ مگر وہاں تکھوڑے مل چلانے سے وہی فائدہ ہو جاتا ہے۔ جو دین میں دیادہ مل چلانے سے نکلتا ہے ۸

جس زین میں بست بونا ہو۔ اس میں پہلے باریک اسکے گلی ہوئی کھاد ڈالنی چاہئے۔ یوئے ہوئے بست سی کھاد کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر باریک اور گلی ہوئی کھاد نہ ملے۔ تو جیسی کھاد مل جائے۔ دیسی ہی ڈالنی مناسب ہے۔ مگر وہ کھاد اس کے پیدوں کو پورا فائدہ نہیں دیگی۔ وجہ یہ ہے۔ کہ

اُس کے دلستہ چھوٹے اور باریک جوستہ ہیں۔ اور جب کھاد موٹی ہوئی تو اُس کے پودے اچھی طرف سے کھاد کا حرق دیکھنے لگے۔ جب تک کھاد کے اجوا بہت باریک نہ ہوئے۔ اُس کے پودوں کی پروگر کے دلستہ کار آہ نہیں ہو سکتے + کاٹ کے بھینٹ کے شروع سے پتہ رہوں مارنے تک پوست بھا جاتا ہے۔ پہاڑی خلاقوں میں بھی بھی پوں اور مک کے سینوں تک ہاتے ہیں۔ جس روز اسے بیٹا ہو۔ اُس سے پہلی رات کو تھوڑے تھے پانی میں اس کے بیک کو لکھوڑ کر کسی برقی میں رکھ دیتے ہیں۔ پانی صرف اس قدر ڈالا جائے۔ کہ اس کے دانے جذب تھے ہیں۔ رات کے وقت اسی طرح پر بار پر بھیک بھیکا رہتے۔ پھر صبح کے وقت بیبا جائے۔ یوں تے وقت بیچ میں مٹی یا ریت یا راٹھ طباٹی ہائے اور کھیت میں دو ہیں دنخہ ہوڑا چھوڑا سائیچ ڈالا جائے۔ اس کا بیچ ایک چھٹا نک اسے لے کر ڈپڑھ چھٹا نک تک فی کھنال ڈالتے ہیں۔ جو فی ایک دس چھٹا نک سے پندرہ چھٹا نک ہو جاتا ہے۔ جس کھیت سے افیون نکالنی ہو۔ اُس میں بونے کے بعد چار چار فٹ کے نکھلے پر ایک سیدھی آویں نکال دی جائے۔ اُس سے یہ نامہ ہو گا۔ کہ افیون نکالنے والے آسانی ہوں۔ اور معلوم رہے گا۔ کہ دو آڑوں کے درمیان کے پودوں سے افیون اٹھاتی

گئی ہے۔ گویا یہ بیل کی آڑ تمار کا کام دیگی ہے
جہاں کوئی دھیرہ سے پانی دینے سکے والے کیا رہا
بنائی جائیں۔ وہاں وہی مطلب اُن کیا رہوں سے حاصل
ہو جاتا ہے۔ تین چار دن میں اس کا بیک نہیں سے
کھوٹ کر نکل آتا ہے۔ جب تین چار پتے نکل آئیں۔
تو ملائی عکسی جائیں۔ ملائی عکسی میں احتیاط چاہیے۔
کیونکہ اس کے پودے بہت نرم ہوتے ہیں۔
کسی اوزار اوزار دنائی وغیرہ سے اس کی ملائی
کی جائے۔

جو پوست مانگ لے پھاگن کے عینہوں میں یا اس کے
بعد بیا جائے۔ اس کی ملائی چیز کے میٹنے میں کرنی
چاہیے۔ پھر جب پودے ایک ایک فٹ کے ریاہد
ہو جائیں۔ تو جیسی دفعہ بھی نعلانی کرنے کی مناسب
ہے۔ اس کے بعد پھر کوئی ملائی نہیں بھتی ہے۔

اس جنس کو متوسط مقدار کا پانی دیا جاتا ہے۔
چار پانچ دفعہ سے زیادہ پانی دینے کی ضرورت نہیں
ہوتی۔ اگر یہ کسی نہ کے کنارے بیا جائے۔ اور نہ
سے پانی دیا جائے۔ تو بست احتیاط رکھنی چاہیے۔ کر
ضرورت سے زیادہ پانی نہ دیا جائے۔ اس کے پودے
نرم ہوتے ہیں۔ اس نرمی کے باعث زیادہ پانی جذب
نہیں کر سکتے۔ اور نہ زیادہ دھوپ سے سکتے ہیں۔
میدانی ملک میں اس جنس کے پودوں میں
سلے بیخاب میں ایسا اوزار کیلئے کے نام سے شہور ہے۔

چھائی کے دنوں میں پھول لگنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور چیت کے چینے میں ڈوڈے آ جاتے ہیں۔ اور چیت کے اخیر سکاٹ لیتے ہیں ۔

پھٹری علاقوں میں اس جنس کا پودا بیساکھ کے چینے میں پھولنا شروع ہوتا ہے۔ اور اس چینے کے اخیر یا جیٹھ کے شروع تک انیوں نکالنے کے واسطے ڈوڈے تیار ہو جاتے ہیں۔ اس میں ڈوڈے لگ جائیں۔ تو اس کو جانوروں سے بچانا چاہئے۔ طوٹے اس کے ڈوڈوں کو ستر ڈالتے ہیں۔ اگر بڑے بڑے کھیت ہوں۔ تو دن کو کھیت کی بیٹھات کے لئے ایک آدمی کی ضرورت ہوگی۔ طوٹے کے سوا اور کوئی جانور اس کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ البتہ زیادہ بارش کے سبب سے اس کے ڈوڈے کسی قدر خراب ہو جاتے ہیں ۔

انیوں کے نکالنے کا طریق یہ ہے۔ کہ جب ڈوڈیں کے اوپر سے پھول گر جائیں۔ اور چار پانچ دن گزرا جائیں۔ اور ڈوڈے سبز ہوں۔ تو شام کے وقت اُن کو ایک لوہے کے اوڑار سے جو نئے کی شکل کا ہوتا ہے۔ ڈوڈے کی ایک طرف میں تین شکاف دیتے ہیں۔ ان شکافوں کا درمیانی فاصلہ نصف اربع سے کم ہوتا ہے۔ رات کے وقت اُن شکافوں کی جگہ سے عرق نکل کر پوست کے ڈوڈوں کی پشت پر جم جاتا ہے۔ لہ پنجاب میں جنہے کو نیرنا کہتے ہیں۔ یہ وہ آں ہے۔ جس سے ناخون اُنار سے باتے ہیں ۔

پھر صحیح کے وقت بروپے یا لکھتی کی کٹھپھی سے اُس جمی ہوئی رس کو آتا رہتے ہیں۔ وہ آتا اور جما ہوں عرق اُس پڑے کے ڈوڈے کا انیوں سکلاتا ہے۔ اور اس نتھے ہوئے عرق کے آتا رہتے کا ڈوڈوں پر سے عوایا یہ قاعدہ ہے۔ کہ کٹھپھی کو اول منہ کے لحاب سے تر کرتے ہیں۔ اس لحاب کے سبب سے اُس کٹھپھی میں انہیں نہیں لکھتی۔ جتنی دفعہ اُس کٹھپھی سے ڈوڈوں پر کی ایجاد کھڑپتے ہیں۔ اُتنی دفعہ منہ سے بھی سے کٹھپھی تر کر لی جاتی ہے۔ جب وہ ڈوڈ۔۔۔ نہیں ہو جاتے ڈو۔۔۔ تو ان سے عرق نہیں نکلتا ہے۔ اگر رہیں سخت پڑتی ہو۔ تو صرف بعد شکاف دہی سے عرق نکلے گا۔ پھر عرق نکلنا بند ہو جاتا ہے۔ اگر دوسرے شکاف ہو جا شکھ۔ بعض لوگ منہ کے لحاب سے لگا کر جو انہوں نکالی جاتی ہے۔ اُس کے کھانے سے نفرت کرتے ہیں۔ وہ یہ عمل کرتے ہیں۔ کہ جس وقت ایک دن کے نکالنے کا موقع آتا ہے۔ وہ تھوڑا تکھنی یا لگھی اُس اوزار کی توک کو نکالنے کے واسطے دے دیتے ہیں ۔۔۔

بارش کے دنوں میں ڈوڈوں میں عرق نہیں نکلتا۔ اگر کچھ نکلتا بھی ہے۔ تو دھویا جاتا ہے۔ اس واسطے اگر آسان پر لھٹا چھا گئی ہے۔ تو ایک دو دن کے واسطے انیوں کا نکالنا بند کر دیتے ہیں۔ اگر بارش بند نہ ہو۔ اور اسی بارش میں انیوں نکالی جائے۔

تو وہ افیون علیحدہ رکھی جائے ۔ یہ افیون ناقص قسم کی ہوگی ۔ دوسری اچھی قسم کی افیون کے ساتھ اگر یہ افیون ملا دی گئی ۔ تو باقی افیون بھی ناقص ہو جائیگی ۔ جب اس طریقے سے افیون ڈوڈوں سے نکال جائے ۔ تو فس کے آدھ آدھ سیر کی پڑیاں بنائے ہوں تک ہٹ کے خشک پتوں سے پیٹ دی جائیں ۔ ہر ایسی سیلی جگہ میں رکھیں ۔ جہاں ہوا بالکل نہ لگے ۔ گرمی اور ہوا کے سبب افیون خشک ہو جاتی ہے ۔
 جن پودوں میں سے افیون نہیں نکالتے ہیں ۔
 ان کے ڈوڈے کے جب خشک ہو جاتے ہیں ۔ تو ان کو کاٹ کر مکھا لیتے ہیں ۔ بہ ڈوڈے خشک ہو جاتے ہیں ۔ تو توڑ کر خشک بخشنک نکال لیتے ہیں ۔
 جن ڈوڈوں میں سے افیون نہیں نکالی جاتی ۔ ان کو اسی طرح رکھ لیتے ہیں ۔ خریدار سچ خشک شرمول لے لیتے ہیں ۔ یہی گزر یا ڈکان پر نہ چاکر ایک باریک اپنے کی سلائی سے ان ڈوڈوں میں سوراخ کر کے خشکاں نکال لیتے ہیں ۔ اور خالص ڈوڈے پینے کے واسطے رکھ لیتے ہیں ۔ یا فروخت کر دیتے ہیں ۔
 جن ڈوڈوں میں سے افیون و خشکاں نکال لی جاتی ہے ۔ عام لوگ ان ڈوڈوں کو پھینک دیتے ہیں ۔ کہ ہے ۔ عام کام کے نہیں رہتے ۔ مگر بعض آدمی اُن کو کوٹ کر اور پانی میں ڈال کر ابیال لیتے ہیں ۔ جب دو تین دفعہ دو ڈوڈے پانی میں بتوش کرتے ہیں ۔

تو اُس پانی کو سرد کر کے کپڑے میں ڈالی کر چنان
لیتھے ہیں۔ پھر صاف کئے ہوئے پانی کو پہنچتے ہیں۔
جب پانی سوکھ جاتا ہے۔ اور کچھ عرق اُس کا بجا
ہجوا رہ جاتا ہے۔ اُس کو افیون میں ملا دیتے
ہیں ۷

بہت لوگ افیون کی پہنچیوں کے بیچ میں چھوٹے
چھوٹے گنگے اور پتھر کے ریزے ملا دیتے ہیں۔ جس
کے افیون کا وزن زیاد ہو جاتا ہے۔ مگر یہ اُن
کی غلطی ہے۔ اول تو خریدار طوں کر نکال دیتے
ہیں۔ اور اگر یہ ملاوٹ معلوم ہو جائے۔ تو اُس
افیون کا ترخ سدا ہو جاتا ہے ۸

بعض لوگ ایک عمدہ قسم کی ملاوٹ افیون میں
کرتے ہیں۔ اس طرح پر کے گیوں کا نشاستہ اور شہد
اور ریش لے کر اس کو پہنچتے ہیں۔ اور اچھی طرح
پہ باریک کر کے اُس میں نشاستہ ملا دیتے ہیں۔ پھر
شہد ہیں شہد کے برابر پانی ملا کر اُس کو آگ پہ
رکھ کر جوش دیتے ہیں۔ جب جوش دیتے دیتے پہ
حالت ہو جائے۔ تو شہد کا قطرہ پانی میں ڈالا جائے۔
تو جم چائے۔ اُس کو اٹار کر وہ مرست نشاستہ
ملا دیتے ہیں۔ پھر وہ بالکل افیون کی شکل بن
جاتا ہے۔ اس کی کچھ بیچان شوں ہو سکتی۔ لگت۔
لگتا ہے۔ لیکن دخڑو اُسی میں سب پیدا ہو جاتی

ہے۔ صرف خدا ہے ہے۔ کہ نشہ نہیں ہتا +
 اس کے پرلوں تک پرلوں کی بھی بھلتے ہیں۔
 مگر صرف اس وقت جب، پرلوں کے چھوٹے چھوٹے
 ہوں۔ پرلوں سے بدب ایک بندھتے زیادہ ہو جائیں۔
 پھر بھی بھیں بھلتے۔ تکمک اس وقت اس کے
 پرلوں تک اسی قدر نہ ہو جائے۔ بندھتے
 ایک کیا اپنے نہیں ہے۔ لش خلیل کے
 دلے بڑی طاقتور پیڑی ہے۔ اس کا بولٹ، پام کے
 زیادہ چکنا اور کسی ہے۔ اگر سرخ، دل بانٹ
 و سر کا درد اور لشکی دود کر رہا ہے۔ اگر خلیل کا
 کا شیر و نکال کر اس کا آٹھ میں بنا دیا ہے۔ تو دہ
 مفر کو طاقت بخشت ہے +
 بخشت ایں بھی اس کی بنا دی جاتی ہے۔ اس کو
 گھوٹ کر اور دل میں ملا کر پھری ہیں تک
 ہیں۔ تو پھری مزیدار ہو جاتی ہے +
 ہندو نوگ ایک روند رکھتے ہیں۔ اس میں ۵۰
 زیادہ خشماں ہی کی سرماں ہیں۔ اگر وہ اسی
 بنائے کر سکتے ہیں۔ اس طاقت میں خشماں کے
 دلے اناج تصور نہیں ہوتے +

حیثیت کی کتاب کا

تیراحست

باغ کے میوے اور ترکاریاں

باغ عموماً اس زمین کے مکملے کو بھتے ہیں کہ جس میں بہت سے میوہ دار درخت ہوں۔ اور اس میں پھلواڑی یا ترکاری بھی ہو۔ جس طرح ذیور اور سپرٹے سے انسان کی زیبائش ہے۔ اسی طرح زمین کا اگر جنگل کے خود رو رفتہوں اور باغ کے بیل بولوں سے خوش نہایں بن جاتا ہے۔ جس زمین کے مکملے پر زیادہ باغ ہوں۔ وہ مکمل اس زمین کے مکملے سے زیادہ دل پسند اور خوش نہایا ہوگا۔ جس میں باغ خیس + باغوں سے یہ فائیکے نہیں۔ اول۔ نظر کے واسطے ترو تازگی اور روح کو فرحت +

دوام۔ نیز وہی کی سی مقوی خدا کا مل جانا +
 سوام۔ نیز قسم کی ترکاریاں +
 بیوں میں عموماً وہ ماءکے زیادہ ہوتے ہیں۔
 جن کے کھانے سے جن کی طاقتی پڑھو۔ بھے۔ اور
 عرصے تک قائم رہتی ہے۔ اور ترکاریاں کے قائمے
 وظاہر ہیں۔ کہ اُن سے خود ہدایت ہوئے ہے۔
 اور دنرانی خواہ گام بہت سببہ میں
 اس طک کی آہن دہ دہ دہ سو شدید دربجہ کی پہنچے۔
 زیادہ گرم نہ زیادہ سرد (خاص پسادی تھے اور خاص
 گرم جگہ اس سے مستثنی ہیں) اسی واسطے اُن بیوں
 اور مصالحوں کے سوا بھی بہت ہی گرم طک میں
 پیدا ہوتے ہیں۔ یہ دو ہوئے اور پھل جو بہت
 سر و گھوں میں پرورش پا کر تیار ہوتے ہیں۔
 باقی ہام قسم کے بیو سے دہ دندھا اور ہر قسم کی
 ترکاریاں اس طک میں پیدا ہو سکتی ہیں +
 جو کچھ عام طور پر اس طک کی زمین میں طاقت
 زیادہ ہے۔ اس واسطے مدل سے زیادہ محنت اور
 عرتوں باخ کے لائے میں میں ہوتا۔ باخوں کے واسطے
 پولی اور زرم زمین جس میں بہت سی بہانی تھے لے
 ہوں۔ اور سخنی کی ریستا بھی ہے۔ اچھی بوتی
 ہے۔ ایسی زمین کے پچھائے کا ذکر پہلے باب میں
 گھر چکا ہے +
 مستطیل یا متواری الاضلاع کی فکل کا باخ عدو

اور خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ اُس کی دلخیں چڑھی
چوٹی چڑھتی ہے۔ جو کہ ہم کامیابی فرش کہے۔ چڑھی ہوں۔
اور اُس مخصوص کے تکارکے پر ایک ایک فٹ تکھاس
اگر تکاری جائے۔ تو زیادہ مخصوص اور تمام ہے۔
اور اُس نے تھوڑے لٹکتے پھر اور تکاری کے داسٹے
سکونتیں تھیں کہ اکیاری بیٹھا ہے۔ اس سے باقی
کی تباہی ہے۔ جو باقی۔ خوبصورت تکاری کے باقی
کی صورت بھی ایک جو جاتی ہے۔
جسیں پانچ تاری ہے۔ اول تاریں شی دو دو
شی کری کھو دی ہے۔ اور اُس پر بھی ایک کری
تک کھو دی جائے۔ اور مٹی خوب باریک کی جائے۔
پھر زمین کو پھوڑ کر کے پانچ دیا جائے۔ جب زمین
میں آں آ جائے۔ تو اُس میں اور شیں اور کیاریاں بھائی
جا سکیں۔ پھر جس چڑھا بیٹھ جوایا جائیکا۔ اچھی طرح
پیدا ہوگا۔ تھلف تھوں کے درخت جو باقی میں
لکھے جاتے ہیں۔ اُن سے یہ فائدہ ہے۔ کہ
کسی قسم کے سیڑوں سے پوچھیں اور سیڑوں کا
بجاو ہو جاتا ہے۔ تیوکر بعض ویسٹ ایک قسم کے
سیڑوں کو زہبیت ہوتے ہیں۔ بعض درست قسم کو
اگر ایک اسی قسم کے درخت لگاتے ہیں ہوں۔ اور
اُن کو ایک اسی قسم کا کیڑا لگا گیا۔ تو یہ سے
درخت اس سیڑے سے ضائع ہو جائیگے۔ یک یہ بھی
فاائدہ ہے۔ کہ مختلف تھوں کے درست اور طرح

طرح کی ترکاریاں مل سکتی ہیں۔ اس کے سوا جب مختلف قسم کے درخت نکالنے گئے۔ تو ان کی جڑوں کی بھی مختلف بناوٹ ہوگی۔ کسی کی جڑ بہت گردی۔ کسی کی پچھے کم۔ کسی کی آڑی۔ کسی کی ترچھی۔ اس سبب سے وہ آندھی و غمہ کی آفتوں سے محفوظ رہیں گے۔ باعث کے خوبی و شفی کوئی طرف کسی تھے زمین خانی رکھنی مناسب ہے۔ اس اس عکس میں دوسرے تکلیف کی آئی بودی تکاریاں نہ پڑوں تھے پہنچ بولنے جائیں، اور اپنے تکاریا جائیں۔ تو اس طبقہ کو پہنچتے ہوئے موسم میں ایسے پوتوں کو جو بیوبت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اور دھرمیہ ہل دنوں میں جو بیوبت کی طرف سے خوب لگتی ہے۔ اس اس باعث کے شمال اور مشرق کے کوئی نہیں بنایا جائے۔ اگر زمین کی سطح کسی طرف کو اونچی ہے۔ تو دہان نکالنا چاہئے۔ غریب الہی جگہ ہو۔ جہاں سے باعث کے ہر ایک موقع میں پالن پہنچ سکے۔ اگر ہر سے بڑے باعتوں میں جگہا جگہا قسم کے نیوں سے دار درختوں کے پچھوٹے پچھوٹے نکلنے اجدا جگہا لکھنا چاہیں۔ تو وہ سختے باعث کی خوبصورتی رہے چاہیے۔ اور ایک بچہ ہونے کے سبب سے ہیوں، اور ترکاری کی تیاری کے وقت خافت آسمان سے ہو سکیں گے۔

پھرلا سبق

آم

آم اسی تک کی پیدائش ہے۔ اسی تک سے دوسرے
نکلوں میں گیا ہے۔ اس کا درخت عوامیہ تک قائم رہتا
ہے۔ اور پھر کثرت سے دیتا ہے۔ جن میں زیادہ
فائدہ ہو چاتا ہے۔ اس کی کمٹی بھی مضبوط ہوتی
ہے۔ عمارتوں نے کام آئی ہے۔ زیادہ خوبی اس
پیڑی میں یہ ہے۔ کہ جب اس کے پودے جوان
ہو جاتے ہیں۔ پھر کسی قسم کی بہادری کی ضرورت
نہیں رہتی۔ ایک دفعہ کے لئے ہوئے تھے چار پشت
تک کھڑے رہتے ہیں۔ اور آمدی کی صورت بی
رہتی ہے +

اس بیوے کی بہت سی قسمیں ہیں۔ اور ایک
کے نام تھا : قامت۔ رنگ ڈھنگ اور ذات کے
سبب سے ہذا ہذا ہیں۔ مثلاً لہڑوا۔ لکھا۔ سونفیا۔
دوپیا۔ پھنڈیاں۔ سہپیا۔ سندھوری وغیرہ دشیرہ +
اپ اس کے سوا دو قسموں کے آم اور بھی
لئے بجا بھاگ میں اس آم کو بھٹداری یا بھٹ رو کتے

ہیں +

اس ملک میں پیوند کے ذریعہ سے پیدا ہو گئے ہیں۔
ایک بیٹی۔ دوسرا بالدہ۔ اب اس ملک میں دن بہن
اُن کی ترقی ہے +

اس میوے کے پیڑ کے نئے متوجہ درجے کی آب
د ہوا چاہئے۔ اگر کسی موسم میں زیادہ سردوی یا
زیادہ گرمی پڑے گئے۔ تو اس کے پودے سوکھ جلتے
ہیں۔ بڑے سرو پھاڑ یا زیادہ گرم جد میں یہ درخت
لٹڑ نہیں آتے۔ اس میوے کے پودے سے گرمی کی
سختی اس صورت میں آہٹا سکتے ہیں۔ کہ اُن کو
پانی دیا جائے +

آم کے پودے کو زیادہ سردوی کی براحت نہیں
ہے۔ سمجھی تجھی دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ اگر درخت
پکلا زیادہ پڑے۔ تو دس دس بارہ بارہ برس کی
عمر کے پودے مارے جاتے ہیں۔ اور پانکھ سوکھ
جاتے ہیں۔ اس کے درخت کا عرق کلکھا ہوتا ہے۔
پانی کی طرح پکلا نہیں ہوتا۔ اسی واسطے اُنکے
دفعہ سوکھ جائے یا کھٹا جائے۔ پھر دوبارہ پھوٹ
پیدا نہیں ہوتا۔ یہ نیوہ اچھی قسم کا وہ ہوتا ہے۔
جس کا رس پتلہ اور بیٹھا ہو۔ وہ مٹھی چھوٹی ہو۔
ریشہ اور صوف پانکھ نہ ہو۔ چھلکا موٹا ہو جرہے
کے واسطے ایسے ہی آم زیادہ پسند کرستے ہیں۔
اس کے پودے دو طریق سے لگاتے ہیں۔ ایک خ
بیوند چڑھانے سے۔ دوسرا نیچ جاتے سے +

پیوند ایسے پودوں پر چڑھتا ہے۔ مگر یونے سے پیدا ہوئے ہوں۔ آم کا پیوند اور درخت پر نہیں چڑھ سکتا۔ اور پیوند بھی ڈالی کا چڑھیگا۔ دوسرا نہیں۔ پیوندی پودوں میں پھل جلد آتا ہے۔ مگر درخت اتنے عرصے تک قائم نہیں رہتا۔ جتنا بیج کا بیجا ہوڑا درخت۔ اب کے بیج بونے کا یہ طریق ہے۔ کہ اول ایک سیاری طیار کی جائے۔ اس میں آم کی گلیوں کا ذخیرہ لگایا جائے۔ سمجھی علیحدہ گلیوں میں بھی گلیاں نکار دی جائیں۔ سچلی تازہ اور سچلی لکھانی چاہئے۔ خشک کر کے شبوٹی جائے۔ کیونکہ اگر خشک کر کے بوٹی جائیگی۔ تو پیدا نہیں ہوگی۔ اس کی پہچان یہ ہے۔ کہ جب سچلی عینیں ہو۔ ہلائے سے کھڑستی نہیں۔ مگر خشک ہو کر آفاز دینے لگ جاتی ہے۔ جہاں اس کا ذخیرہ لگایا جائے۔ وہاں کسی گدر گلی ہوئی کھاد اور ایٹوں کی باریکے۔ روپری مٹی میں ملائی چاہئے۔ جب ساون کا موسم آئے۔ تو ذخیرہ لگائے کا نکر سیا جائے۔ اگر ذخیرے میں ثابت آم بویا جائے۔ تو اپنا ہے۔ جب ثابت آم یا گلیاں زمیں میں بوٹی جائیں۔ تو اُن کا درمیانی فاصلہ ایک ایک بالشت ہو۔ اور گلیوں میں تو علیحدہ علائمہ ہی ہوئی۔ بعض لوگ بونے کے وقت خود ریسی سیستوری سمجھٹی کے منہ کے اوپر رکھ دیتے ہیں۔ اس سے جو پھل آئندہ اس درخت سے پیدا ہوتے ہیں۔

اُن میں کستوری کی بُو آتی رہتی ہے۔ اسی طرح پر جب تک گھٹلی نہ پھوٹے اور شکوفہ نہ نکلے۔ سونف کا عرق پانی کی بجائے ڈالتے ہیں۔ اس سے بھی اُس درخت کے آموں میں سونف کا مزہ آتا ہے۔ اگر گھٹلی کو اُٹا کر کے بول جائے تو اُس سے جو درخت پیدا ہوگا۔ اُس کی ڈالیاں بیچھے کی طرف ہو کر اور پر جائیں گے۔ اور جبکہ طرح کا معلوم ہو گا۔

پیغ کے اوپر تین زین انج میٹی ڈالی جائے۔ اور ھوڑا ھوڑا پانی بھی دیا جائے۔ دو ہفتے کے اندر گھٹلی زین سے بچوٹ کر نکل آئی۔ جلاڑے کے دنوں میں ان پردوں کو سردی سے بچایا جائے۔ جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔ کیونکہ سردی زیادہ نفعان پہنچاتی ہے۔ جب اس کے پودے ایک برس کے ہو جائیں۔ تو گلدوں سے یا ذخیرے کی کیاری سے بدکر وسری جگہ لگائے جائیں۔ اُس وقت اُن پردوں کا درمیانی فاصلہ دو دو زین ناکہ کا ہو۔ مگر ذخیرے کی طرح وہاں بھی اسی کی پروردش کا دل سے خیال رکھا جائے۔ جب تیسرا برس ہو جائے۔ تو پھر اُس کے پودے وہاں سے اُکھاڑے چائیں۔ اور تیسرا جگہ جہاں اصلی موقع اُن کے لگانے کا ہو۔ لگا دئے جائیں۔ اُس وقت ان پردوں کا درمیانی فاصلہ بھی نہ سے کم نہ ہو۔ اس واسطے ک اس کے درخت بڑے بڑے پہلتے ہیں۔ اور اپنے

اہو جانتے ہیں۔ اگر نزدیک نزدیک لگانے کے ہوئے تو شوہر سے بھی عرصے میں سمجھان ہو جائیں گے۔ اور اچھا پھل نہیں آئیں گے ۔

ایک جگہ سے اکٹھا کر دوسری جگہ اور دوسری سے اکھاڑ کر تیسری جگہ لگانے میں یہ فائدہ ہے۔ کبودا جلد نہ پکو کر بڑھنے لگتا ہے۔ اور ابھی جوڑی خوب تامہ کر سکتا ہے۔ پھل سوٹا دیتا ہے۔ اگر اس کا پودا ایک۔ ہمیں بھر اگھا نہ پہنچے۔ اور تیسرا دوسری جگہ اکھاڑ کر نہ لگایا جائے۔ تو اس میں پھل دوسرے سے آئیں گے۔ اور چھوٹے پھرستے ہوئے ۔ جب تک اس پودے میں پھل نہ آئے۔ تب تک اس پودے کی جوڑیں گھاس دینیوں سے صاف رکھی جائیں۔ معمولی صورتوں میں دس بارہ برس کے بعد اس کے پیڑوں میں کوئی آجاتا ہے۔ اگر پچھلی نیلے ہے۔ اور اس کے پیڑوں کی پہنچ دست طبیت چہ کی کی گئی ہے۔ تو سات آٹھ برس میں بھی سور آ جاتا ہے ۔

جب مگر اس کے پیڑوں میں آنا شروع ہو جائے تو یہی چار سال تک وہ سور تراشتے رہیں۔ اس عرصے میں پودے سے پھل نہیں لہنا جاہے۔ اس عمل سے پودا جلد بڑھتا ہے۔ اور آئندہ اچھا پھل دیتا ہے۔ اگر یہاں عمل نہ کیا جائے۔ اور شروع

کے پیواب میں آؤں کے بعد کو ہمارا بار کتے ہیں ۔

ہی میں پھل لے لیا چاہئے۔ تو پودے کم زور رہتے ہیں۔ پھل بھی لذیذ اور اچھا نہیں لاتے۔ تین چار سال کے بعد بھی ایک دو یہیں تک تھوڑا تھوڑا سور تراشنا چاہئے۔ پیورا پھل نہ لیا چاہئے۔ جب ایک صینہ سور کے آنے میں رہ چاہئے۔ تو پیڑ کی جڑ سے تھنی نکال لیں۔ پندرہ روز تک اُس سے ہوا گئے دیں۔ پھر اس میں تھوڑی کھاد جس میں چھوٹی چھوٹی روٹی اور چلا ہو، باریک چونا ملا ہو۔ ڈال دی جائے۔ اور پھر تیرے جو سچے روز پانی لگایا جائے۔ جب پھل پکنے پر آئے۔ تو پانی بند کیا جائے۔ اگر اس وقت پانی زیادہ دیا جائیں گا۔ تو پھل کے ذائقے اور لذت میں فرق آ جائیں گا۔ عمدہ نہیں ہوگا۔ بیساکھ کے میسے میں اس کے پودوں پر چھوٹی چھوٹی سیریاں آ جاتی ہیں۔ اس اڑھے یا ساون کے میسے میں پھل پک جاتا ہے۔ بعض پودوں کے آم بھادوں کے میسے میں پکتے ہیں (راسی آم کا نام بھد پانی ہے) جب اس کے پودے میں سور آتا ہے۔ تو ایک کیڑا اس میں لگ جاتا ہے (جس کو پنجاب میں تیلا سنتے ہیں) وہ تمام سور خراب کر دیتا ہے۔ یہ کیڑا موسم کی غلکی کے سبب سے پیدا ہو جاتا ہے۔ سن گیا ہے۔ کہ اگر پانی کے پودوں کی جڑ کا وصول اس سے ملنے کیا چاہئے۔ تو کیڑا مر جاتا ہے۔ آم کا نیچ کھٹا ہو۔ تو اس سے جو پودے پیدا ہونگے

اُن کے پھل بھی دیکھئے ہی ہو۔ اور پیش کے
میٹھے۔ مگر اس میں زینت کی ٹاٹیر کو بھی دخل
ہے۔ اگر سیٹھ آم پیشی زینت میں پڑے ہائیں۔
تو اُن کا ڈالنے بھی کسی قدر ترش ہو جاتا ہے۔
اگر ترش آم پیشی میں دکان سے جائی۔ میں میں
خیال نادہ ریاہ ہو۔ تو اُر کے پھل کسی تدریجی
ہو جاتے ہیں۔ اگر ترش آم کی جنودیں میں دو ہزار سال بگ
طریق بانا کے مطابق پوچنا ڈالا جاتا۔ تو وہ کسی
تدریجی ہو جاتے ہیں۔

آموں کا ہر تبا اور اچار ڈال باتا ہے۔ اس کی
کھٹائی رنگرینہ رنگیں میں بہتے ہیں۔ یہ وہ کئی طرح ہے
کھایا جاتا ہے۔ اس کے پا پٹر بھی بہتے ہیں۔
اگر پیٹھ آم نکلیں پالنے میں ڈال دئے جائیں۔ تو
ایک دو سینے تک تغیر سکتے ہیں۔ اس طرح پر
پیٹھ آم بھی چند ترکیبیں سے قائم ہے۔ سکتے ہیں۔
مثلاً الگ روشنہ میں آم ڈال دئے جائیں۔ تو چند روز
تغیر جائیں گے۔ اگر اس کے پودے خشک جگہیں لگائے
گئے ہیں۔ تو اُن کی مدد کے قابلے کیلئے کام یوادا
بھی اس کے برابر لگایا جائے۔ جب آم نے پڑ
کا پیٹھ ایک فٹ کے قریب ہو جائے۔ تو کیئے
کام پودا کاٹ لیا جائے۔ ورنہ کیلئے بخوبی فائدے کے
تفصیل کریگا۔ کیونکہ اس وقت اس کے درخت کو

پیوں یا نیچ کا پیوں نہ بھی لگ جاتا ہے۔ یہ بڑا نیچ سے پیدا کرنا ذرا مشکل ہے۔ جو کو اس میں پھل بھی چھوٹے آتے ہیں۔ اس لئے اکثر پیکر میں پودے ہی لگائے جاتے ہیں۔ نیچ بستہ وقت میں پھریوں کا ضرور لحاظ رکھنا چاہئے۔ اول جہاں ہوئیں۔ وہاں دھوپ دا جی ہو۔ دوسرے زمین ریت والی ہو۔ تیسراے اندازے کا پانی دیا جائے۔ مگر زمین خشک نہ ہونے پائے۔ اسے زیادہ سائے میں نہ رکھا جائے۔ اور زیادہ پانی نہ دیا جائے۔ اور زیادہ دھوپ۔ اور گرم ہوا سے زمین سخت نہ ہو جائے۔ اگر ان باتوں کا لحاظ نہ ریکا۔ تو چھوٹے پودوں کے شکوفہ جو بہت نازک اور نرم ہوتے ہیں۔ مر جھا کر خشک ہو جائیں گے ۴

نیچ بولنے کے واسطے ایچا وقت بھار کا موسم ہے۔ اس موسم کے شروع میں جہاں اس کا نیچ بولیا جائے۔ اول وہاں پانچ چھ انج ریت ڈالی جائے۔ پھر جس وقت اس کے پھل سے نیچ نکالا جائے۔ فرو بودینا چاہئے۔ اور ایک ایک انج کا درمیانی فاصلہ رکھنا چاہئے۔ دو دو انج ریت اس بولنے ہوئے نیچ پر ڈالی جائے۔ اگر زیادہ ریت ڈالی جائیگی۔ تو نیچ کو پوری گرمی نہ پہنچی۔ اور پودے پیدا نہ ہوئے۔ اگر اور پورا نیچ جائیگا۔ یا ریت کم ڈالی جائیگی۔ تو نیچ سوکھ جائیگا۔ اگر نیچ پھل سے نکالا گیا۔ اور

پسے اُن پودوں کو احتیاط سے چکی تے ساتھ آنکھاٹ کر جمالِ ضرورت ہو۔ لگانا چاہئے۔ در صباٰنِ فاسد اُن پودوں کا ۱۵ فٹ کا ہو۔

قطاروں میں اس کے پودوں کا لگانا اچھا ہے۔

کہ سارے پودوں کو روشنی اور یہاں برابر پہنچے ہے نارنگی کے پودوں کو کوئی میں کا پانی نامدہ دیتا ہے۔

نہ کے پانی سے پورا فائدہ نہیں پہنچتا۔ اور اس سے پھل بھی کم آتا ہے۔ اور بندہ خشک ہو کر رکھ جاتا ہے۔ اس کے پودے یہی مارچ کے چینے میں پھول نکلتے ہیں۔ اور ایک ٹینٹ کے عرصے میں چھوٹے چھوٹے پھل نمودار ہوتے ہیں۔ اخیر فوہر اور شروعِ دسمبر تک اس کے پھل پک کر توڑنے کے لائق ہو جاتے ہیں۔

اگر نارنگی کے پھل موٹے اور ریسے بڑے کرنے منظور ہوں۔ تو جب ابھی چھوٹے چھوٹے ہوں۔ اُن میں سے نصف توڑ کر پھینک دیں۔ باقیِ نصف پھر اچھی پرورش پائیں گے۔ اور موٹے اور لزید ہونے گے انگلستان میں یہ عمل اکثر کیا جاتا ہے۔

اگر اس کے پھل درختوں پر پکنے کے بعد چھوڑ دئے جائیں۔ تو کچھ عرصے تک رہ سکتے ہیں۔ ہمایہ پھاٹ کے دامن میں تو مارچ اور اپریل کے چینے میں بھی اس کے پھل درختوں پر لگتے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔ درختوں سے نارنگیوں کو توڑ

کہ ۶۰ دو تین یعنی نہیں رکھ چھوڑتے
ہیں - اور ایک ترکیب سے جو بورپ کے مکمل
ہیں کی جاتی ہے - بعد ایک سال بھر تک دیے
گاڑہ ۶۰ سکھے ہیں +

پہنچا سہی

الوچہ اور آٹو میکارا

بہ لوہو دارخت ایک ہی قسم سے ہیں - اس دارخت
بعض بیگ ان کو ولایتی بیری کہتے ہیں - ان دارفو
درختوں کی بڑائی - موٹائی پتے اور ٹالیوں کی بنادوٹ
اور پھل پھول میں بہت لکھوڑا تفاوت ہے - آٹو جلا
کھٹا ہوتا ہے اور آٹوچہ کھٹک نہیں - اس لئے دارفو
کا ذکر کیا لکھا جاتا ہے +

یہ میوے ان مک کی پیداوار نہیں - دوسرے
مکلوں سے آتے ہیں - مگر ان باغوں میں ان کی
کثرت ہوتی جاتی ہے +

پہاڑی علاقوں میں اور سرد جگہوں میں ان کے
پودے اچھا طرح پختے پکھوتے ہیں - اور عرصے تک
قام رہتے ہیں - عدہ ذائقہ دار اور نفیس ہوتے
ہیں - گرم جگہوں میں چونکہ جلد پک جاتے ہیں -

اس لئے ایسے لذیذ نہیں ہوتے۔ اور زیادہ عوستہ تک
نہیں رہ سکتے۔ ان کے پہلے کئی رنگ کے ہوتے ہیں -
کوئی سہیہ مائل زرد - کوئی سرخ - کوئی سوئی
وغیرہ وغیرہ - جب باغ میں ان درختوں کے پہلے
پکے ہوئے لکھتے دکھائی دیتے ہیں - تو بہت خوبصورت
علوم ہوتے ہیں +

آؤپے کے پوکے دو طرح پر ہوتے ہیں -
ایک تو قلم لگانے سے - دوسرے نیچ لونے سے -
مگر دونوں صورتوں میں ان کو دوسرے آؤپے سے
پیوند کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر پیوند نہ کیا
جائے - تو جو درخت قلم سے پیدا ہوگا ہے - اُس
میں پہل نہیں آیا گا۔ اگر پہل بھی آیا گا - تو
اچھا نہیں ہوگا۔ اسی طرح جو پوکے قلم سے
ٹھائے گئے ہیں - اگرچہ ان میں بھی پہل تو آیا گا -
مگر بہت چھوٹا۔ پیوندی پہل کے برابر نہیں ہوتا +
آٹو بخارے کی قلم نہیں لگائی جاتی - عموماً نیچ
سے پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر اُس کو دوسرے آٹو بخارے
سے پیوند کرتے ہیں - بلا پیوند بھی پہل تو پیدا
ہو جاتے ہیں - مگر چھوٹے چھوٹے اور زیادہ توش
ہوتے رہیں +

ان کا پیوند آٹو - سیب - بھی - ناشپاٹی کے
درختوں ہی پر چڑھایا جاسکتا ہے۔ اور اسی طرح
پر پہلت پھولتا ہے - جیسا کہ ابھی اصلی قلم پر -

ان کو پچھلے کو یا ٹالی کا پیوند لگایا جاتا ہے +
یہ درخت جب جدا جدا لگائے جائیں - تو وہ بارہ بارہ
ماہی کا درمیانی فاصلہ رہے - اس ڈھنگ سے ان کو
روشنی اور ہوا اچھی طرح پسپھیل +
اگر آٹوپے یا آٹو بخار سے کافی ٹھیک ہے - تو
ایک برسی کے بعد اسی پر پیوند چڑھایا جائے +
اگر آٹو بخار سے کافی بخوبی ہے - تو وہ برس کے
بعد اسی کو پیوند کیا جائے - جب بارہ دوں پر پیوند
چڑھ جاتا ہے - تو عموماً دوسرے یا تیسرے برس
پھل لے آتے ہیں +

پس کے اسے پورا کر پھانگوں کے پیچے میں انہیں پھولی آتا ہے۔ جیسے
یا شروع اسڑاہ کے پیسے میں پھل پک جاتے ہیں۔
اور کھانے کے لائق ہو جاتے ہیں +
سرد جگنوں میں عام دستور کے مطابق پھول دیر
سے آتا ہے۔ اور میدان گھک کی نسبت وہاں اس
کا پھل بھی دیر۔ سے پکتا ہے۔ اس لئے وہاں کا
پھل میدان گھک سے نیا وہ پیٹھا اور لذت ہوتا
ہے۔ ان پودوں کی ڈالیاں اور اسی قسم تھے پڑوں
کی شیوں سے اپس میں اس طرح مل جائیں۔
کہ ایک ہی درخت کی شاخیں معلوم ہوں۔ تو ایک
دوسرے کو طاقت بھی پہنچتی ہے۔ اس کی لکڑی
کا عق پنلا ہوتا ہے۔ گاڑھا نہیں ہوتا +
جب اس قسم کے کمی درخت ایک قطار میں

اس طرح لگائے جائیں۔ کہ اُن کی ڈالیاں بڑی ہوکر آپس میں مل جائیں۔ تو یکساں مخفی ڈالیوں کیوں تکمیل کی طرح تراش کر ایک دوسری کے ساتھ اس طرح مل جائیں۔ کہ وہ دونوں شاخیں ایک ہی معلوم ہوں۔ پسکر رشی یا ڈوری سے یہ وہ کی طرح باندھ دیں۔ وہ دونوں ڈالیوں بچھے عرصے میں جڑا کر ایک ہی شاخ بن جائیں۔ اس کے اوپر جو اور سیدھی شاخیں نکلیں۔ وہ رکھ لی جائیں۔ اس دو گرد کی شاخیں پھانٹ دی جائیں۔ جو شاخیں ادپر کو نکھینگی۔ بہت خوش نہ ہوگی۔ اور جب اُن پر پھل آئیں۔ تو وہ پھل لٹک کو دیکھتے ہی رہیں ۔

جو نکھنے کے پودوں کا درسیانی ماصدہ پہلے ہی ایک دوسرے کے برابر ہوتا ہے۔ جب یہ دخت بڑھ جائیں اور اُن کی ڈالیاں آپس میں مل جائیں۔ تو وہ ڈالیوں کی طبائی کا تراشنا کے وقت خیال رکھا جائے۔ تاکہ اُن کو ایک دوسری ڈالی سے جوڑ لگائے یا رتی سے پاندھنے۔ اسے وقت اُن کی شکل خرابی یا سیدھی بن جائے۔ اسکی طریقہ اُنگر قیام، قیام کے درختوں پر یہی عمل کیا جائے تو سب ڈالتوں کا اوپر سے ایک ہی دخت ہو جائیگا۔ آگوچھ چسبہ کب جاتا ہے۔ تو کھانے کے ہی کام آتا ہے ہے اور بخرا کا جب بیکھر پر آ جاتا ہے۔ تو اس کا اچار ڈالنے ہیں۔ اور بچھپا اور چٹپی بناتے

میں۔ اور جب پہنچی طرح پک جاتا ہے۔ تو آٹپے کی طرح اس کو بھی کھاتے ہیں + جو آٹو بخارا ترکستان یا بخارا کی طرف سے آتا ہے۔ اُس کا برتاؤ صرف دوائی میں ہوتا ہے۔ کبھی کبھی کھانا پکاتے نہ پانی میں ملا کر اُس کا رس پینے کے کام نہیں آتا۔

پوچھا سچ

امجد

یہ درخت اسی نلک میں نہت سے پایا جاتا ہے۔ اب تک جنگلی بھاروں میں اس کے خود روپوںے موجود ہیں۔ ہر نمرود اور گرم علاقوں میں ہر جگہ اس کا پیرو ہو جاتا ہے۔ اس کا میوہ لذیذ اور میٹھا ہوتا ہے۔ اور کھانے میں اپنھا معلوم ہوتا ہے۔ اس نہیں کے درخت درمیان قد کے پھیلے ہوئے سایہ دار ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کی مذہبی کتابوں میں اس درخت کے اور اس کے میوے کے بڑے بڑے نامے لکھتے ہیں۔ اس کے بتوں پر خزان کم آتی ہے۔ زیادہ عرصے تک اپتے سائیں اور پھلیں کا کمال دکھاتا رہتا ہے۔ اس کا پھل بھی ایک

فواں کے پرلایر ہوتا ہے۔ جو ہے تکلف کھالیا جائے کوئی سکھلی اس میں نہیں ہوتی۔ جو علیہ کرنی پڑے۔ پوست بھی نازک ہوتا ہے۔ اُتارنے کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ گویا اس کا پھل دراگ کی دوا اور خدا کی غذا ہے +

باغوں میں ان درختوں کا لگانا فائدہ دیتا ہے۔ اس کے درختوں سے باغ خوبصورت معلوم ہوتا ہے + اس درخت کے پھول کی فرائی پناوٹ ہے۔ سارے درختوں کا یہ فائدہ ہے۔ کہ پہلے ان میں پھول آتے ہیں۔ پھر جب ان کے درمیان پھل پیدا ہو جاتے ہیں۔ تو ان کے پھول مر جھا کر سر جاتے ہیں۔ مگر اس درخت کے پھول ظاہر نہیں ہوتے پہلے ہی سے پھل نظر آ جاتے ہیں +

اصل میں اس کا پھول پھل کے اندر ہوتا ہے۔ یا یہ کھا جائے۔ کہ پھول کو پھل نے چاروں طرف سے گھیر کر اپنے پیٹ میں چھپا لیا ہے۔ اگر اس کا پھل چیر کر دیکھا جائے۔ تو باریک باریک دانے پیٹ میں معلوم ہوں گے۔ یہی باریک دانے اس کے پھول ہوتے ہیں۔ پھر جب اس کا پھل پک جاتا ہے۔ تو وہ پھول دانے بن جاتے ہیں۔ اس میوے کے پودوں کی دو فسیں ہیں۔ ایک کھلی۔ دوسری پیوندی جس کو لہ پنجاب میں ایسے کھلیا انجیر کو پھکواڑی۔ بھاگڑ۔ پھدو پھکواڑی کہتے ہیں +

انجیر سکتے ہیں +

اس پیڑ کے لگانے کے لئے عموماً وہ میکی اچھی ہوتی ہے۔ جس میں آدمی ریت اور آدمی چکنی مٹی ملی ہوئی ہو۔ ہماراں اس سے پودے لگائے جائیں۔ وہاں گورہ کی کھاد بہت سی ڈالی جائے۔ جو گلی مٹی ہوئی ہو۔ اور وہ نہیں جس میں زیادہ طرادت ہو۔ اس سے بونے سے لٹکے اچھی ہے۔ سروں کے قریب اگر لگائے جائیں۔ تو مناسب ہے +

کھلیا قسم کے پودے تو خود تو ہو جاتے ہیں۔ مگر انجیر کے درخت قلم سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ قلمیں خواہ پھنگوارے کی ہوں۔ خواہ انجیر کی۔ پہلے ذیرے کی جگہ میں عکاڑ دی جائیں۔ اور درمیان میں ایک ایک بالشت کا فاصلہ ہو۔ دوسری قسم کی سیوہ دار درختوں کی قلموں سے اس درخت کی قلمیں جوڑیں جلد پکٹی ہیں۔ اور پودے بن کر بڑھتی ہیں۔ اور پھلے لگ جاتی ہیں۔ اس لئے چھینتے یا ایک برس کے اندر ان کو چھلنے یا ڈالنے کا پیوند چڑھایا جائے +

ان قلموں کے پیوندوں کا ذکر ہے پہلے باب میں کرچکے ہیں۔ جب یہ پیوند چڑھ جائیں۔ اور ہرے ہو جائیں تو وہاں سے ان کے پودے چکنی کے ذریعے اٹھا کر علحدہ علیحدہ قطاروں میں لگا دئے جائیں۔ ان کا ہر سیانی فاصلہ پانچ پانچ ستر سے کم نہ ہو۔ اگر

اس سے کم ہو گا۔ تو درخت بست سکھ ہو جائے اور پھر پھل اپنی طرح نہیں دیتے ۔

جب اس کے پودے دو تین سال کے ہو جاتے میں ۔ تو ان میں پھل آ جاتا ۔ یہ پھاگن کے شیش میں اس کا پیٹ پھل لاتا ہے ۔ اور جیٹھ کے نیشن میں اس کا یکل پک جاتا ہے ۔

اس درخت کی جو گرانی شاخیں ہو جائیں ۔ ہر برس ساقہ کے ساقہ انگور کی طرح چھانٹی چاٹیں زیادہ شاخوں کے بڑھ جانے سے اس کے پودے میں پھل کم آتا ہے ۔ اور نکلا ہو جاتا ہے ۔

نکھلے جاڑے اس کے درخت کی شاخوں کو بھاٹا چاہئے ۔ اس وقت اس کا عرق اور پہ نہیں پڑھتا ہے ۔ اگر چھاٹنے کے وقت کسی شاخ سے پانی پکھنے لگے ۔ تو کسی قسم کا یہ اس یہ لکانا چاہئے ۔ کہ وہ بند ہو جائے ۔ جب یہ درخت پھاٹ دیا جائے ۔ تو مانکے کے نیشن میں اس کے پودے کی جڑوں کو کھود کر اس میں اینٹ کی روٹی کی کھاد ڈالی جائے ۔ اور ریت اور گور پانی میں گھول کر اس میں بھر دیا جائے ۔ اس کے اور پر مٹی ڈالی جائے ۔

جب پانی کی ضرورت ہو ۔ تو اس میں پانی بھی دیا جائے ۔ کیونکہ پانی کی ضرورت اس پودے کو زیادہ ہوتی ہے ۔ جاڑے کے دلوں کے سوا چوتھے پانچویں دن یا موسم کی جیسی حالت ہو ۔ اس کے

مطابق پانی دیا جائے ہے

جب اس کے پھر پکنے کے قریب ہو جائیں۔ تو پالی رسانہ کیا جائے۔ تاکہ ان میں مٹھاں زیادہ ہو جائے۔ جب کسی درخت میں زیادہ پھل آجائیں۔ تو اُس میں سے کسی قدر پھول پھوٹے کچھ توڑ ڈالنے چاہئیں۔ باقی پھل بخوبی چاہئے۔ وہ غدہ پروردش پائیں۔ اور موٹے اندر یہی ہو جائیں۔ جو بگ فن باضبانی سے واقف ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ چھ پھر اپنے کے فاصلے پر اس کے پھل چھوڑتے جائیں۔ باقی سب توڑ رکھتے جائیں۔ باقی بورہ جائیں۔ وہ عمدہ اور موٹے ہوئے ہوئے ہیں۔ پہاڑی علاقوں میں اس کے پھل دیر سے پکتے ہیں۔ اور میدانی علاقوں میں پہلے کپ جاتے ہیں۔ پہاڑی علاقوں کا انجیر میدانی علاقوں کے انجر سے سیٹھا زیادہ ہوتا ہے۔ اور دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض خود کو پودوں میں جو پھل آتے ہیں۔ وہ بھی کھانے میں زیادہ یہی ہیں۔ پیوندی اور کھشیا میں یہی فرق ہے۔ کہ پیوندی پھل بڑا ہوتا ہے۔ اور اُس کے پیٹ کے اندر کے نیچ نرم ہوتے ہیں۔ اور کھشیا پھول ہوتا ہے۔ اور اس کے اندر کے دانے زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ انجیر کے پھل پتے اور بست پھول پھوٹے پھوٹے ہوں۔ تو ایال کر ان کی بھیا بنائی جاتی ہے۔ پتے ہوئے

پھل کھانے میں آتے ہیں +
 جو انیجھر ملکِ ترکستان سے آتے ہیں - وہ دوا
 میں خرچ کئے جاتے ہیں - اس ملک کے انیجھر اگر
 کچھ عرصے تک توڑ کر رکھتے جائیں - تو وہ گھل مٹ
 جاتے ہیں - کیونکہ اس ملک میں زیادہ گرمی کے
 سبب بھیر نہیں سکتے - امیر نوگ اس حیوں کا
 چلکا اور سے اُتار کر کھاتے ہیں - یہ طبق اچھا
 ہیں - چلکے کے ساتھ کھانا بیخیدہ ہے +

پانچوال سبیق آڑو

یہ درخت اسی ملک کی پیداوار ہے۔ اس کے
 پیڑ خود رو اب تک جنگلوں اور پہاڑوں میں
 پائے جاتے ہیں +

یہ پودا بادام کی قسم سے معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ
 اس کی صورت بادام کے پودے کی سی ہے۔ عجھلی
 بادام کی شکل کی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ اس
 کا مغز کھڑوا ہوتا ہے۔ اور عجھلی بھی بڑی ہوتی
 ہے۔ اس کے پودے پر اگر بادام کا پیندہ چڑھایا
 جائے۔ اور آپ و ہوا بھی اس کے مطابق پڑ جائے۔

تو ضرور ہی بادام پیدا ہو جائے گے ۔
اس پر دے کا یعنی بولنے کے واسطے بیت می
میں جس میں نباتی مادہ بھی زیادہ ہو ۔ ابھی ہے۔
زیادہ سخت زمین کی اس کو خردہست تھیں ۔ آڑو
کے پڑپت کی سئی قسمیں ہیں ۔ مگر اس تک میں دو
قسم کے مشهور ہیں ۔ ایک سکھیا ۔ دوسرے پیوندی۔
پھر پیوندی کی دو قسمیں ہیں ۔ ایک چکٹا ۔ دوسرے
شول ۔ عموماً اس کے یعنی بولے جاتے ہیں ۔ اس
کا قلم نہیں لگتا ۔ اس کی گھٹلی کا چھلکا سخت ہوتا
ہے ۔ جلدی زمین میں لگتا نہیں ۔ اسی واسطے گھٹلی
بولنے سے بعض وقت یہ درخت پیدا نہیں ہوتا۔
اس کے پیدا کرنے کی ترکیب یہ ہے ۔
جس قدر ہڑوں کے درختوں کے پیدا کرنے کی
 ضرورت ہو ۔ اُسی قدر تاری گھٹلیاں آٹھی کر کے
ایک مٹی کے برتن میں ڈالی جائیں ۔ اور برتن کا
منہ بند کیا جائے ۔ اور اٹھا کر کے زمین میں دبایا
جائے ۔ اسی طرح پر کہ اس کا کوئی جزو باہر نکلا
نہ رہے ۔ پھر اس جگہ پانی دیا جائے ۔ اس ڈھنگ
سے ان گھٹلیوں کو گرمی اور ہراثت برتن کے باہر
سے ہو کر پہنچی ۔ اگلی بہار سے موسم کے آئنے سک
اس کا چھلکا ٹھلی جائیگا ۔ اور گھٹلیوں کے مغرب سے

لہ پنجاب میں اس کو چکلی دار کہتے ہیں ۔

شگوفہ پھوٹ آئے گے۔ پھر اُس برسن کو زمین سے باہر نکال لیا جائے۔ اور آہستگی سے وہ برسن توانا جائے۔ تاکہ ان پھوٹے پھوٹے شگوفوں کو صدمہ نہ پہنچے۔ پھر اُس کا ذخیرہ لگایا جائے۔ اور شگوفہ والی عصطفیوں کا درمیانی ناصلہ ایک ایک فٹ ہو سا کہ اگر چکنی نکالنے کی ضرورت ہو۔ تو آسانی سے نکل سکے۔ یا اگر زمین سے ان پودوں کو کچھ بکھر نکال لیا جائے۔ تو بھی نکل آئیں +

جب وہ شگوفہ برسن۔ سے نکال سر زمین میں دلائے جائیں۔ تو صرف اس قدر مٹی ڈال جائے۔ کہ شگوفہ والا زیغ زمین میں پھپ جائے۔ اور شگوند باہر رہے۔ جب تک یہ چھوٹے چھوٹے پودے ہے جڑ کی پکڑ کر نہ بڑھنے لگیں۔ ان کی حفاظت کرنی چاہئے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ کیڑے اور جانور ان کو نقصان پہنچائیں۔ اس پر سخوڑی سخوڑی راکھ بھی ڈالی جائے۔ کہ پتے کیڑے نہ کھا جائیں +

جب پودے جڑیں پکڑ لیں۔ تو پھر ضرورت کے وقت ان کو پانی دیا جائے۔ اب صرف پانی دینے کا کام باقی رہیگا۔ اس ترتیب کو وہاں بردا جائے۔

جہاں اس کے بیچ سے پودے پیدا نہ ہو سیں + اس کے پیڑ بہت بندہ بڑھتے ہیں۔ جب ایک برس سخوڑ جائے۔ تو اُس کے پودے ذخیرے سے اکھڑ کر قطابہ بندی کر کے بگا دیتے چاہیں۔ اگر

ہر سات کے دن یا بھار کا موسم ہے ۔ تو درختوں کو
ماہنے سے کھینچ کر دوسری جگہ لٹکائیں ۔ فرستہ چکتی کے
عمل سے اٹھائے جائیں ۔ تاکہ ان پودوں کو اپنے
اٹھائے جانے اور دوسری جگہ لٹکانے کی خبر نہ ہو۔
اُن کا دمیانی فاصلہ چار چار مگز سے کم نہ ہو ۔
دوسری ترکیب یہ ہے ۔ کہ آٹو بخارا ۔ بھی ۔ سب
ٹاپیاتی کے قلموں پر اس کے پودے کا پیوند کرنے
درخت پیدا کر لیتے ہیں ۔ اس واسطے کے اُن کے
اوپر کا پیوند لٹکایا ہو ۔ آسانی سے بڑا ہو جاتا ہے ۔
جو پودے پیوندی ہوتے ہیں ۔ دو یا تین سال کے
بعد اُن میں پھل لگنے شروع ہو جاتے ہیں ۔ اس
کے پیڑوں میں سارے درختوں سے پہلے باغ میں
پھول اور شکوفہ آ جاتے ہیں ۔ بھار کے موسم کی
آمد اس سے معلوم ہو جاتی ہے ۔ پرانی بھی اس
کے پودوں کو دیا جاتا ہے ۔ اور اس کی چھانٹ بھی
آٹو بخارا اور انجیر کی طرح کی جاتی ہے ۔ اس
کی شاخوں کی چھانٹ میں یہ لحاظ ضرور کرنا چاہئے ۔
کہ سال گزرنے کی پیدا ہوئی ہوئی شاخیں نہ کافی
جائیں ۔ جو اُن سے پُرلی ہوں ۔ وہ کافی جائیں ۔
سیوں تک عموماً ان شاخوں کو پھل لگتا ہے ۔ جو سال
گزرنے میں پیدا ہوئی ہیں ۔ اُن سے پُرلی شاخوں
کو نہیں لگتا ۔ اور جو سال حال میں پیدا ہوئی ہیں ۔
وہ بہت نرم ہوتی ہیں ۔ اُن کو بھی پھل کم لگتا

ہٹھے ۴۰
آڑو کے پوڑے کی عمر بہت تھوڑی ہوتی ہے۔
پانچ چھ سال کے بعد اس کے پوڑے جوان ہو جاتے
ہیں۔ سات ہٹھ سال میں ناکارہ ہونے شروع ہو
جاتے ہیں۔ اور ان کو آکھاڑ ڈالنے کی ضرورت
ہوتی ہے۔ اس سے پہلے اس کا ذخیرہ تیار رکھنا
چاہئے۔ جب کوئی درخت اس میں ناقص ہو جائے۔
تو وہ کھوکر پھنسک دیا جائے۔ اور دوسری پوڑا ذخیرے
سے آکھاڑ کر اس کی جگہ لگا دیا جائے ۴۰

پھاڑی علاقوں میں اس کے پوڑے خود رُو ہوتے
ہیں۔ اور بعضوں میں تو پھر بھی اچھے نفیس
اور سیٹھ آتے ہیں ۴۱ ایک قسم کے آڑو آٹھ ہزار
فٹ کی بلندی پر پھاڑوں میں خود رُو دیکھنے کئے
ہیں۔ دن کے لوگ اس قسم کے پوڑے کو
چھلاڑ رُکتے ہیں۔ ان کا پھل کنوار کے چینے
میں پکتا ہے۔ اس کے پھل چھوٹے چھوٹے
ہوتے ہیں۔ مگر کھانے میں مزیدار ہوتے ہیں ۴۲
پھاڑی لوگوں کو یقین ہے۔ کہ اس قسم کے پھل
کھانے سے بخار دور ہو جاتا ہے۔ جب آڑو
کے پھل کچھ ہوں۔ ان کا اچار ڈالتے ہیں۔
جب ایک کھاتے ہیں۔ تو کھانے کے کام میں
آتے ہیں ۴۳

پوچھھٹا سبق

کیبلہ

یہ درخت اس ملک کی پُرانی پیداوار سے ہے۔ جنگلوں میں خود رو پیدا ہوتا ہے۔ گنگا ندی کے کنارے ایک جنگل جو کہ لی بن کے نام سے مشہور ہے۔ اُس میں اس کے خود رو درخت بہت پائی جاتے ہیں۔

کہلی سنکرت کی زبان میں کیلے کو کہتے ہیں۔ اور سنکرت کی پُرانی پُرانی کتابوں میں اس کا ذکر ہے۔ پہلے نامے میں جو نقیر پارسا لوگ دنیا کو چھوڑ کے جنگلوں میں چلے جاتے تھے۔ وہ اس درخت کے ساتھ کے تلے زندگی بسر کرتے تھے۔ اور بھوک کے وقت اسی کے پہل کو کھاتے تھے۔ یہ پیڑ باغ کی خوبصورتی کا ایک نمونہ ہے۔ اس کے بھرٹے چوڑے سبز پتے ہوا کے سبب لہماتے ہوئے خوفنا معلوم ہوتے ہیں۔ اس میں پہل بھی جلد آ جاتا ہے۔ اس کی پھلی اچھی سیمی ذائقہ فارہوتی ہے اگر کسی اچھے طریقے سے بویا جائے۔ اور پروپرٹی کی جائے۔ تو عمدہ پیداوار ہوتی ہے۔ اس درخت

کی بارہ قسمیں ہیں۔ کسی قسم کا پچھوٹا۔ کسی میں پڑا
کسی میں زیادہ بیج کسی میں کم و نیزہ وغیرہ۔ مگر
سب سے اپنے اور نفیں ایک قسم کے پچھوٹے
پچھوٹے کیلئے ہوتے ہیں۔ جو کہانے میں سب کو
پسند آتے ہیں +

جان آب و ہوا زیادہ سرد ہو۔ دھان یہ درخت
پیدا نہیں ہوتا۔ سردی کے سبب اس کا پیر ٹسکھ
جاتا ہے۔ گرم جگہ میں نیزہ سکتا ہے۔
اگر متوسط درجے کی آب و ہوا ہو۔ جیسے اُن
ضلعوں کی جو ہمالیہ پہاڑ کے دامن میں واقع ہیں۔
تو اُس کی پیداوار کے واسطے بستہ ہی مناسب ہے۔
اس درخت کے نگانے کا کوئی غاصل موسم نہیں۔
اسی طرح اس کے سینے کا بھی کوئی خاص وقت
نہیں۔ ہر موسم میں پہ چاتا ہے۔ صرف جاڑوں کے
دنوں میں دو تین بیٹھنے اس کی پھلیاں نہیں پکتی ہیں۔
اس کے درخت ایسی جگہ لگائے جائیں۔ جو کسی دیوار
کے نزدیک یا درختوں کی قطار کے ایک طرف یا کوئی
کے قریب ہوں۔ کہ اس کی جڑوں کو دھوپ اندازے
کی پہنچے۔ اور اس کے پتوں اور پھلیوں کو دھوپ
کم پہنچے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ اگر جاڑوں کو زیادہ دھوپ
لگیں۔ تو پودے کم زد ہو جائیں +
یہ درخت دو طریق پر بروایا جاتا ہے۔ ایک بیج
سے۔ دوسرے پودے کو اٹھاڑ کر دوسری جگہ لگانے

سے +
 ینج سے یہ درخت اس ڈھنگ سے پیدا ہو جاتا
 ہے۔ کہ موریج یا کاوش وغیرہ گھاس کا ایک موٹا رش
 لے کر اُس کے دونوں سرے کسی دو لکڑیوں سے یا
 درختوں سے الگنی کے طور پر باندھیں۔ پھر کیلئے
 کی پھلی کوئے کہ اُس رستے پر سونتا جائے۔ اس
 عمل سے جو پھلی میں ینج ہونگے۔ وہ رستے سے
 چھٹ جائیں گے۔ پھر اس رستے کو نالی کھود کر دیا
 دیا جائے۔ اُس رستے پر سخوٹی تھوڑی متی ڈالی
 جائے۔ یا ان بہت نہ دیا جائے۔ تو اُس پانی میں جہاں
 رشہ دبایا گیا ہے۔ کیلئے کے پودے پیدا ہو جائیں گے +
 ایسے ینج بننے کے واسطے اس پودے کی وہ پھلی
 اچھی ہوتی ہے۔ جو درخت پر ہی پک جائے۔ وہ
 پھلیاں کام کی نہیں ہیں۔ جو پچھی توڑی جائیں۔
 اور پال میں ڈال کر پکائی جائیں۔ پتے ہوئے کیلئے
 کو قوڑنے سے جو سیاہ سیاہ داغ سے پھلی کے وسط
 میں نظر آتے ہیں۔ وہ اس سے تھم ہوتے ہیں۔
 کسی کسی قسم کے کیلوں میں یہ ینج صاف طور پر
 معلوم ہوتے ہیں۔ کسی میں نظر ہی نہیں آتے +
 اس کا مختصر ذکر پہلے باب میں بھی سیاگیا ہے +
 دوسرے اس طرح پر اس کے پودے لگاتے
 ہیں۔ کہ جہاں یہ پوچھا ہوتا ہے۔ وہاں اس کی
 جڑوں میں اور پھوٹے پھوٹے پودے پیدا ہو جاتے

ہیں۔ وہاں سے وہ چھوٹے چھوٹے پودے اگھاڑ کر جہاں جی چاہے۔ لگا دئے جائیں۔ آن کا درہ میانی فاصلہ تین تین چار چار گنہ کا رہے۔ جو درخت پہلے طریق سے پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ بھی جب ایک ایک ہاتھ سے زیادہ اوپکے ہو جائیں۔ ایک جگہ سے اگھاڑ کر دوسری جگہ لگائے جا سکتے ہیں۔ بہب اس کا پودا ایک جگہ سے اگھاڑ کر دوسری جگہ میں لگایا جائے۔ تو اگر پودا چھوٹا ہے۔ تو ایک ہاتھ سے قریب زین میں دبایا جائے۔ اگر بڑا درخت ہے۔ تو اس کی آدمی پینٹہ زین میں دبائی جائے۔ اگر بہت بھی چھوٹا ہے۔ تو پتوں کے نکلنے کی جگہ تک بھی دبایا جائے۔ تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اس کا پودا بہت بڑھے گا۔ اور پیداوار اچھی ہوگی ۷

جمان یہ درخت لگائے جائیں۔ اول نالیاں بنا کر ان میں گڑھے کھو دے جائیں۔ اور آن گڑھوں میں یہ درخت لگائے چاہیں۔ تاکہ اچھی طرح پانی کے پھر نے کی جگہ بھی رہے۔ اس کے پودے کو پانی دینے کی بہت ضرورت ہے۔ مناسب ہے۔ کہ ایسے موقع پر اس کے درخت لگائے جائیں۔ جہاں پانی کا زیادہ گزر ہو۔ اس کے کا ایک اور طریق بھی ہے۔ اگر اس یہ عمل کیا جائے۔ تو اس کے درخت بڑے

بڑے ہو جاتے ہیں۔ اور چلیاں بھی بڑی بڑی پیدا ہوئی۔ اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر اور اوپر کا آدھا کاٹ کر پھینک دیا جائے۔ باقی نصف نئے کا اٹھا گاڑا جائے۔ اور اس قدر زمین میں دبایا جائے۔ کہ جڑیں بھی زمین میں دب جائیں۔ بلکہ ۱۰ اینچ تک میں اس پر چڑھ جائے۔ پھر جو درخت جڑوں کے قریب سے پھوٹ کر پیدا ہوئے۔ وہ زیادہ اونچے ہوئے۔ اور ان کی چلیاں بھی بڑی اور خوش ذائقہ ہوئی۔ بر سات کے دنوں میں اس کی جڑوں کی نلایائی کی جائے۔ اور زمین پولی کر دی جائے۔ اور گور بھی پانی میں گھول کر اس کی جڑوں میں ڈالا جائے۔ اس عمل سے اس کے درخت اونچے پھیلتے اور پھولتے ہیں۔ بعض لوگ سکور تو ڈالتے ہیں۔ مگر پانی میں گھول کر نہیں ڈالتے۔ اس سے یہ نقصان ہے۔ کہ اگر غشک سالی ہو جائے۔ یا پانی کم دیا جائے۔ تو اس کو بہر میں کئی قسم کے سیڑے پیدا ہو جائیں گے۔ جو اس کے پودے کو نقصان پہنچائیں گے۔ اس طرح پر ڈالا ہٹا گوہر ایسی جلد تاثیر بھی نہیں کرتا۔ جیسا پانی میں گھول ہوئا اثر کرتا ہے۔

جب اس کا کوئی پودا جڑ سے اکھاڑا جائے۔ اور دوسری چند لگایا جائے۔ تو پہلے یہ دیکھ لینا چاہئے۔ کہ جس کی جڑ سے دوسرے پودا نکلا ہے۔ وہ

درخت ایسا تو نہیں ہے۔ کہ جس میں جلد پھل آ جائیگا۔
کیونکہ اگر اُس میں پھلیاں آئیں ہیں۔ تو جب پھلیاں
پکنے کے بعد کاٹ ڈالا جائیگا۔ اور اُس جگہ کے
واسطے پھر دوسرا بُودا مطلوب ہو گا۔ اگر یہ صورت
نہ ہو۔ یا ایک سے زیادہ درخت بُودہ میں نکل
آئے ہوں۔ تو صرف ایک پھولڑا جائے۔ باقی اکھڑا
کمر دوسرا جگہ لگا دئے جائیں۔ عموماً جب یہ بُودا
دو بُرس کا ہو جاتا ہے۔ تب اُس میں بھول نکلتا
ہے۔ جب اُس کے پھول کی پنکھڑیاں شدید ہوتی
جاتی ہیں۔ ان پنکھڑیوں کے شیخے نیچے پھلیاں
پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ جب سارا پھول کھل جاتا
ہے۔ اور پھلیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ تو ساری پھلیوں
کے جمع کو غیرہ سمجھتے ہیں +

ایک سال میں اس کے پُودے پر گھیر عمود طر
پر پک جاتی ہے۔ بشرطیک آب و ہوا اس پُودے
کے موانع حال پڑ جائے۔ اگر درخت پر اس
عوسمی کمک اس کی گھیر لگی رہیگی۔ تو اُس میں
حافظت زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ طوٹے۔ گلمری۔
ونیزہ بہت نقصان کر دیتے ہیں۔ اس واسطے
مالی وغیرہ عام لوگ اس کے گھیر کو اس سے پہلے ہتی

لے بجاب میں گھیر کو گورا۔ گھنی۔ پھلی۔ گھار یا چک۔ چرخ
سمجھتے ہیں +

کاٹ لیتے ہیں ۔ اور پھر پال ڈال دیتے ہیں ۔
پال میں اس کی پھلیاں پک جانی ہیں ۔ اگر پال
اس وقت ڈالی جائے ۔ جب اس کے سمجھیر میں ایک
دو پھلیاں درخت پر پک جائیں ۔ تو اچھا ہے ۔ اگر
اس سے پہلے ڈالی جائیں ۔ تو پھلیاں لذیذ نہیں ہوں گی ۔
پال کی پتی ہوئی پھلیاں مٹھاں اور ڈلکھے میں
اس کے برابر نہیں ہوتی ہیں ۔ جیسا کہ درخت کے
اوپر کی پکی ہوئی ہوتی ہیں ۔ پال ڈالنے کا یہ طریقہ
ہے ۔ کہ سمجھیر کاٹ کر پھلیاں اس سے علیحدہ علیحدہ
سکر لی جائیں ۔ پھر ایک گڑھا کھودا جائے ۔ اس
میں تھوڑی سی آش جلا دیں ۔ جس سے گڑھا گرم
ہو جائے ۔ پھر اس کی نہ میں بخشی یا سس وغیرہ
کے پتے پھائے جائیں ۔ اور اس کے اوپر ایک
ایک پھلی چن دی جائے ۔ پھر اس پر نتے ڈالنے
جائیں ۔ پھر اس پر پھلیوں کی دوسری نہ جنمائی جائے ۔
اسی طرح پر جب کلی پھلیاں ختم ہو جائیں ۔ تو
اوپر سے اس قسم کے پتوں سے ڈھانپا جائے ۔
اکٹھی بھی ڈالی جائے ۔ سگر میوں میں تیسرا دن
اور چاروں میں آٹھویں دن اس کی پال تیار

ہو جاتی ہے ۔

آخر تھوڑی سی پھلیاں ہوں ۔ تو ان کو سی سی
سکے بہت میں جس کا منہ ڈھان پوڑا ہو ۔ اُسی طریقہ
سے ڈال دی جائیں ۔ اور بہت کا منہ بند تیار

جانے۔ تو پک جاتی ہیں ۷

بڑی بڑی پھیلوں کے پیدا ہو جانے کا ایک
یہ بھی قاعدہ ہے۔ کہ بھیر میں سے انہیں کے قریب
یا اس سے زیادہ جو چھوٹی چھوٹی پھیلوں ہوں۔
وہ کاٹ دی جائیں۔ ہاتھی چھوٹ دی جائیں۔ وہ پھر
پختہ ہو کر خوب مولٹ اور بڑی ہو جائیں۔ اور ان
میں مٹھاں اور لذت بھی زیادہ ہوگی ۸

کیلے کی بچتی پھیلوں ترکاری کے کام آتی ہیں۔
اور بچتی ہوئی پھیلوں کو سہاتے ہیں۔ اور ان کے
اسی طرح کی سٹھائی بنائی جاتی ہے ۹

ساتوال بیم

انگور اور داکھ

اس میوے کا پودا بیل کی طرح پھیلتا ہے
عموماً بہوں سارے کے شہر نہیں سکتا ہے ۱۰

اس ملک میں قدیم سے اس درخت کی پیداوار
ہوتی ہے۔ ہمالیہ کے پہاڑوں میں اب تک اس کی
بیلیں خود رو موجود ہیں۔ چونکہ وہ بیلیں جنگل میں
پیدا ہوتی ہیں۔ پر وہ کامان انہیں پورا نہیں
پہنچتا۔ اس لئے ان میں چھوٹے چھوٹے پھل آتے

ہیں۔ اہر زیادہ ان میں سے کھٹے ہوتے ہیں۔ اس واسطے لوگ اس کو گیڑھ دا کھ سکتے ہیں۔ اس میوے کی بہت قسمیں ہیں۔ مگر اس نکتہ میں دو قسمیں مشہور ہیں۔ ایک بیجی جس کو جیتنی سکتے ہیں۔ دوسری گول۔ اور یہ بھی دونوں قسمیں ایک اور دی۔ دوسری سپید رنگ کے سبب بولی جاتی ہے۔ اس میں کوئی دانہ دار اور کوئی بے دانہ بھی نہیں۔ دانہ دار قسموں سے جو خود رہ ہے۔ اُس کا چھلکا بھی سخت ہوتا ہے۔ اور جس میں دانہ نہیں ہوتا۔ اُس کا چھلکا نرم۔ دانہ دار پودے کو اگر ایک جگہ سے اکھاڑا کر دوسری جگہ اور دوسری جگہ سے تیسرا جگہ لگایا جائے۔ تو اس عمل سے اس کا دانہ بھی ذرا کم ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ برابر بیدانے کے بن جاتا ہے۔

اس پودے کی پیدائش کی اصلی جگہ سرد ملک ہے۔ جس جگہ کی آب دہوا گرم ہو۔ وہاں بھی یہ پودا پیداوار تو دے دیتا ہے۔ جگہ زیادہ گرمی کے سبب جلد پک جاتا ہے۔ چونکہ اس کی وہاں پوری پرقدش نہیں ہوتی۔ اس لئے ذاتی میں سرد جگہ والی کے برابر نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ سرد جگہ کا انکھ آہستگی کے ساتھ پکتا ہے۔ اہر زین سے زیادہ عرصے تک عرق پھینگتا ہے۔ اس لئے وہ زیادہ نفیس ہوتا ہے۔ جہاں انگور کے درخت لگائے جائیں۔ پہلے اس کی

بیلوں کے چڑھانے اور سمارے کا فکر کرنا چاہئے۔
 یا تو چار چار پانچ پانچ ہاتھ کے فاصلے پر پیلائے
 بنائے جائیں۔ اور ان کے اوپر کٹوں کا جھپٹر
 باندھا جائے۔ یا کٹڑی کے ستون بنائے اور ان پر جھپٹر
 پہچا دیا جائے۔ اس کو جھفری کہتے ہیں۔ کٹڑی کے
 ستون تھوڑے ہی عرصے میں گل جاتے ہیں۔ پیلائے
 پیسی ایٹوں کے بناؤئے جائیں۔ تو اچھا ہے۔
 اس کے پودے دو طرح سے لگائے جاتے ہیں۔
 یا تو یخ بو دیتے ہیں۔ یا قلم لگاتے ہیں۔ جو پودے
 یخ سے بوئے جائیں۔ وہ اول تو مثل سے پیدا
 ہوتے ہیں۔ اور ان میں دیر سے پہل آتا ہے۔
 اور اس کے دلے چھوٹے پھوٹے ہوتے ہیں۔ اس
 کی جو بیلوں قلم سے لگائی جاتی ہیں۔ ان میں جلد
 میوہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اپنی اصلی صورت کا
 ہوتا ہے۔ اس کے پیڑ کا یخ بولیا جائے۔ تو شابت
 دانہ بونا چاہئے۔ یخ نکال کر نہیں بوتے۔ قلم کے
 لگاتے کا یہ ڈھنگ ہے۔ اول ایک کھانی کھو دی جائے۔
 جو دس ہاتھ لمبی اور دو ہاتھ گھری ہو۔ اس میں
 پرانے مکان کی سرخی اور چونا اور ایٹیں سُٹھی ہوئی
 ڈال کر ایک ہاتھ کے قریب بھر دیا جائے۔ بعض
 لوگ ہاتھوں کا پھوڑا بھی ڈالتے ہیں۔ اس کے اوپر
 مٹھی جس میں ریت ملی ہوئی ہو۔ ڈال کر وہ کھانی
 بھر دی جائے۔ اور اس میں دو قلم اس طرح پر

نکاٹ جس کا دریا یا فاصلہ کم سے کم پانچ ہاتھ کا ہو +
 جو ایک سال کی نکلی ہوئی شاخ ہو۔ وہ قلم کے
 دادستے تراشی جائے۔ اور وہ اس انداز سے کامی جائے۔
 کہ اُس میں پانچ پچھے آنکھیں یعنی سگنے ہوں۔ اُن
 میں سے درستہ زین میں دیا گئے جائیں۔ اور چار
 اور پر رہیں۔ پھاگن کے پیشے میں جو ابھی تک اس
 کے پودے میں شکوفہ نہ آیا ہو۔ تھم کاٹ کر لگاتے
 ہیں۔ جو سگنے زین میں گھاٹتے جاتے ہیں۔ وہ جڑیں
 بن کر نہیں کے پیچے چلی جاتی ہیں۔ اور اور پر کے
 سچنے پھوٹ کر شاخیں بن جاتی ہیں۔ دوسرے سال
 شروع پھاگن کے پیشے میں اس کی بھانٹ کی جائے۔
 اس طرح پر کہ جو ڈانیاں قلم سے پھوٹ کر نکلیں۔
 اُن میں سے صرف دو ڈانیاں آنکھے فانی رکھی جائیں۔
 باقی کاٹ دی جائیں۔ وہ دو ڈانیاں جو رکھی گئی
 ہیں۔ اُن کی بھی بھانٹ کی جائے۔ صرف اُن میں دو
 دو سگنے رکھے شے جائیں۔ باقی دو بھی تراش دی جائیں۔
 پھر تیسرا سال بھی یہی عمل کیا جائے۔ صرف دو
 ڈانیں یا چار ڈانیوں پر دو دو چار چار سگنے ہر ایک
 بیل کے رہیں۔ باقی کاٹ دے جائیں۔ اس عمل سے اُس
 پودے کی بیل کے پینٹ خوب مولے ہو جائیں۔
 اور پھر ان کو بہت سی شاخیں پھیل کر ایسا تکڑا
 نہ کریں۔ کہ اس میں اچھا اور کھرست سے پھل نہ آئے۔
 اس پودے کی بیل زیادہ پانی چاہتی ہے۔ تیسرا

جو شے روز شام کو پانی دینا چاہئے۔ مگر خواں کے دنوں میں اس کو پانی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ برسات کے دنوں میں خود بخود قدرتی پانی اس میں لگ بھاتا ہے۔ اگر برسات میں ہارش کم ہو۔ تو برا بر پانی دیا جائے ہے۔

خواں کے دنوں میں جب یہ پوادا پت جھٹھ ہو جائے۔ اور کوئی کوئی پتنا اس کی بیل پر رہ جائے۔ تو ان پتھر کو بھی قوڑ ڈالنا چاہئے۔ اور اس پودے کی جڑوں کو ایک مانچہ ایسا کھوڑا جائے۔ کہ ننگی ہو جائیں۔ اگر جڑیں زیادہ ہو گئی ہیں۔ تو موسلا جڑ سے چھوٹی چھوٹی جڑیں کھٹ دی جائیں۔ صرف موسلا جڑ اور چند ضروری جڑیں رکھ لی جائیں۔ پھر اس کو دس بارہ دن اُسی طرح چھوڑ دیا جائے۔ کہ ہوا اور اوس اپنا اثر کرے۔ پھر اس میں بھیڑ بکریوں کی سینکڑوں کی کھاد جو چار پارچے مجھے کی سڑی ہوئی ہو۔ پانی میں گھول کر ڈالی جائے۔ بعض یوروپین صاحب سڑی ہوئی چھلی یا سٹنٹے ملی مار کر اُس میں دبا دیتے ہیں۔ یا بھیڑ بکری کا خون لے کر ان کی جڑوں میں ڈالتے ہیں۔ اس میں بہت فائدے ہیں۔ انکو میٹھا اور لذیذ پیدا ہوتا ہے۔ جب جڑوں میں کھاد بھر دی جائے۔ تو پھر مٹی اس سے اوپر ڈالی جائے۔ اور پانی دینا بدستور

سلہ پنجاب میں سولی یا قوی کرنے ہیں۔

جاری کیا جائے +

بجھتے سال جب اس پودے کی بیل کا پیٹ
سارٹھے چار گردہ کے قریب ہو جاتا ہے۔ تو وہ پودا
پھل دینے کے لائق ہو جاتا ہے۔ پہلے سال اس پودے
سے دو ڈھانی سیر پھل اُتریں گے +

اسی طرح ہر سال ماٹھ کے پیٹھے میں اس کی
چھانٹ کی جائے۔ اور کھاد ڈالی جائے۔ ضروری
شاخوں کے سوا جب تک کہ شگونت نہ پھوٹیں۔ اور
گذھیاں نہ نکلیں۔ باقی ڈالیاں اس سے پہلے چھانٹ
دی جائیں۔ اس عمل سے ہیئت زیارہ اور اچھے
پھل آتا کریں گے۔ زکوٰۃ کے بارے میں شیخ سعید
علیہ الرحمۃ بھی اسی درخت کی پچھانٹ کی بابت
فرماتے ہیں۔ بصحت

زکوٰۃ مال بدر کن کہ فضیلہ رحمہ را

چو باعیاں بیڑہ بیشتر وہ انگور

اگر یہی عمل برابر جاری رکھا جائے + تو ایک

بیل سے میں سیر ہجک پھل اُتر سکتے ہیں۔ اور

امتنی ہی اس کی پہنچ موٹی ہو جائیگی۔ جتنی پیشہ

موٹی ہو جائیگی۔ قسمی قدر فائدہ دیگی +

بعض توں اس خیال سے کہ جس قدر پتے اور

ڈالیاں اس میں زیادہ ہوئی۔ اُسی قدر زیادہ پھل

آئیں گا۔ اُن شاخوں سو جو پھوٹ کر مکمل نہیں۔ تھیں

کاشتے۔ اُن کا یہ خیال اچھتا نہیں۔ اگر ڈالیاں اور

پتے اخازے سے زیادہ بڑھ گئے ہیں ۔ تو پھل لگنا بند ہو جائے گا ۔ اگر پکھ آئیں گا بھی ۔ تو ناقص ہو گا ۔ انگور یا داکھ اس ملک میں اسلاخ کے چیزیں میں پک جاتا ہے ۔ پچھکے اس ملک میں ان کی سترت نہیں ہے ۔ بسرا تازہ کھانے کے کام آ جاتے ہیں ۔ سرد جگہوں میں کنوار کا تک بگ پک جاتے ہیں ۔ دہان بھی بسرا تازہ کھانے کے کام آ جاتے ہیں ۔ اس ملک میں جو پھل پیدا ہوتا ہے ۔ اُس کا ذخیرہ نہیں رکھا جاتا ۔ البته کابل و ترکستان میں جو پھل پیدا ہوتے ہیں ۔ اور کھانے یا ڈبیوں میں ڈالنے سے نج رہے ۔ اُن کو سکھا کر ذخیرے کے طور پر رکھ لیتے ہیں ۔ جس کو داکھ و منطقہ سکھتے ہیں ۔ پھر سو تک ہوئی داکھ اگر بسرا رنگ کی ہو ۔ اُس کو سادگی سکھتے ہیں ۔ اور سرخ رنگ کی داکھ میوہ کھلاتی ہے ۔ منطقہ دوائی کے کام میں آتے ہیں ۔ اور داکھ مٹھائیوں میں ڈالی جاتی ہے ۔ اور دہی میں ملا کر کھاتے ہیں ۔ جس کو رایتا سکتے ہیں ۔

آنھوں اسبلق

شلغم

سنکرت کی زبان میں اس ترکاری کا نام نہیں

پایا جاتا۔ جس سے ثابت ہے۔ کہ پہلے زمانے میں یہ ترکاری اس ملک میں نہ تھی۔ یہ ترکاری انسان اور مویشی کی خواک میں کام آتی ہے۔ اور انسان کی بیماری اور تند رستی کی حالت میں مفید ہے۔ اس سے بونے سے زمین کی طاقت بڑھتی ہے۔ عمدہ کھاد کا کام دیتی ہے۔ اور پیداوار بھی زیادہ ہوتی ہے۔ یہ ترکاری اور سرسوں ایک ہی جنس سے ہیں۔ سرسوں سے شلغم اس طرح پر پیدا ہو سکتے ہیں۔ کہ سرسوں کے موٹے موٹے جڑ فالے پودے اکھاڑ جہیں آدھی کاث کر زمین میں دبائی جائیں۔ جیسا کہ گاجر اور مولی کی پیغمدیاں نیج کے نئے آدھی آدھی کاث کر دبای دیتے ہیں۔ اس سے جو شخم پیدا ہو۔ اُس کو دوسرے سال بونیں۔ تو اس سے چھوٹی چھوٹی ایسی گول جڑیں پیدا ہونگی۔ اگر ان کو پھر آدھا کاث کر لگا دیا جائے۔ اور اس سے نیج لیا جائے۔ اس کے بونے سے جو جہیں پیدا ہونگی۔ وہ پہلی جڑوں سے زیادہ موٹی ہونگی۔ اگر تین چار دفعہ یہی عمل کیا جائے۔ تو اس کے نیج رفتہ رفتہ شلغم کے نیج بن جائیں گے۔ جن شلغموں کی بڑی بڑی موٹی جڑیں ہیں۔ یا تو وہ عالمگدہ قسم کی تین یا اس طریق اور اچھی پرورش سے موٹی جہیں ہو گئی ہیں۔ جب اس ترکاری کو کاث کر نیج کے لئے لگایا جائے۔ تو اس کے ہوئے گلڑے کی چار

پھاٹکیں کر لی جائیں۔ اور چار بھلی پھاٹکیں پینیمی کی طرف چڑھی رہیں۔ ان پھاٹکوں کے پیچ میں گور رکھ دیا جائے۔ اور زمین میں ٹھکڑا جائے۔ اس کا پیچ لے کر بھلے سال میں بوبیا جائے۔ تو اُس قسم سے خلجم بڑے ہوئے پیدا ہوئے۔ اس ترکاری کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مگر اس طک میں شرخ رنگ کے شلجم زیادہ بڑے جاتے ہیں۔ نزد اور پید رنگ کے جہاں کھانے کے واسطے ضرورت پڑ جائے۔ بودتے ہیں۔ کیونکہ یہ جلد تیار ہو جلتے ہیں۔ مگر درمک نہیں رہتے۔ نزد خلجم اس سے فدا زیادہ دیر میں ہوتے ہیں۔ اور سب سے اخیر شرخ رنگ کے جو زیادہ عرصے تک ٹھیر سکتے ہیں۔

اس ترکاری کے بونے کے لئے دو شاہی یا میرا قسموں کی زمین یادہ زمین جو دیا کے امصار سے پڑ جائے۔ اچھی ہے۔ یا جن زمین میں کمی قدر ریت ملی ہو۔ غرضیکے زمین نہم ہو۔ جو زمین زیادہ سخت ہوگی۔ اُس میں اس کی پیداوار اچھی نہیں ہوتی۔ یہ ترکاری دو طریق سے بوئی جاتی ہے۔ ایک چھوٹے قم کے خلجم۔ وہ صرف آدمیوں کے کھلنے میں آتے ہیں۔ اس کے واسطے سموی کیاریاں بنایا کر اُس میں کھاد ٹا دیتے ہیں۔ اور اُس کا قم مفہومی بھر کر کھیت میں بکھر دیتے ہیں۔ بڑی قم کے خلجم کے بونے کا قاعدہ ہے۔ ک اول دین

ایک غلط گھری کھو دی جائے۔ مل جوت کر سو گلہ پھیر کر
ہنس کی مٹو ٹوپ باریک کی جائے۔ پھر اس کیس میں
الایاں اور مینٹے میں بتائی جائیں۔ جس کو آل بندی سکتے
ہیں۔ ہر ایک سینٹ کا دریانی فاصلہ ایک یا کہ فٹ کے
قریب ہو۔ دریانی جگہ میں کھاد پھر دو۔ اور مینٹوں
کی سیکھاد پر ڈال دو۔ اس تکب سے زمین زیادہ
کھو دیا جائی۔ پھر اس میں بھی فاصلے پر ایک
ایک دو دو ٹوٹھم ٹاٹھ سے زمین میں رکھ دو۔ یہ کاصل
چار انج سے کم نہ جو +

جب اس کی انگویشی نکل کر بڑھنی شروع ہو۔ تو
ٹاٹھ ساٹھ اسی قدر سی اس کی جڑوں میں چڑھانی
جائے۔ اگر مٹی پھر کر اس کا بیچ کھیت میں پھیل کا
پائے۔ تو ایک کنال میں ڈیڑھ پاؤ یا آدھ سیہ ڈالا
جائے۔ اگر آل بندی کر کے بولیا جائیگا۔ تو اس سے
بہت ہی کم بیچ کے ڈالنے کی ضرورت ہوگی ۰

بیچ زمین میں نصف انج گمراہا ڈالا جائے۔ اور دریانی
فاصلہ بیچ کے ڈالنے کا اس ترکاری کی موٹائی لئے
قد کے مطابق پچھے انج سے ایک فٹ تک رکھا جائے

تو عمدہ پسروار ہوگی +
بیٹے تک وقت زمین میں طراوت کا ہونا ضرور ہے۔
اگر زمین خشک ہے۔ تو پانی کے بعد تھوڑا پانی دے دیا
جائے۔ اس ترکاری کو پانی کی ضرورت اوسط تھے کی
ہے۔ زیادہ پانی دینے سے بدرہ ہو جاتی ہے۔ اس جگہ

پھوکی بن جاتی ہیں۔ پانی دینے کے بعد جب آل آجائے۔ تو بھی بھی نلائی بھی کر دینی چاہئے۔ جس سے زمین پولی ہو جائے اور گھاس نکل جائے۔ اس ترکاری کے پونے کا وقت اخیر بھادوں کے پینے سے اگھن کے پینے تک ہے۔ عام طور پر کنوار کے چینے شروع میں ہو دیتے ہیں۔ چار چھوٹ دن کے اندر زینما سے اس کا بیع پھوٹ آتا ہے۔ جب انکوری نکل آتی ہے تو مکھیاں اور پھر ان پتوں کو چاٹ جاتے ہیں۔ اس کی حفاظت کے واسطے اس کے ساتھ رائی بولی جائے۔ تو مناسب ہے۔ کونکہ رائی کے پتے جلد نکل آتے ہیں۔ اس لئے مکھیاں اور پھر رائی کے پتوں سے چھٹ جائیں۔ اور شلغم محفوظ رہیں گے +

شلغوں کے ساتھ اگر آلو بودھے ہائیں۔ تو بھی شلغم محفوظ رہیں گے۔ اس واسطے کہ آلو کے پتے پر مکھی نہیں بیٹھتی۔ بلکہ اس کی پتوں سے ان پدوں کے نزدیک بھی نہیں آتی۔ اس ترکاری کو بیماری بھی ہو جاتی ہے۔ ایک بیماری اس کو ایسی ہوتی ہے۔ کہ اس کے سبب اس میں شاخیں پھوٹ پڑتی ہیں۔ اور پھوٹے سے اس پر پڑ جاتے ہیں۔ جس سے شلغم موڑنہیں ہوتا۔ اور بڑھتا بھی نہیں ہے۔ یہ بیماری سپید رنگ کے شلغم میں زیادہ ہوتی ہے۔ اگر کسی قدر کھاد میں چھٹا ٹاکر اس پر پھر کا جائے۔ اس سے بچاؤ ہو جاتا ہے +

اس کی ترکاری اکثر پکائی جاتی ہے۔ بعض دگ کئے
بھی کھا جاتے ہیں۔ اے مویشی بھی کھاتی ہے۔ شلغم
اونکے پتے اگر مویشی کو کھلاتے جائیں۔ تو وہ
موٹے تازے ہو جاتے ہیں۔ دودھا لے جاؤروں کو
اگر اس کا چارہ دیا جائے۔ تو دود زیادہ دیتے ہیں +
اگر اس ترکاری کی سکھڑی فصل کے پتے بھیرد اور
بکھروں کو کھلاتے جائیں۔ پھر اس پر بل چلا دتے
جائیں۔ اونہ ساگر پھرا جائے۔ تو شلغم زمین کے
اندر کھاد بن جائیگی۔ اور زمین کی چیزیت کو
بڑھائیں +

جب زمین سے شلغم کھود لئے جائیں۔ اونہ اون
کے خراب ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ تو شلغم اچھی طرح
صاف کئے جائیں۔ اور اس کی پیندی کی جوئی بھی
احتیاط سے صاف کی جائے۔ کوئی زخم اس میں نہ آئے۔
پھر اون شلغوں کا ڈھیر مخوذی شکل کا بنایا جائے۔
اس ڈھیر میں شلغم اس طرح پر لکھے جائیں۔ کہ
پیندی کی طرف پنجھے کو رہے۔ پھر اون پر ٹھاکس
پھوس ڈال کر اچھی طرح ڈھانپ دئے جائیں۔ تو
اس عمل سے پچھے عرصے تک ٹھیر سکتے ہیں +

سایہ دار جگہ میں ایسا ڈھیر بنایا جائے۔ جو
شلغم خراب ہوں۔ اون کو اس ڈھیر سے نکال دیا
جائے۔ کیونکہ وہ دوسرے شلغوں کو بھی خراب کر دیجے۔
ختم کے واسطے اچھے شلغوں کی پیندیاں پنجھے سے

تھوڑی تھوڑی کاٹ کر علیحدہ جگہ میں اگر لگا دی جائیں۔
تو ان سے بچ اچھا پیدا ہو گا۔

نواں سبق

آکو

یہ ترکاری اس تک کی اصلی پیداوار نہیں ہے۔
تمریکہ کے تک سے یورپ کے تکوں میں آئی۔ اور
ذمہ سے اس تک میں لائی گئی۔ اس کی پہلی طرف
زیادہ ہوتی ہے۔ کھانے میں بھی یہ ترکاری اپنی
مکتوی اور لذیذ ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے بونے
کی اس طک میں اب کثرت ہوتی جاتی ہے۔
یہ اپنی علاقوں میں ابھی تک اس کا بونا پورے
طور پر نہیں ہوا۔ البته پہاڑی علاقوں میں کثرت
کے ساتھ یہ ترکاری بولی چاتی ہے۔ اس کی پیداوار
میں فائدہ زیادہ ہے۔ تھوڑے عرصے میں یہ ترکاری
تیار ہو جاتی ہے۔ زینہ اردو کو اس ترکاری کا
بنا فائدہ دیتا ہے۔ اور روپیہ کمائے کا اچھا ذریعہ
ہے۔ آٹو کی دو سو قسمیں ہیں جو یورپ کے تکوں
میں بولی چاتی ہیں۔ ان کے بونے اور پیدا ہونے
کے جدا جدا وقت میں۔

اس کاک میں دو قسم کے آؤ ہیں۔ ایک پہاڑی
دوسری دیسی۔ دیسی آؤ کو بعض سلیمان آؤ بھی سکتے
ہیں۔

پہاڑی آؤ نہیں ناموں سے مشہور ہیں۔ ایک تو
عام پہاڑی۔ دوسرے نیپنی تالی۔ تیسے پیوتالی۔
ان کی تینی ہو خیار زینہ اور کر سکتے ہیں۔ عام وگ
نہیں چاہتے۔ جو دیسی آؤ ہیں۔ وہ ذاتی میں اچھے
قد میں چھوٹے اور گول۔ رنگت میں سرخ یا پیسی
مائل سرخ ہوتے ہیں۔

پہاڑی آؤ قد میں بڑے بڑے اور رنگت میں
بھورے ہوتے ہیں۔ ذاتی میں دیسی آؤ کی جباری
نہیں کر سکتے۔ بلکہ پھیکے ہوتے ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا
ہے۔ کہ اگر پہاڑی آؤ بچھے بچھے آکھاڑے جائیں۔
تو وہ بھی دیسی آؤوں بچے سکون ہوتے ہیں۔ اگر
وہ بچھے بنت شیرت نہیں ہیں۔ جلد خاب ہو جلتے
ہیں۔ خالص ریت کے سوایہ ترکاری ہر قسم کی
زینیں میں تکدوڑی بست پسدا ہو جاتی ہے۔ خواہ
اُس زینی کی سچی سیکھی اور چکنی اور سخت ہو۔ اگر
سب بست اچھی زینی اس کے دامنے وہ ہے۔ جس
کی ملکی نہ ہو۔ یادوں ملکی نہ ہے۔ نے جدیدہ ڈالی ہو۔
جس کو پہنچاپ میں پٹا یا ڈال سکتے ہیں۔ اور
اس میں کسی تند ریت نہ ہو۔ یا چکنی سچی میں ریت
نہیں ہو۔ ایسی سخت سچی نہ ہو۔ کہ جس کے

ڈھیلے جلد نہ ڈھیٹیں +

اس ترکاری کے گھیت کو گوبہ اور سڑے ہوئے پتوں کی کھاد بھی ہوتی ہے۔ یا جس میں بھیر بکری کی مینگنیاں اور پیشاب زیادہ پڑھا ہو۔ یہ کھاد اس ترکاری کو فائدہ مند ہے۔ مگر جب اندازے سے زیادہ ڈالی جائیں۔ تو فصل کا نقصان ہو جائیگا۔ کھاد کے زیادہ ڈالنے سے اس ترکاری کے گھیت میں ایک بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے وہ پودے جو ابھی تک پختے نہیں۔ پسیلے رنگ کے ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ان کی پسداوار کم ہو جاتی ہے۔ اس ترکاری کے بونے تے واسطے زمین کی تیاری اُسی ڈھنگ سے کی جائے۔ جیسا کہ شلم کی ترکاری کے واسطے آں بندی وغیرہ کا طریق برتاؤ جاتا ہے۔ پھر اُوپنے پہاڑوں میں جہاں بھیر بکری کے بیٹھنے کی جگہ ہو۔ اُس مقام یا آئندہ نرم جگہوں میں جب جاڑوں کے دنوں میں برف پڑ جاتی ہے۔ تو وہ جگہ نرم اور پولی ہو جاتی ہے۔ کھاد اس جگہ پسلے بھی بھیر بکریوں کی یا درختوں کے پھول اور سڑی ہوئی چھوٹی کھیڑل کی کافی موجود ہوتی ہے۔ کچھ محنت ان کو کرنے نہیں پڑتی۔ اس ترکاری کو دھاں بودیتے لہ پنجاب میں پہاڑوں کی زبان میں ایسی جگہ کو ہائی کہتے ہیں +

ہیں۔ جو خود بخود ملا تردد شیار ہو جاتی ہے۔ البتہ حفاظت سرنی پڑتی ہے۔ پھر اس ترکاری کو کھو دیتے ہیں۔ آٹو تین طرح پر بوئے جاتے ہیں۔ اول اس کے بیچ بیچے جاتے ہیں۔ دوم جنوبی چھوٹے۔ اس ترکاری کے ثابت دانے یعنی آٹو دبائے جاتے رہیں۔ سوم ایک ایک آٹو کے چار چار پانچ پانچ مکڑے کر کر جس تے ہر ایک مکڑے میں خلخ کے پھوٹنے کی ایک یا دو آنکھیں ہوں۔ لگاتے ہیں۔ اگر آٹوؤں کے مکڑے کر کے بونا چو۔ تو سات دن آئے مکڑے سے چاہیں۔ اور ہوادار جگہ میں وہ وھر دفعے جائیں۔ مگر یہ لحاظ رہے ہے۔ کر بانٹل وہ مکڑے سے سوکھ نہ جائیں۔ جن سے اُن کی آنکھیں یعنی سچنے مر جائیں +

بیچ کے بونے میں یہ فائدہ ہے۔ کہ نئی نئی قسم کے آٹو ہر بندگ پہیدا ہو جاتے ہیں۔ بیچ کے بودیتے سے یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ بیچ کی حفاظت کرنی نہیں سکتی۔ آٹو جو تھم کے لئے رکھے جائیں گے۔ اُن کی حفاظت پڑتی ہے۔ اور ایک جگہ سے دوسری جگہ کے لے جانے میں بھی آسانی نہیں ہوگی +

بیچ کے بونے کی یہ ترکیب ہے۔ آٹو کا تھم جو ڈال پر ہوتا ہے۔ اچھی طرح پکت جائے۔ تو اس کو نکال کر پانی میں رہو کر ملکھا یا جائے۔ لگھے موسم میں آٹو کے بونے کا وقت آ جائے۔ تو اس کو بونا چاہئے۔ پہلے سال پوادوں کی جڑوں میں جھڑ بیری کے بیڑوں

کے برابر آؤ پیدا ہوتے ہیں۔ دوسرے سال جھوٹے پھوٹے آؤ ثابت دوسرے طریقہ کے مطابق بودھے جائیں۔ جب ان کے پورے قریب ایک ایک ہاتھ کے اپنے ہو جائیں۔ پھر ان کی جڑوں میں مسی طالی جائے۔ اور آؤ ڈھانپ دئے جائیں۔ پر عمل دو دفعہ کیا جائے۔ پھر جب اور سے اس کی شاخیں سوکھ جائیں۔ تو جو آؤ تیطہ اس کھیت میں تیار ہو گئے ہوں۔ ان کو چدرا ریشمہ جائے۔ اور جو دیر سے تیار ہوں۔ ان کو علیحدہ رکھنا چاہئے۔ پھر جب اگلا موسم آئے۔ تو دنو چدرا جدا بوگر دیجھے نئے جائیں۔ بوجو اچھی طرح پھیلیں پھوٹیں۔ وہ رکھ لئے جائیں +

نغمہ ریزی کے واسطے جو آؤ رکھتے جائیں۔ ان کو شاخیں خشک ہونے کے ساتھ ہی اکھاڑ کر رکھ نیا جائے۔ جو آؤ کھلنے یا نیخنے کے واسطے رکھنے ہوں۔ ان کو اس وقت اکھاڑنا چائے۔ جب ان کی ڈالی اور پتے بخوبی خشک ہو جائیں۔ اور زین کے اندر اچھی طرح پک جائیں۔ جب آؤ زین میں بوئے جائیں۔ تو زین اسی زین کے اندر اندر دبائے جائیں۔ اگر بیچ بیجا جائے۔ تو ادھ اسی زین سے بھی قریب ڈالا جائے۔ ان کے پوڑوں کا مدیانی فاصلہ پانچ اسی سے ایک فٹ تک ہونا واجب ہے۔ اگر ثابت آؤ یا اس کے ملکے کے بونے چائیں۔ تو

برستے وقت سخنوار آگو بڑا گوبر آن پر ڈال کر سی سے
ڈھانٹ دیا جائے۔ تو بست نامہ ہو گا۔ آج کا بیج
ایک کنال میں آدھ سیر یا اس سے بھی کم ڈالا
جائے۔ اور اگر آوٹکانٹ ہوں۔ تو ایک کنال کے
واسطے ایک من پتے چاہئیں۔ پھر اسی علاقوں میں آج
میں کے بیچنے میں بوجتے ہیں۔ اور سبھی اپریل
میں۔ اور اس سے پیشتر بھی بوجتے جاتے ہیں۔
جو میدانی علاقتے ہیں۔ وہاں یہ ترکاری برس دن
میں دو دفعہ بوقت جاتی ہے۔ ایک ماہ کے بیچنے میں
پھاگن کے بیچنے کے شروع ہیں۔ دوسرے سخنوار کے
میں ماگہ پھاگن کے بوجتے ہوئے جیٹھ اور اس اڑھ
کے سینوں میں اچھتے ہو جاتے ہیں۔ اور سخنوار کے
بیچنے کے بوجتے ہوئے ماگہ کے بیچنے میں ہے۔
پھاڑی قسم کے آج ماگہ یا پھاگن میں بوجتے جاتے
ہیں۔ اور دیسی آج سخنوار کے بیچنے میں + بعض وگ
اس طرح کرتے ہیں۔ کہ پھاڑی آج سے جو چھوٹے
چھوٹے دلتے پیدا ہوتے ہیں۔ آن کو ثابت سخنوار
کے بیچنے میں بودیتے ہیں۔ نہ بھی دیسی آجودیں
کی طرح پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور دیسی شکل و
شبہت سے ہو جاتے ہیں۔ اس ترکاری کے کھیت
کی ملائی بہت اختیاط سے کی جائے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ
اس کی جڑوں کے سوت جو اور اور پر پانی زمین
میں پھیلتے ہیں۔ اور جن کے ساتھ آج پیدا ہوتے

ہیں۔ نلاتے وقت کٹ جائیں ہے اس ترکاری کو تھوڑا
تھوڑا پانی احتیاط کے ساتھ کٹی دفعہ اس تحریک سے
دیا جائے۔ کر مینڈیں جو آل بندی کے قاعدے سے
سختی میں بنائی گئی ہیں۔ ان کے اوپر تک پانی
نہ چڑھ جائے۔ بلکہ ان کے نصف تک رہے۔ اگر
زیادہ پانی دیا جائیگا۔ تو مینڈیں پھٹ کر پھوٹی
پھوٹی درزیں پڑھائیں۔ اور جڑوں نکے سوت کا
جالا جو نکل کر ادھر ادھر پھیلا ہو جائے۔ اور جس
کے ساتھ آؤ گئے ہیں۔ وہ اپنی اصلی جڑ سے ٹوٹ کر
 جدا ہو جائیگا۔ وہ پھر کسی طرح پر پرورش نہیں
پاسکتا۔ اور خشک ہو کر مر جائیگا۔ اور پیداوار
میں بھلی نقصان پڑ جائیگا۔

اس ترکاری کو بیٹھی۔ سیرے مکوڑے نقصان نہیں
پہنچاتے۔ اگر اور ترکاریاں شتم و علیہ نرم ہتے والی
ان کے پاس بوئی جائیں۔ تو وہ بھی محفوظ رہیں گی۔
جس قدر اس کے پودے بڑھتے جائیں۔ اسی قدر
ان کی بیٹروں پر بھی چڑھاتے جائیں۔ یہاں تک کہ
جمان آل بندی کے قاعدے سے مینڈیں بنائی ہیں۔
وہاں نالی بن جائے۔ اور جمان نالی بھی۔ وہاں مینڈیں
بن جائیں۔ جب اس کے پودے میں پھول آجائیں۔
تو ان کو لوج کر پھینک دو۔ جس طرح تباکو فوجا
جاتا ہے۔ پھولوں کے توڑنے سے آلو زیادہ پھیلتے
اور بڑھتے ہیں۔ سیکونگہ زین کا عرق جو پھولوں

کی پروردش کو جاتا تھا ۔ وہ پھر جڑوں میں چلیا۔ اور جڑوں کو بڑھایا۔ جب آؤ کھیت سے کھوئے ہوں ۔ اور ایک عرصے تک اُن کا ذخیرہ رکھنا ہو۔ تو اس قاعدے سے رستھے چاہیں ۔ کہ سایہ دار جگہ میں اُن کا تودہ مخروطی شکل کا بنایا کہ گھاس سے ڈھانپ دو۔ اور اوپر مشی سے لیپ دو۔ پہاڑی آؤ ایسے ذخیرے میں دیسی آؤ سے زیادہ عرصے تک رہ سکتے ہیں ۔

آؤ کی ترکاری نئی نئی طرح کی بنائی جاتی ہے۔ اور طرح طرح سے کھانے کے کام میں آتے ہیں۔ اس کی چیزیں بھی پکلتے ہیں۔ اس کا حلوا عمده ہوتا ہے ۔

مویشیوں کا بھی اچھا چارہ ہے۔ مویشیوں کو سکھلاتے وقت اس امر کا تیاظ کرنا چاہئے۔ کہ جو مویخی جگلائی کرنے والے ہوں۔ اُس کو خواہ سختے بھی دئے جائیں تو مضائقہ نہیں۔ مگر جو جگلائی نہیں سکرتے۔ اُن کو مبال کر دئے جائیں ۔

سوال سبق

گوچی

یہ ترکاری اس ملک کی پیداوار سے نہیں ہے۔

دوسرے تک سے اس جگہ آتی ہے۔ اب اس تک میں بھی اس کے بولے کی ہر ایک طبر و قبہ میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ یہ ترکاری کھلانے میں مزے دار ہوتی ہے۔ پتھے دغیرہ مویشیوں کے چارے کے بھی کام آ جاتے ہیں۔ زمینداروں کو اس کے بولے میں فائدہ ہے۔ اور آدمی کا ذریعہ ہے۔ اس کے بولے اور جو تنے میں جو محنت کی جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ پورا اور جلد مل جاتا ہے۔ گو بھی کی بھی بہت سی قسمیں ہیں۔ جو مختلف مقاموں میں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کے بولے کے جدراً جدا طریق اور علحدہ علحدہ موسم ہیں۔ اس سبب سے اس کی بہت سی قسمیں شہور ہو گئی ہیں۔ اس تک میں یہ تینیں ہیں۔ اقل پھول گو بھی۔ یہ نام اس واسطے رکھا گیا ہے۔ کہ اس کا پھول جب لکھتا ہے۔ تو گلستے کی طرح بن جاتا ہے۔ اور جب تک اس میں سفیدی جھلکتی رہتی ہے۔ اور پتوں کے درمیان ہو۔ اس وقت تک وہ کھا ہوتا ہے۔ کھانے کے کام کا ہے۔ بہب پک کر پتوں سے باہر نکل گیا۔ تو مویشی کے چارے کے کام آتا ہے۔ کھانے کے کام کا نہیں رہتا ہے۔

دوسری بند گو بھی۔ اس کے پتھے آپس میں پتھے ہوتے ہیں۔ جیسے کہ ایک گول پتوں کا ایک دوسرے پتھے پر لپیٹ کر بنایا جائے۔ اس کے پتھے

دورنگ کے ہوتے ہیں۔ ایک سبز۔ دوسرے اور۔ تیسری گانٹھ گو جی۔ یہ شاخ کی طرح ہوتی ہے۔ اور پتوں کے بین میں گہرے بن کر پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی مدیانی گہرے ترکاری کے کام آتی ہے ۔ اس ترکاری کے بولنے کے لئے زمین کی تیاری آل بندی کے قاعدے سے کی جائے۔ جیسا کہ شاخ کے لئے کی جاتی ہے۔ مگر بہت گہری کھدائی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ صرف ایک فٹ زمین کھو دی جائے۔ اور زمین کی قسم بھی نرم ہو۔ جس میں پکھ ریت ملی ہو۔ تو اچھی ہے۔ سخت زمین میں اس کی پیداوار اچھی نہیں ہوتی۔ کھاد کی اس کے واسطے از بس ضرورت ہے۔ ایک کنال میں بیس من پکتے سے بھی زیادہ کھاد ڈالی جائے۔ پتوں اور سکڑیوں کی گلی ہوئی کھاد اگر ہو۔ تو اچھی ہے۔ گو بھی سنوار کے میئنے میں بولی جاتی ہے۔ یا جب بہار کا موسم شروع ہو۔ اگر جلد اس ترکاری کو تیار کرنا ہو۔ تو اس اڑھ کے میئنے کے اخیر میں اس کا ذخیرہ بو دیا جائے۔ یہ سنوار کے میئنے میں سکانے کے لئے ذخیرہ ہو جائیگا۔ سنوار کے میئنے کی لٹکائی ہوئی پس یا مگہ کے میئنے میں پھول لائیگی۔ جو گو بھی بہار کے دونوں میں لٹکائی ہو جاتی ہے۔ وہ بہر اور پہاڑی علاقوں کے سوا اور جگہ ایسا بڑا اور عمدہ پھول نہیں دیتی ہے۔ جیسا کہ سنوار کے میئنے

کی سکھائی ہوئی دیتی ہے +
اس کا بیچ ایک سوال میں اگر جھٹانک بھر
ڈالا جائے۔ تو کافی ہے۔ پہلے وہ بیچ ایک سیلہی
میں جو چار گز مرتع ہو۔ ذخیرے کے طور پر
بوبیا جائے۔ بونے کے وقت زمین پکھہ گیلی ہو۔ اگر
زمین غشک ہوگی۔ تو تخم پیدا نہیں ہو سکا۔ بونے کے
وقت اُس کے بیچ میں تھوڑی ریت یا راکھ ملائی جائے۔
ایسا نہ ہو۔ کہ زیادہ بیچ ایک ہی جگہ اگر جائے +
جب ذخیرے میں پودے دو دو تین تین اسچ
کے ہو جائیں۔ تو وہاں سے اُکھاڑ کر سینہوں کے
درمیان لگا دئے جائیں + اگر پھول گوبھی ہو۔ تو
اُسے اس ذخیرے سے اُکھاڑ کر زیادہ کھلی جگہ میں
ذخیرے کے طور پر لگا دینا چاہئے۔ جب اس کی
جڑیں قائم ہو جائیں۔ اور تین اسچ کے برابر
بڑھ جائیں۔ تو وہاں سے اُکھاڑ کر اپنی اصلی جگہ
میں ہمار لگانا چاہیں۔ لگا دی جائے۔ لیکن اس
کھیت میں پہلے سے آں بندی ہو شروع ہو۔ پودوں کا
مد میانی فاصلہ ایک ایک فٹ سے لے کر دو دو فٹ
تک ہونا چاہئے۔ خصوصاً پھول گوبھی کے واسطے
زیادہ فاصلہ چاہئے۔ دوسری دفعہ ایک جگہ سے اُکھاڑ کر
دوسری جگہ ذخیرے کے طور پر لگانے میں یہ فائدہ
ہے۔ کہ اس کی ڈنڈی پتلی رہیگی۔ اور پھول
بڑا لائیگی۔ باقی دو قسموں کی گوبھیوں کے واسطے

دہمیان خاصہ ڈیری ہد فٹ کا بلکہ اس سے بھی کچھ
تم سکافی ہے +

اگر سپریے گھنے کا خوف ہے یا سیڑا گھنا شروع
ہو جائے۔ تو پودوں پر گور اور لکڑیوں کی راکھی یا
واستے کی گرد یا پڑاوے کی خاک ڈال دینی چاہئے۔
پڑاوے کی خاک اس موقع کی ہو۔ جہاں سے نشادر
نکلتا ہے۔ پودے جب ایک جگہ سے اٹھاڑ کر دوسری
جگہ لکھنے چلتے ہیں۔ اس وقت اگر بھرپوری بارش
بوجائے۔ تو مفہوم ہے۔ اگر نہ ہو۔ تو بھرپور انتورٹا
پانی بولوں سے اُن کی جڑوں میں ڈالا جائے۔ اس
ترکاری کے واسطے پانی کی زیادہ ضرورت خاص خاص
موقعوں پر ہوتی ہے +

پانی دینے کے بعد جب زمین میں آں آجائے۔
تو گھر پے سے اس کی ملائی خر کی جائے۔ اور جتنے جتنے
پودے اُس کے بڑھتے جائیں۔ اُن کی جڑوں کے
اروگر کے مینڈوں کی مشی اُن کی مشی پر
چڑھائی جائے۔ یہاں تک کہ مینڈوں کی جگہ نیچے
ہو جائے۔ اور جہاں پنجائی رکھی۔ وہاں مینڈ بن جائے۔
جب اس ترکاری کے پودے نو انجے سے ایک
فت نہ ہو جائیں۔ تو پہلانے گور کی سکلا پانی میں
گھوول کر ڈالنی مناسب ہے۔ اگر پھول گو بھی کا
پودا ہے۔ اور قریب ایک فٹ کے ہو گیا ہے۔
تو پسندہ یا میں دن سے پہلے پانی نہ دیا جائے +

اس سے فائدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس کا پھول اچھی طرح پر پھیلتا پھولتا ہے۔ اگر پانی برابر ملتا رہے تو اس قدر بڑے ہٹے پھول پیدا نہیں ہونگے اور گانٹھ گوبھی میں ایک یہ بھی صفت ہے۔ کہ وہ چاڑے کی سرفی اور گرمی کی سختی بھی جھیل سکتی ہے۔ پانی کم لے تو بھی ہو جاتی ہے۔ پھول گوبھی اور بند گوبھی میں یہ صفت نہیں ہے۔ گانٹھ گوبھی کے پتے بھی سخت ہوتے ہیں۔ اس سبب سے کچھے اس کا نقصان کم کرتے ہیں ۴

ایک ترکیب ایسی ہے۔ کہ پھول گوبھی میں کچھے عوچے تک پھول پیدا نہ ہو۔ وہ یہ ہے۔ کہ جب پھول گوبھی کے پھول نکلنے کے قریب ہوں تو اُن کے دو سیان کوپل کے اوپر دیک کے گھر کی مٹی دوسری مٹی میں ملا کر ڈال دی جائے۔ اور نکلنے کے باندھ دئے جائیں۔ تو پھول نہیں نکلتا۔ پھر جب پھول کے پیدا کرنے کی خروت پڑ جائے۔ اس سے ایک دن پچھے لوٹے سے پانی ڈال کر اس مٹی کو کوپل سے ڈالتا دینا چاہئے۔ اور کوپل صفا کر دی جائے۔ ایک دو دن میں پھول نکل آتا ہے۔ پھر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس پودے میں پھول نہیں نکلا اور نکلیجہ۔ جب اس گوبھی سے پھول نکلتا ہوا ظاہر ہو تو تین چار پتے توڑ کر اُس کو ڈھانپ دیں۔ ایسا نہ ہو۔

کہ دھنوری پتی گھری سنت پھول میں بھی جلد پہنچائے۔ اور محسن کی طرح سپریم کمیٹی نے رسید۔ کیونکہ اس کے پھول میں سبھی ہمی کی بھنگ پیسی کا کس نظری ہے ہم اگلے سال کے دا سالے ہو گئے۔ جو سنت لئے رکھی ہے۔ اگر اس کے پھول پر پالا پر بھائے۔ تو وہ بیع اس سے پیدا ہو گا۔ وہ اگلے سال سنت واسطے اچھا نہیں ہو گا۔ اور اگر کوئی خاص شرط تو وہی ہے۔ تو اس کی نہ قائم رکھنے کے دلائل پر اس سے کہ اس کے نزدیک سبی اور قسم کی اگر بھی طا دسر کے پوچھے شفتم اور سرسوں سنت نہ ہو۔ جو بھائیں۔ کیونکہ ایک نئی جنس ہے۔ جو سرسوں نے قریب قریب بونے سے سبھے وہیو اپنے دوسری سے کے پھولوں پر بیٹھ کر ایک سے علاوہ ہے میں اس کی نسل کا اثر پھیلا دیتے ہیں۔ جس سے وہ ووفی ہو جائے ہے۔ گوئی میں پھول کے مویشیوں کے دلائل ہمہ چالا۔ چے۔ اگر دوسری اگلے سے بھیشی کو وہ چالا کھلایا جائے۔ تو اس کا دو بڑھوں ہو جائے ہے۔ اگر گوئی میں پھول نکالے کے دلوں ہاڑل ہو جائے۔ تو سارے پھول جلد نکل آتے ہیں۔ ایسی حالت میں پانی رینا اچھا نہیں۔ پانی رسیدے سے اور بھی جلدی کھل جائے۔

کوئی میں پھول نکالتا ہے۔ تو اس کے شے سخت ہو جاتے ہیں۔ اُن پر پانی وہ جائے۔ تو بزم

ہو جاتے ہیں۔ اور پکارتے وقت جلدی مکمل جاتے ہیں۔

گیارہوالي سبق

پیاز اور لمن

پیاز اس نکب کی پیغامدار سے ہے۔ اب تک
ہمیں کہیں پہاڑوں میں خود رُو پانی ہے جاتی ہے۔
اس نکب کی پیاز کی زیادہ تھیں تھیں۔ لورپ کے
لکھوں کی پیاز جو انگریزی باقیجوں میں بولی ہے جاتی
ہے۔ اگر ان کو شامل کر لیا جائے۔ تو بیسوں
قسم کی ہو جائیں۔ پیاز کی پیغامدار تھوڑی سی
زیمن میں بہت ہو جاتی ہے۔ اور زینتیاروں کی
خواک میں شامل ہے۔ اس کے کھانے سے بدن
میں طاقت زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس سے روپیہ
بھی حاصل ہوتا ہے۔ اور عام خرچ میں آتی ہے۔
اس کی پیداوار ہر چند ذروخت ہو سکتی ہے۔ کسی
خاص شہر و ہزار میں لے جانے کی ضرورت نہیں
ہوتی۔ اسی راستے اس کا بوتا مفید ہے۔ اس کے
بوتنے کے لئے بہت کم زیمن چاہیے۔ دڑا بھی سخت
نہ ہو۔ کیونکہ سخت اور چکنی نہیں میں اس کی تکشیان

نہیں چھیلیں گی۔ اگر اُس زمین کی جس میں پیاز ہوئی
ہے۔ مخفی سخت اور چکنی ہو۔ تو اُس میں بہتی
ریت اور کھاد ڈالنی چاہئے۔ جس سے وہ نرم اور
پولی ہو جائے۔ تاگر پیزا اور اچھی ہو تو خصوص جس
موقع پر پہنچے اُس کا ذمہ نکالیا ہے۔ وہاں مناسب
ہے۔ کہ یہ عمل ضرور ہی کیا جائے۔ دیکھ کے کھانے
کی زمین لئے اس کے بونے کے لئے اچھی شمار کی جاتی
ہے۔ کھاد اس کے سمجھتے ہیں پُرانے گورے اور اپنے
کی راکھ یا لگنی کوچ کی گرد کی نالی جائے +
اس کے بونے کے لئے زمین کی سختی اور چھسات
انچ گہری کی جائے۔ اس سے تراوہ کھلائی کی ضرورت
نہیں۔ سیونکہ پیاز کی لہیاں زمین کے اوپر ہی رہتی
ہیں۔ اور جڑیں بھی اس کی گہری نہیں جاتیں۔ پیاز
کو دو طرح پر بوئے ہیں۔ اولی زمین پھول کر کے
اس میں دو گز چوری چار گز بھی سیاریاں بنا کر
بوئے ہیں +

دوسرے آل بندی کے قاعدے سے یہندیں ہاتھ
میٹھے دل پر لگا دیتے ہیں۔ مینڈ دل کے اوپر کھنے
کا عمل اس وقت کرنا چاہئے۔ کہ جب کوئی اور بھی
یا تو کاری اس سے ساتھ بولائی ہوئی ہو۔ یا کسی قسم
کے بڑے بڑے سمجھیوں کے پیاز پیدا کر لے ہوں
و لوٹ طریق پر پیاز کے نکانے کے دانتے اول اس کا
لئے پیچبے میں ایسی زمین کو لکھا یا لکھوٹا پکھتاں ہے

ذخیرہ مکانا چاہتھے۔ جب ذخیرے میں اس کا بیج بیجا
چاہئے۔ تو بونے سے چار گھنٹے پہلے اس کے بینک کو
ایسے گرم میں جس میں ہاتھ بھیر سکے۔ بھگونا
چاہتھے۔ دو گھنٹے کے قریب بھیگا رہتے۔ پھر اس کا
بیج پانی سے نکال کر دو گھنٹے کے عرصے تک خشک
شیا جائے +

و خیرہ شانے کے واسطے اس کا بیج ایک مرے
میں میں پیشانک ڈالا جائے۔ لیکن اس میں رسیتا
یا باریک سقی طائی جائے۔ کیونکہ اس کے دائے چھوٹے
چھوٹے ہوتے ہیں۔ ڈالتے وقت کہیں ایک جگہ ہی
زیادہ نہ سگر جائیں +

پیاز کا یہ ذخیرہ دس مرے کے واسطے کافی ہے۔
کنوار کے اخیر یا کامک کے بیچھے کے شروع میں
اس کا بیج بوتے ہیں۔ بونے کا = طریق ہے۔ ک
بیج ہاتھ میں لے کر بھیر دیا جائے۔ پھر نا تھوڑی
سے سی اور بیج ملا دیا جائے۔ اس کے اوپر تھوڑی
تھوڑی کھاد باریک اور سکھلی ہوئی عوالمیں۔ جس سے
بیج چھپ جائے۔ یہ کھاد بیج کے اٹھنے میں مدد میگی۔
وہ دن میں بیج زمین سے بھرپت کر تکل آتا ہے۔
اور دہمہاں میں بچھے تھوڑی پدھر ہند کر زمین پر
چھڑی جم جائے۔ اور پھر پیدا نہیں ہوگا۔ دہاں زمین
فہست کر کرے دوبارہ بونا چاہئے +
پوس کے بینے سے الگ کے بینے انک اس کے

پڑے چار چار انچ کے قریب بلے ہو جاتے ہیں۔ پھر ہاتھوں سے اٹھاڑ کر جہاں ضرورت ہو۔ لگا دیتے ہیں۔ اس کے پودوں کے اٹھاڑنے پر، ہی پیداوار کا حصہ ہے۔ اٹھاڑنے کے وقت جڑوں کو کچھ صدمہ نہ پہنچے۔ وہ ٹوٹ نہ چاہیں۔ پتھروں کے ساتھ ثابت نکلی آئیں۔ جس عقد ذمیرے سے پیاز کے پودے اٹھاڑتے چاہیں۔ اس سے دوسرے روند اس کو کھیت میں لگاتا چل پہنچ۔ اسی روند لگانے سے پیاز میں گندل رواہ پیدا ہو جاتی ہے۔ جو آخر کار کھینچ کر بڑھنے نہیں رہتی۔ اور پیاز کی گلخیاں بھوٹی چھوٹی اور ناقص ہو جاتی ہیں۔ جاڑے کے دلوں میں اس کے ذمیرے کو سردی سے کچھ تھنچ نہیں پہنچتا۔ یہ سردی کی برداشت کر سکتا ہے۔ اسی واسطے پہاڑوں میں بھی اچھی طرح پیدا ہو جاتا ہے۔

مھولی پیاز کیاریوں میں تین تین چار چار انچ فاصلے پر لگائی جائے۔ اگر سینہوں پر لگانے کے لائق ہے۔ تو چہا موقع ہو۔ یا جیسی قسم کی پیاز ہو۔ اس کو دیکے ہی فاصلے پر لگانا چاہئے۔ فاصلہ کا اندازہ بچہ انچ سے دو انچ تک ہونا چاہئے۔ پودوں کے لگانے کے وقت یہ لحاظ کیا جائے۔ جس موقع پر پیاز کی گلخیاں پیدا ہوئیں۔ وہ جگہ زمین سے اوپری رہے۔

و باتی نہ جائے۔ جب پیاز لگا دی جائے۔ تو چوتھے پانچویں دن پانی بھی دیا جائے۔ پھر جب زین سونکھے پر آئے۔ تو پانی دیا کریں۔ پانی دینے کے بعد جب زین میں آں آجائے۔ تو نلائی احتیاط سے کریں۔ جڑیں نہ سکٹ جائیں۔ گھنکھیوں کے لارڈ گرڈ سے تھوڑی تھوڑی بجھ خالی کر دی جائے۔ اس سے گھنکھیوں کو بڑھنے اور موٹے ہونے کا موقع ملتا ہے۔ نلائی کے وقت گھوبر کی کھاد بھی طالثہ رہیں۔ یہ عمل خصوصاً اُس وقت کیا جائے۔ جب بھٹکے بڑے بڑے اور لذیذ پیدا کرتے ہوں۔ معنوی پیاز کے واسطے اس عمل کی ضرورت نہیں۔

بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے۔ کہ پودے دو ہیں دفعہ ایک بجھ سے اُکھاڑ کر دوسرا بجھ لکھیں۔ تو پیلا بڑے اور موٹے پیدا ہونگے۔ مگر یہ بھکھیڑا ہے۔ زیادہ لکھیتی کرنے والے سے اس کا ہونا مشکل ہے۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ فائدہ ہو یا نہ ہو۔

جب پیاز کے اکھاڑنے میں ڈیڑھ مینہ باقی رہ جائے۔ تو پتوں کو بیچ میں سے مردڑ دیا جائے۔

لہ ان پتوں کو آں سکتے ہیں۔ پنجاب میں اس کا نام پھوک ہے۔

اور زمین کی طرف جھکا دیا جائے ۔ تاکہ عرق پھول
میں نہ جائے ۔ بلکہ پیاز کے ٹھوٹوں میں رہے ۔ اس
عمل سے وہ موٹے ہو جاتے ہیں ۔ بیاکہ کے چینے
میں پیاز سیار ہو جاتی ہے ۔ اس سے تھوڑے دنوں
آکے پانی دینا بند کیا جائے ۔ جب پتے خلکی پر
آ جائیں ۔ تو کھوڈی جائے ۔ اگر پیاز کو کھانے کے
واسطے رکھتا ہے ۔ تو کسی ٹوکرے نا جائے میں ڈال
کر سائے اور ہوادار مکان میں رکھ یں ۔ اس عمل
سے پیاز جلد خراب نہیں ہونگے ۔

اگر اس کا بیج لینا ہے ۔ تو دو چار لگھے پھینکے
میں رکھ کر کسی ایسی جگہ لٹکا دیں ۔ جہاں ہوا کی
آمد و رفت ہو ۔ اس طریقے سے وہ لگھے اپنے
رہیں ۔ پھر مناسب موقع پر ان ٹھوٹوں کو پوکر
بیج لے لیا جائے ۔ اگر یہ مطلب ہے ۔ کہ لگھے بڑے
بڑے ہو جائیں ۔ تو یہ ترتیب کی جائے ۔ کہ مینٹیں
وو اس کے لگانے کے واسطے بنائی جائیں ۔ ان پر
تین سو گوبر اور ایک حصہ ملتی لگانی جائے ۔ ان
کا دھیانی فاصلہ ایک ایک خٹ کا ہو ۔ باقی عمل
اوپر کے لکھتے ہوئے قاعدے کے مطابق کیا جائے ۔
اس طرح پیاز کے لگھے بڑے بڑے اور موٹے
پیدا ہونگے ۔

ایک قسم کی پیاز اس کی شکل کی ہے ۔ جس کو
خندان کہتے ہیں ۔ اس کی مٹیاں اور پتے مدنو پسیدہ

بہت ہے ۔ کہانے میں عمر سے دار ہوتی ہے ۔ اسی کے نتے ہی تھاں پر جائیداں ہیں ۔ اس سکے بدنکے واسطے افغان اکلی بندی کی تھی تاحدت پر عمل کیا جائے ۔ جیسا کہ اور پر بیان ہوا ہے کہ فلکے پر اک لکھی ایک نشیل یا فون ایک سکے قائم کے پر ایک نشیل میں ایک سچے بندی پر ہے ایک نہیں ۔ فلکے پر ایک نشیل ایک سچے بندی کے لئے ہے ایک نہیں ۔ پھر جاریہ کے پڑھنے سے جو ایک کر لے جائیں ۔ پھر جاریہ کے وہ پیارے پتوں نہیں ایک کر آں سوراخوں میں رکھنے پڑتے ۔ جبڑوں کو سکی سے ڈھانپا دین ۔ باقی کھانے اور پتھر شوراخ میں رکھنے ۔ پھر نیز کے دن آن سوراخوں کو پالی سے بھرا جائے ۔ سوراخوں کے یہ فائدہ ہوتا ہے ۔ کہ پتھر خرم اور سپید رنگ کے رہتے ہیں ۔ اور کھانے میں لادی ہوتے ہیں ۔ میں پیاز کی طرح بولیا جاتا ہے ۔ اور پیاز کی طرح کھانے کے استعمال میں آتا ہے ۔ میں کسی کی شریان بولی جاتی ہیں ۔

بعض لوگ ایک اور عمل کرتے ہیں ۔ اسی کے انہوں بوج کا بیع پیز کر رکھ دیتے ہیں ۔ اس طرح پر کر خام جو اُسی میں داخل ہو جائے ۔ اس جو سے بوج بپیدا ہوئے ۔ اُن میں اسی کی بوج آئیں ۔ زیندار لوگ تبھی سمجھی اس قسم کے جو مصالح میں اُس کی بوجگ ڈال دیتے ہیں ۔ اس کا اچار بھی ٹالا جاتا ہے ۔ اسہ ایسے لوگ جاریہ کے دونوں میں اس

کی کمیر بھی پکاتے ہیں۔ پیاز پکتے بھی کھاتے ہیں۔
اہد پنکاکر بھی اس کو اہد نہیں کو مصالح میں بھی
ڈال دیتے ہیں۔ اہد سرکے میں بھی ڈال کر
کھاتے ہیں۔ اس کا اچھا مرے دار ہوتا ہے ۷

پارھوال سبق

مختصر

یہ جنس اس طک کی نہیں ہے۔ دوسرے مکھوں
سے اس بجھ لائی جاتی ہے۔ ابھی تک پنجاب میں اس
کے عام طور پر بولنے کا رواج نہیں ہوا۔ صرف
پا�وں میں ترکاری کے طور پر بولی جاتی ہے۔ یہاں
کے زیندار جو بولتے ہیں۔ وہ ناقص قسم کی جنس
ہے۔ اور پھر اس کے نام سے مشہور ہے۔ اسے
کھاود کے علاقوں میں بولتے ہیں۔ اہد بھی بھی
خود رکھی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ جنس زینداروں
کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ مژہ و قسم کی ہے۔
ایک چھوٹی اور گول۔ دوسری لمبی۔ اہد ان دونوں
قسموں کی اور بہت سی قسمیں ہیں۔ جو پر پ
کے مکھوں میں بولی جاتی ہیں۔ اس جنس کی آنکھ
قسمیں زیادہ مشہور ہیں۔ جو مختلف مکھوں اور

علمودہ علمودہ (اضلاع ہزارہ و پشاور میں مٹر کو کڑاک کہتے ہیں) موقعوں میں بونے کے سب تامزد ہیں ۔ ان قسموں کا اس جگہ بیان کرنا طوفان ہے ۔ کہ وہ انگریزی نام ہیں ۔

اس جنس کو ایسی زمین میں بونا مناسب ہے ۔
جہاں دن میں کسی کسی وقت ساہر بھی ہو جایا کرے ۔
سارے دن اس کے پودوں پر دھوپ نہ پڑے ۔
اس جنس کے بونے کے لئے زمین پولی اور نرم ہونی چاہئے ۔ جو بھی قسم کی مٹر ہے ۔ اُس کو کھاد کی ضرورت اُس وقت پڑتی ہے ۔ جبکہ کھیت کی زمین کم زرد اور ناقص ہو ۔
بھروسی قسم کی مٹر کو اچھی قسم کی زمین درکار ہے ۔ اُنہوں نے ہوئے پتوں اور گور کی کھاد قائمہ مند ہے ۔

کھاد کے ڈالنے کے دو وقت ہیں یا تو بونے سے پہلے زمین میں طادی جائے ۔ یا پودے جم جائیں ۔ تو ان کی جڑوں میں دھی جائے ۔ یہ جنس جس زمین میں بونی چاہئے ۔ اُس زمین میں بونا بھی ضرور ہونا چاہئے ۔ اگر چونا کم ہے ۔ تو کھاد کے ساتھ طاکر اس میں ڈالا جائے ۔ اس طرح میں پھریاں اچھی لگیں ۔

بونے سے پہلے زمین میں تین چار دفعہ ہل جو چھائیں اور سوہاگ پھریا جائے ۔ اُنہوں نے پاہیک

کمر کے گھست گراستہ کیا جائے۔ ہر سیان میں چھوٹی چھوٹی مینڈوں آل بندی کے طور پر بنائی جائیں۔ تو فائدہ دیتی ہیں۔ کیونکہ تھوڑا پانی دینے میں اس جنس کے پودوں کو کافی طرادت ہو جائیگی۔ اگر زیادہ پانی دیا جائیگا۔ تو اس جنس کے پودے مل جائیں گے۔ دوسرے مینڈوں پر اس جنس کے یونے میں یہ فائدہ ہے۔ کہ مینڈوں پر یہ جنس جلدی بڑھیگی۔ اس لئے کہ مینڈوں کی زین کی سیکی سیاری کی زین کی سیکی سے نرم اور پہلی ہوتی ہے۔ ایک بھی فائدہ ہے۔ کہ جب پودے ایک فٹ کے برابر ہو جائیں گے۔ تو ان کی جڑوں میں سیکی کے چڑھنے کی ضرورت پڑے گی۔ اس میں آسانی ہو جائیگی۔

تیسرا مینڈوں میں یونے کا یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ خود بخود قطاریں بن جائیں گی۔ اور اسے قطاروں میں ہی بونا ضروری ہے۔ یہ جنس سیاریوں میں بھی دوسری جنس کی طرح بولی جاتی ہے۔ اگر سیاریوں میں بولی جائیگی۔ تو ایک کنال میں آدھ سیر یعنی ڈالا جاتا ہے۔ اس جنس کو سارے موسموں میں بو سکتے ہیں۔ مگر سردمی۔ سردمی اور بارش کی زیادتی جنس بھی نہیں سکتی ہے۔ اگر سایہ کر کے اسی آفتوں سے اس جنس کو بچا لیا جائے۔ تو ہر موسم یہیں تھوڑی بہت اس جنس کی پیداوار ہو جاتی ہے۔ مٹر کے یونے کے اصلی دو وقت ہیں۔ شروع مکوار

کا حصہ یا شروع بھار کا موسم + بونے سے پہلے یہ احتیاط حفظ چاہئے۔ کہ برسات بالکل گند جائے۔ یہوں کے طاووت کی ریادتی سے یہ بس خراب ہو جاتی ہے۔ خصوصاً جب کہ پودے چھوٹے چھوٹے ہوں ۷۔ اس زمین کے بیچ بونے کا یہ قاعدہ ہے۔ کہ دو گھنٹے پہلے اس کا بیچ گرم پانی میں بگویا جائے۔ پھر دو گھنٹے تک خشک کریں۔ اس میں یہ فائدے ہیں۔ کہ بیچ جلد زمین سے پھوٹ کر نکل آتا ہے۔ لیکن جب زمین میں کسی قدر طاووت ہو۔ تو اس عمل کی ضرورت نہیں ہے۔ چھوٹے مٹر کی تقاریب کا درمیان فاصلہ ڈیڑھ فٹ سے دو فٹ کا ہو۔ اور بے متر کا ڈھائی فٹ سے تین فٹ کا۔ چھوٹے مٹر کے بیچ زمین کے گراوٹ میں ہو ڈیڑھ انج کا ہو۔ بیٹھ جائیں۔ اور بے متر کے ڈھائی انج تک +

اس کے پودوں کو تھوڑا تھوڑا پانی دینا چاہئے۔ جب زمین خشک دیکھی جائے۔ اُس وقت پانی بیٹھا چاہئے۔ جب پودوں میں پھول آ جائیں۔ (ایک دفعہ پانی ضرور دیا جائے۔ پھر پانی کے دینے کی ضرورت نہیں رہتی + اگر گرمی کے دن ہوں۔ اور پودے مرجھانے لگے ہوں۔ تو پھر بھی تھوڑا سا پانی دیا جائے۔) جب پودے ایک فٹ سے زیادہ بڑھ جائیں۔ تو لمبی لمبی پتلی لکڑیوں کی چھاتی بنائے۔ سیلوں کے

جسے اور اسے کھوڑی کر ری جائیں۔ اور ان کے ساتھ ملی جی جڑوں میں چڑھائی جائے۔ اگر زیاد ہے بیٹھنے پڑے۔ تو پانی سے لگ جائیں۔ اور کوڑوں کے نک سانے کا بھی خوف ہوگا۔ اور بہ پھیل گئی۔ تو چوہے نہ صان کر سینے۔ جب دوسرا یہ فرہ بھول آکر بند ہو جائیں۔ تو یہر اس کے پتوں کی کوئی کھوڑی تھوڑی کوچھ بھی نہیں ہے۔

اس کے ساتھ اسے بڑھا ہوتے ہیں۔ اور اپنی طرح بڑھتے ہوئے بند بھٹکتے ہیں۔ جب بڑے رک جائیں۔ تو کاٹھ لینا مناسب ہے۔ اسکوں سے پھیلو۔ اور وہا بھٹا نہیں ہے۔ کوئی اس سے پھیل کر صان مون جاتا ہے۔ چھوٹی قسم کی بزر پھیلوں کو بھی کھاتے ہیں۔ ان کی کاری بھی بن جاتی ہے۔ جب شک ہو جائیں۔ تو والی اور والٹ کے کام آتی ہیں۔ بھی کوئی شر کھوڑیں اور مویشیوں کو کھلائی جاتی ہے۔ مٹر کے دنے اپال کر انہیں نک صرخ ڈال کر گھنٹیاں بنائے کر کھاتے ہیں۔ وہ لاریہ بھتی ہیں۔

شہرِ حوال سہیق

مونگ پھلی

یہ ترکاری میوے کی تحریر سے ہے۔ زمیندار اس کو دین کا بادام بھی کہتے ہیں۔ اکثر موقوف پر بادام کی جگہ اس کا استھان ہوتا ہے۔ اور تکھاتے وقت اس میں مونگ پھلی کی سی پیک آتی ہے۔ ذائقے میں بادام کے بسا برہے۔ اور بازاروں میں دوسرے میووں کے ساتھ بجتی

ہے + احریکہ یا چین سے یہ ترکاری بورپ میں عجیب۔ اور بورپ سے اس مک میں آئی۔ بجتی دیگھال وغیرہ اھاٹوں میں تو اُس کے خستے کی کثرت ہو جتی ہے۔ اس مک میں بھی کمیں بھی جاتی ہے۔ مگر بہت تھوڑی۔ اس کی کاشت میں زمینداروں کے دامنے فائدہ ہے۔ ایک پھل سے چار چار سو ٹک پھلیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جس سے روپے حاصل کرنے کا عمدہ فریضہ ہے۔

اس کی پھلیوں کی پیسہ اُش سارے پورھی سے
جن میں پھلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ نہالی ہے۔ اُد
پودوں کی پھلیاں تو ان کی شاخوں میں نہیں
کے اور پر اُنکی رہتی ہیں۔ مگر اس کی پھلیاں نہیں
کے اندہ آٹو کی طرح پرورش پاتی ہیں۔
اس کے بولنے کے لئے بہت نرم اُد پری نہیں
چاہئے۔ سخت نہیں میں اس کا بونا اچھا نہیں
ہوتا۔ اگر کچھ ریت والی نہیں ہے۔ تو اچھی
ہے +

اس کے بولنے کے واسطے مانگہ یا پھاگی کے
چینے میں ہل جوتے ہائیں۔ اور پھر اُس میں
پانی دیا جائے۔ جب اس میں آل آجائے۔ تو
ایک ماقہ تک گھری کھداں کر کے سوناگہ دھیرہ
کے متنی کو باریک اور برابر کر دیا جائے۔ پھر
نگور کی کھاد۔ اینٹوں کی شرخی باریک کی ہوئی
اُس میں ملائی جائے۔ یہ دونو چیزوں اس پوچھے
کے لئے ضروری ہیں۔ اس سے پیداوار زیادہ
ہوتی ہے۔ جب نہیں میں کھاد ملا دی گئی۔ اُد
نہیں کو ہموار کر لیا۔ تو ایک ایک گز کے
فاصٹے پر کیا ریاں بنائیں۔ اور کیا ریوں کے اندر
چھوٹی چھوٹی سینٹھیں رکھی جائیں۔ پھر ایک
ایک فٹ کے فاصٹے پر ایک ایک پھلی شتابت
ٹوڑھ انج گھری دیائی جائے۔ پیچ کے واسطے وہ

پہنچاں اپنے شہر۔ تین میں تھوڑے کم سے کم دو دلخواہیں
ہیں۔ جو بھی نیا وہ دلخواہ کی تھیں ہیں۔ اس
کے پھرستہ پھرستہ پھرستہ اور کہتے ہیں کہ
دلخواہ کے دلخواہ تین میں کسی تکمیر علیحدگیت ہو۔
اگر زمین میں کیلماں نیا وہ ہوتا۔ تو اس کا بیچ
گل جائیگا۔

بھر جب بلوسے نکل آئیں۔ تو ساتویں آنٹویں
دن پانی دیا جائے۔ اگر نیا وہ پانی دیا جائیگا۔ تو
نقصان ہوگا۔ اتنا پانی دیا جائے۔ کہ آنٹویں آنٹویں
تک پہنچ جائے۔ پانی دینے سے پہلے جب آں
آجائے۔ تو بھی کبھی احتیاط کے ساتھ نلائی بھی
کی جائے۔ اس کے کھیوٹے کی زمین پولی اور فرم
رکھنی چاہئے۔ اور ساتھ کے ساتھ برسات سے دلوں
میں اس کی میٹیوں میں ستی بھی چڑھائی جائے۔
اگر بارش نہ ہو۔ تو برابر پانی دینے چاہئے۔

پوڑے میں جب پھول آتے ہیں۔ تو عنم پھولوں
کی طرح علیحدہ شاخ ہیں ہوتی۔ بلکہ جہاں دو
شاخوں کا جوڑ ہوتا ہے۔ وہاں پھول نکل آتا ہے۔
بھر جب پھول نکل کر مڑھا جائیں۔ تو
اُن کے ڈورے مل جاتے ہیں۔ پھر وہ ڈورے
ڈنڈی حاصل گر کے زمین کی طرف بیکھ جاتے
ہیں۔ اور یہاں تک بڑھتے ہیں۔ کہ زمین کے
اندر دو تین اونچ گھن جاتے ہیں۔ جس سے

زیں سکے اپنے بھائیوں میں جاتی ہیں ۔ مدد اندھی
اپنے پرہدش باندھا ہیں *

کنواروں کے خیچے میں پانی دینا بند کیا ہائے۔
میر جب بیش خشک ہو جائیں ۔ تو دُرُن سے
آہست آہست اس کی پھیلیاں سکھوں کو علیحدہ
رکھی جائیں ۔ اور ممکن جھٹاٹ کر لائے میں خشک
کر لیں ۔ جب باکھ نہیں ہو جائے تو اپنے جگ
رکھ لے جائیں ۔ ملائیچے ڈیس ۔ یا اُبھیں کھانے کے
استھوں میں ملے آگئے ۔ اس کو اگر ایک دفعہ
خوار جائے ۔ تو دو تین سال تک پیداوار ہی
ہے ۔ مگر ہر سال اس کا ہوتا ہوتا ہے ۔ جب
اس کی پھیلیاں بند ہوں ۔ تو مٹر کی پھلی کی
طریقہ کھانی جاتی ہیں ۔ جب خشک ہو جائیں ۔
تو آہل سر ہی کھاتے ہیں ۔ جاڑوں کے دنوں
میں خشکی سکر ساٹھ تار کر کھاتے ہیں ۔ مٹھائیوں
میں باہمی چکر اس کی گری نکال کر ڈالتے
ہیں ۔ میں کوئی سعن نکالا جاتا ہے ۔ جس کو جلاتے
ہیں ۔ اس سے کوئی خاص سعی نہ کوئی ہوتا ہے ۔ جو جاتا
ہے ۔ کارہ ۔ یا جیسی اس کا نکلا ہو ۔ پھر ہوتا ہے ۔
ذیتوں کے پھل کی طریقہ دوائی ہیں بھی ڈالتے
ہیں *

پھر و سوال سپتو

ہائی کمی شیع

یہ ترکاری اس ملک میں ایسا ہے کوچک سے آئی ہے۔ اور سورج نمکھی کے پورے سی اس کے پورے کی بناوٹ ہے۔ اس کے پھول چھوٹے ہوتے ہیں۔ مگر صحت میں سورج نمکھی کے پھول کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ یہ ترکاری آٹو کی طرح پورے کی چڑی میں بیدا ہوتی ہے۔ کھانے کے کام آتی ہے۔ اس ملک میں یہ ترکاری بہت تکوڑی بیٹھ جاتی ہے۔ تکوڑی سی یونے میں اس کی ہیداوار بہت ہو جاتی ہے۔ اور حنفت بھی کم کر لی پڑتی ہے۔ اس کے بولے کے لئے یہ ضرورت نہیں ہے۔ کسے اچھی فرم کی نہیں ہو۔ ناقص قسم کی دین میں بھی اس کی ہیداوار ہو جاتی ہے۔ مگر ایک دفعہ بولٹ جائے۔ تو دو تین سال تک اپنے آپ پیدا ہوتی رہتی ہے۔ درختوں کے سامنے تھے

بھی پسہ ہو جاتی ہے۔ نبی واسطے اُنہوں نام فرمائے
اس کو بُرگیں۔ تو فاتحہ سے یہ
بعض لوگ اس ترکاری کو ہاتھی پڑک اور بعض
لوگ ہاتھی چک سکتے ہیں۔ وہ اس کی یہ معلوم
ہوتی ہے۔ اُنہوں کا نام آرٹی چوک
ہے۔ اُنہوں کا نام ترکاری اور ہاتھی چک نیں بڑی تفاصیل
ہے۔ ہاتھی چک کے بھوٹ کاٹنے والے ہوتے ہیں۔
اوہ اس کی کھلی کھلتے ہیں۔ جو کھلی ہوئی نہ ہو۔
اوہ یہ ترکاری تو آڑ کی طرح بڑوں سے پیٹھا
چلتی ہے۔ اور وہ کھالی جاتی ہے۔ اس کے بونے
کے واسطے متوجہ درجے کی جو نرم اور بونی میں
ہو۔ بونے پہنچا۔ زیادہ سخت نہ ہو۔
بھوٹ یہ ترکاری بونی جاتے۔ وہاں زیادہ کھاد
ڈالنے کی طریقہ نہیں ہے۔ اگر زیادہ کھاد ڈالی
جائیں۔ تو اس ترکاری کا ذائقہ بہ نزد اور پھیکا
ہو جائیں۔

اُنہوں کا ذائقہ کھاد ڈال کر پانی نہ دیا جائے۔ تو
دیک کے اگر جانے کا اندیشہ ہے۔ دو طرح پر
یہ ترکاری بونی جاتی ہے۔ یا تو آں بندی کے
قاعدے سے مینڈیں بنائے اس کی گھیاں
کھاڑ دی جائیں۔ درسیانی فاصلہ ایک لیکٹ کا
رہے۔ یا عموں کیاریاں بنائے ایک ایک ایک ہاتھ
کے فاصلے پر گھیاں دیا دی جائیں۔ دو مھرتوں

میں تھیں یا پہنچا تھا تو اس کے لگاتا ہے۔
اہد اور اپنے عتیقی ٹالی دیتے ہیں۔ (یک کشال کے
واسطے ایک ہی بندہ سرکاری کافی نہیں +
یہ ترکاری جیسی یا اسازدہ کے جیسے ہیں ہی جاتی
ہیں۔ اس وکاری کو پالا دیتے کی صورت نہیں۔
ٹھک سالی کے دنوں میں اگر اس سے کہت کی
زیبیں ٹھک ہو جائیں۔ اور اپنے دن ہو۔
ٹھک سال ہو جائے۔ اور اپنے سال اس کی
کالا ٹھیک ہوں۔ تو سبھی اسی پالی دیتے کی
ضرورت پڑھیں +

پالی دیتے سے پھرے نالہ کے شہر نہیں کو
بدلی اور ہم کو لیا جائے۔ اس سے کچھ پروے
پھر پانچ فٹ تک اور سے بڑھ جائیں۔ اگر جی
کم کی نہیں ہے۔ تو اس سے بھی زیادہ بڑھ
جائے ہے۔ ان کے پوچھوں کا زیادہ بڑھ جانا
تعریف ہیں داخل نہیں ہے +

کنوار کے یہیں میں جیب اس کے پیشے ٹوکو
چاہیں۔ تو اور سے پوچھوں کو کاٹ دلانا
چاہیے۔ باقی بدستور جڑوڑیہ نہیں ہیں قائم ہے۔
پھر آٹو کی طرح نہیں سے کھود کر تکال لیا جائے۔
یا جتنی ضرورت ہو۔ اُتھی ہی کھود کر تکال لی جائے۔
نہیں سے جیب یہ ترکاری کھود کر تکال جاتی
ہے۔ تو اس طریقے سے کچھ عرصے تک

پھر کہا۔ ہے۔ کہ ایسا ہی رہتے ہیں جیسے۔
 بیت ہے تاکہ ہے تکہا جائے۔ میں اس کی
 تھیہی نہ کر۔ ہے تکہا۔ اور کہا۔ اور
 پھر
 ہے تکہا جو اس کھانے کے کام کی نہیں۔ پھر
 کام ہے تکہا جو میں تھا کہ اکتوبر کے ٹیکے
 جسے پہنچنے پڑتا۔ پھر میں کہ جو میں کہ جو
 میں آہن کر کے لے ہیں۔ ۱۰۰ میں ایک دن کے
 دامنے میں ہے تکہا۔ میں کی اپنی کوئی کہانی نہیں۔
 کام ہے تکہا۔ اس کے بعد میں جو کہ میں کہیں ہے جو
 اور تھا ہے تکہا۔ میں کی تھیہی میں کہیں ہے جو
 ہیں۔ اور۔ پھر دوسرے میں ایک اور دی جائے۔
 دوسرے میں ایک سیکھ۔ جو جو دن جانکر کرتے ہوئے۔ اُن
 کو اس کی تھیہی میں ہے تکہا جائے۔ اور۔ عذرخواہ
 تھیہی ایک کر کر۔ اُن کو پہنچ کر دی جائیں۔
 اور۔ عذرخواہ میں کھو کر کوئی دھیں۔ اس کو کاری
 کا نام کیا۔ اور۔ ایک دن۔ اور۔ بعض بچھے
 اور۔ کو پہنچا۔ اسی دن۔ اُنہیں اس کی پہنچ اور
 اپنی باتی سیوے۔ اور۔ تھا کاری۔ دینکہ۔ میں کی
 بھائی سیوے ۴

شمسیہ

اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہو گیا ہوگا۔
کہ اس میں بھی کے اصل کے ۲۰ طریقے جو
خاص خاص بخواں اور ترکاریوں اور بیرونی
کے ساتھ اپنی رکھے ہیں۔ بیان کرنے کے ہیں۔
اہ سالوں کے اکٹھ کام بتلائے گئے ہیں۔ باع
لکانے نے حالت بھی پھر بیان کرنے لگتے ہیں۔
مگر باخبریوں کی نسبت کوئی خاص ذکر نہیں کیا
گیا۔ جو ان کر صنید ہو۔

بعض افراد کو یہ بھی اچھی طرح مسلم نہیں
کہ کس موسم اور کس بیانے میں کیا کام
کرنے ہائیں۔ ترکاری۔ ساگ پات وغیرہ
کس س وقت ہے جاتے ہیں۔ ان کا بیچ
کس طرح پر حاصل ہوتا ہے۔ کس وقت پہنچتا
ہے۔ کس وقت آتا ہا جاتا ہے۔ پھولوڑی کے
لکانے کے کیا طریقے ہیں۔ اس کے بیچ

کس طرح پہنچا ہے۔ اور کس طرح رکھتا ہے جاتے
 ہیں۔ سیورز میں ملکہ سس طرح نگاہتے ہیں۔
 کس وقت ہے ایک ہنگامہ جاتا ہے۔ کس وقت
 ان بڑے پھول اتنا ہے۔ کس وقت ان کا یہی بیا
 جاتا ہے۔ اور یہ تجھے سخوم ہو جائیں۔ تو
 وہ ایک غریب اور اور بیوہ دلچسپ اٹھے اپنے
 موقع پر۔ اسکے پر بیوہ اس دلچسپ کے
 پارٹ کی سلسلے بیوہ ہو گئی ہے۔ باخان غافل
 اور بیکار نہ رہ گی۔ نشست کر کے اپنی نیجے
 پائیکاٹ۔ پائیکاٹ تی خواری ہو ذکر میسرے باب کی
 پیسہ ہے، تھا۔ پہنچا ہے۔
 یہاں ہیں جو بھوے اور بھول اور
 ترکیبیاں۔ ایک بھار کے سو ستم میں نکالنے
 کے لائی ہیں۔ یہاں ان کو ایک ٹھیک ہے
 یوں ہیں۔ یہی طرح برسات کے خروج اور
 خداں کے دنیل کی جو ہیوے اور ترکیبیاں
 یہاں بیوی جانے ہیں۔ وہاں ایک حصہ آتی
 تھا دیتے ہیں۔ تھیں اس سے بھی تریاہہ فرق
 ہو جاتا ہے۔
 اب ساں دعیوہ کا ذکر اس طرح کیا جاتا
 ہے۔ کہ کس نیجے میں سیا ساں ہوتا ہے۔

جنوری

سگ و قرکاری

اگر سردی زیادہ نہ پڑتی ہو۔ تو اس بیٹھنے میں
کھیرا۔ خرچہ۔ تریلز یعنی ہندوانہ۔ کریلہ۔ قوری۔
بجندھی۔ نام توری۔ خود۔ کھاؤ۔ لوہیلیم۔ پٹھا۔
وغیرہ بیٹھا جائے۔ اور جس قدر ان کا پیچ ٹوٹا ہو۔
اس پر اُسی قدر مٹی ڈالی جائے۔ وسکور سکے مطابق
پانی بھی دیا جائے۔ جب بیڑہ پہنچوٹ کر نکل آئے
تو بھی پانی دیتے رہیں۔ اور نہیں کو نہم اور
پول کرتے رہیں۔ گول مول۔ مولی کی پینہ بیان
پیچ کے واسطے اسی بیٹھنے میں چاڑی ہائیں۔
پیلاد کو ذخیرے سے اُکھاڑ کر علیحدہ علیحدہ کھیت
میں لگائیں۔ لہن بھی بیٹھا جائے۔ پوڈیٹہ اسی
بیٹھنے میں لگایا جاتا ہے۔ آ تو بودھر میں بیٹھے
عکھے جائے۔ اگر دسمبر میں نہیں تھوڑے۔ تو اب
اُکھاڑ لیں۔ سرخ مرچ کا ذخیرہ لگایا جائے۔ پیچ
جو پک گئے ہیں۔ اور قابل اکارنے کے ہو گئے
ہیں۔ پوڈوں سے اُکارنے کے ہیں جائیں۔ اُن کے
اکارنے کی ترکیب مارچ کے بیٹھنے میں لکھتی جائیں۔

میکرو چارٹنگ و نیکرٹنگ

راس نیجفہ میں ہڑد۔ ہڑد۔ مکٹر۔ میٹر۔ سکٹا۔
پکھوڑہ بورا چالنے۔ ہماری کوئی بھی اسی نیجفہ میں ہوئے
بجائے تھے ہیں۔ انور کے پورے کو کم کرنا چاہیئے۔ انار پیدا۔
پکھال۔ نیم۔ سریں دغیرہ کی تکمیں لٹھائی جائیں۔ مچھلے
سال کی ہو تکمیں کوئی پڑھی ہیں۔ ان کو اس میٹنے میں
بدلا جائے۔ تھر۔ ناٹھانی کی بھی تکمیں لگا دی جائیں۔
اور پچھلے سال کو ہونے تھے اس میٹنے میں بدل دیں۔

پھلواڑی

ہر قسم کا عشق بچہ۔ محل لالہ۔ محل داؤڈی۔ دنتر۔
صفروں گیٹھا۔ گیٹھا۔ محل اشرافی۔ محل روم۔ سست پرگ۔
بوئے جائیں۔ اپریل اور مئی کے میٹنے میں محل جائیں۔
پانی برابر۔ دستے رہیں۔ اگر کسی طرح سے کوئی پھول
دغیرہ بھیگ۔ خوب ہو۔ تو اس کو سہارا دینا چاہئے۔ اگر
سردی زیادہ نہ ہو۔ تو سدا سکھاب دغیرہ کا بھی لٹھانا
خروع کر دیا جائے۔ بوئے کی ترکیب فوبر کے نیٹ
میں لکھنی چاہیگی۔ جو بڑے درخت جو لوائی کے میٹنے
میں بوئے ہوئے ہوں۔ اس میٹنے میں ان کو
انگ انگ بدل دیا جائے۔ محل لٹھنگ بولیا جائے۔
 محل سیوٹی کی داب یا تکمیں لگائی جائیں۔ پچھلے
سال کی تکمیں بدل جائیں۔

فروندی

سماں و ترکاری

بھاری علاقوں میں جہاں سردی زیادہ پڑتی ہے۔
اس جگہ گوبھی۔ خراسان ایوان۔ سیم۔ خرد۔ کھیر۔
بینگن۔ نایوں۔ چھر۔ پیاز۔ سول۔ ٹکڑ بونے جائیں۔
میہانی علاقوں میں خوبی۔ کرپل۔ بینگن۔ نشہ۔ ترکار۔
بھٹی۔ توری۔ گھیاں۔ حلواں۔ دیگر نکلنے چاہیں۔
نچ کے داسٹے مولی۔ کا جر کی پیندیاں نہیں میں
دیاں جائیں۔ اگر جنوری کے چینے میں سُرخ سرخ
کا ذخیرہ نہیں بولیا گیا۔ تو اب بولیا جائے۔ سیم
وغیرہ جن کا ذکر جنوری کے چینے میں ہے۔ اگر
سردی کے سبب سے جنوری میں نہیں بولے۔
تو اب بول دئے جائیں +

میوچات وغیرہ

چکوتہ۔ نالہ۔ سترہ۔ دوکاٹ۔ آڑو۔ کٹٹا۔ پٹھا۔
نکٹی۔ ناٹپاٹ۔ سیب وغیرہ بولئے جائیں۔ اگر نکٹی سے
کا بیج ناچن ہو۔ تو نکٹرے کا پیوند سیسٹھ پر کرنا
چاہئے۔ اور اگر مرضی ہو تو کھٹے پر ہی کر دو +
بڑے درخت گولر۔ بیگد۔ شہتوت۔ چکن دیگر

کی تائیں اسی چیزے میں گئے گئیں۔ تجھے میں
کی تائیں میں دی طاریں۔

لکھنؤ اٹھ گئے

مش غوشہ دار جس کا ریج اگھیری باغیوں سے
مل سکتے ہے۔ جو اسی سے۔ تجھے تھی شکایا ہے۔
سرد کے مد فتوں کا انہیوں لگائیں۔ جو پورے ہائے
ہٹھے ہو گئے سوں۔ آن کو پا چیزے میں پہلا چانسے
گل سیوی ہیں پالی را چائے۔ آن۔ گل چاہ اور
چکا۔ کہ تائیں تجھے سماں کی نہیں بدلی پیں۔ تو
اب بدل دی جائیں۔ جیسی کی واب اسی چیزے میں
کلائی ہوں ہے۔

ہارچ سماں و ترکاری

خراں ای ای ای۔ گا جو۔ مولی۔ شلقم گوہی۔ چند
شکھ پتھے دالا کا سی۔ مٹھے۔ پیاز۔ بیگن۔ ہائیوں
کا ہو۔ بیز کا ہو وغیرہ کا جب ریج کے جائے۔ تو
آنمار لیا جائے۔ سوں پا چیزے کے داسٹھ پورے
کافی ہو گئے۔ جن کا نیز اکارنا ہے۔ آن پر شان
کر دیا جائے۔ جب ریج خوب کے جائے۔ تو

اکھارا جائے۔ کا جو۔ خلیم۔ چندر و غیرہ کی
پیشہ یاں اس طبع و قی میں ہیں۔ کہ جن کے دو
لکھتے کر دے۔ اور کسی جگہ کو عالمہ و رکھ۔ اور
بیٹھ کی جگہ گندل والی کو نہیں میں دیا دو۔ نہیں
کی طبع سے گندل اور بھی رہے۔ اور میں گندل سے
نہ پڑے۔ جب گندل پڑے ہائے۔ اور یعنی۔ اور
و خلیم رہنا چاہئے۔ ملوا کہا۔ خلیم سے بھی اس
بیٹھ اکھارا جائے ہائے ہیں۔ اور کس اور کیا کو
بھی اسی بیٹھے میں نکالے جائے ہیں۔

سیو چھات و غیرہ

و سیو چھات بھری کے بیٹھے ہیں۔ وہ بھی
تھے۔ اُن کو پان دینا چاہئے۔ جتنا پان رہا جائے
اچھا ہے۔ جب خلناوڑا اکارڈ بیٹھے ہو جائیں۔
اُن کی سیو چھات کر لی چاہئے۔ اس کی سیو چھات
اسکا آئندہ سکھ ہائیں۔ جتنا دوچھ اس کی سیو چھات
اچھی ہے۔ خرچیاں ہوئے پھل دیں۔ نکل ہوئے۔
انکو سے جو اسی بیٹھے میں دینا بھروسہ ہوں۔
خرچھاں ہوئے پھل دی کئے ہائیں۔ ایک سو بھروسہ
اگور سکے پارست کی شاخ ہیں کی لمباں دیکھ دیں
ہو۔ دو ٹوٹوں کا دوچھ اٹھا کئی ہے۔ لٹاٹ
بھی اسی بیٹھے میں بیٹھے جائیں۔ آئندہ دن ہر کا
بیویو دستور کے مطابق کرنا چاہئے۔ بیر کا بیوہ

بھی کیا جائے۔ اگر پاکھیدہ ہیئے میں آنہ ہے تو یا ہو۔
تو اس ہیئے میں یونا چاہئے۔ کیا بھی اسی ہیئے
میں لگایا جائے۔

پھلوارِ می

جو پھول دغیرہ جنوری اور غروری کے ہیئے میں
بیٹھتے ہوں۔ ان کو یا تو دینا چاہئے۔ ان کی
شکوئے آئے شروع ہو جائیں۔ شام کے وقت میں
دیا جائے۔ تو چھا ہے۔ بہ پھول ہٹا جا ہائیں۔
ان کو سائے میں لکھ دو۔ اور اس کی احتیاط
ہے۔ کہ زیادہ پان چھوپوں پر نہ پڑے۔ زیادہ
پان دینے سے پھولوں کا نقصان ہو جائے۔

اچھوہل ساگ و شکاری

قری اور ہر قسم کی سیم۔ سرخ اور بزرگ۔
شکری۔ شربور۔ مولی۔ شش د۔ اور ک۔ بند گری۔ زین د۔
اور علاقہ پھاٹ میں پھاڑی آلو وغیرہ بیٹھ جائیں۔
پسے سڑ اور سیم کا جو بیچ کپک کیا ہو۔ وہ اگار
لٹا جائے اور ایک جگہ اکٹھا کس کے رکھا جائے۔

تھیست ہو خالی ہو گئے ہوں ۔ اُن کو صاف کیا جائے ۔ اور کھود سکر ہمار بنا یا جائے ۔ کیا ریاں دغیرہ بنائی جائیں ۔ پاک اور بھنڈی کا تخم بھی اتنا جائے ۔ مرچیں ذخیرے سے اٹھاٹ کر جدا جدا لگکی جائیں ۔ پیاز کا جو یعنی تیار ہو گیا ہو اُنہار میا جائے ۔

میو چات وغیرہ

جو دخت پچھلے مینوں میں لگائے گئے تھے۔ اُن کو پانی دیا جائے ۔ جس درخت کا میوہ پکنا شروع ہو جائے ۔ اُس کو پانی بہت کم دیا جائے اگر پانی زیادہ دیا جائے ۔ تو پھل کا دامنک کم ہو جائے ۔ سبب اور ناشپاتی کا بھی ہیونہ سرنا چاہئے ۔ آڑو ۔ شہتوت ۔ بیداٹ ۔ آپسے کوچھ کا پیوند اس سینے میں لگایا جائے ۔

پھلواری

پارہ ماسی پھولوں کا یعنی اس سینے میں اُنہارا جائے ۔ اور سایہ دار چکر میں رکھ کر خشک کیا جائے ۔ اور سکی ہوا دار مقام میں موٹے پٹپٹے میں پیٹ کر یا کاغذ کی پٹیا بادھ کر رکھ دیا جائے ۔ پچھلے مینوں کے پھول پڑے سکلوں میں یہی دستے جائیں ۔ جب وہ پڑے

پھر جائیں۔ تو باغ میں نگانے چاہیں۔ جب ٹھوں
میں بدیں۔ تو اُن کر دو انکے کے فاصلے پر
نگانے۔ ٹھل لالہ کا بیچ جو پک میا ہے۔ اُنہاں جائے۔

مسئی

سگ و ترکاری

دیسی سیم۔ قوری۔ بھٹی دغیرہ بھنی چاہئے۔
اُن قوری اہد سیم کی بیلوں کا در میانی قاصدہ چھ
فٹ کا ہو۔ خربوزہ اور کھیرا بھی بولیا جائے۔ اُن
کے پودوں کا بھی فاصلہ جھٹ کا رکھنا چاہئے۔
جو بیچ پچھلے بینے میں اُتارنا چاہئے تھا۔ اگر
نہ اُتارا سیا ہو۔ تو اس بینے کے شروع میں اُنہار
لینا مناسب ہے۔ اگر بیچ کے اُتارنے میں دیر
ہو جائیگی۔ تو دھوپ کے سبب سے بیچ بکھر
چاہیگا۔ اردوی۔ کچالو بھی اسی بینے میں بوئے
چاتے ہیں۔ کھٹا بچکا بولیا جائے۔ اگر خود روت ہو۔
تو کریب بھی بو دیا جائے۔

میو چات وغیرہ

میوں کے بیچ جو پک گئے ہوں۔ اُن کو جمع

کر کے وہ ون کے بعد بو دیا جائے ۔ اگر دیر ہو جائیںکی ۔ تو یعنی خراب ہو جائیںکا ۔ اس کا پھر پیدا ہونا مشکل ہے ۔ اگر ضرورت ہو ۔ تو پیوند چڑھایا جائے ۔ اور آٹو کے یعنی بھی بو دئے جائیں ۔ آٹو پر نکھل کا اس بیری پر ٹاکی کا ہیو نہ چڑھایا جائے ۔

پھلواری

مغل سیدوی ۔ مغل دوپہر یا اور دوسرے پھول جو گھری اور ہمسات میں بوئے جاتے ہیں ۔ بوئے جائیں ۔ جاٹوں کے موسم میں جو پھول ہوتے ہیں ۔ اگر ہر سکتے ۔ تو ان کے یعنی بھی اس نیشنے میں آثار نئے جائیں ۔ جو پودے موجود ہوں ۔ ان کو پانی دینا چاہئے ۔ جو پڑادے برسات کے موسم کی برداشت نہیں کر سکتے ۔ ان کو گلبوں میں یدلا جائے ۔ با سائے میں رکھے جائیں ۔ نکلنے سے بچتے ان گلبوں میں کھاد ڈال جائے ۔ جس کھاد کا ذکر آگے لکھتا جاتا ہے ۔ جو گلے ٹوئے ہوئے پہنچنے پڑے ہوں ۔ ان کو قوڑ کر رعشا یا بنائی جائیں ۔ اور اس میں چون ڈال جائے ۔ اور اُتھی یہی اس میں مٹی ملا دی جائے ۔ اور ایسی جگہ چڑھا کھود کر اس کو رکھتا چاہئے ۔ کر بارش کا پالا اس پر لگتا رہے ۔ جب وہ خوب مل جائیں ۔

کو ہے ایکس۔ ایک ایک ہے کھاد ٹھانی ہے۔ اور ایک
کھو ساٹے ایک برتکا ہے۔ جبکہ بھر ٹھانے ہے
کچھ مٹ۔ پولانہ ایکس ہے جاٹ۔ گلے بڑی کا ہے
کوکے ٹھانے ہے۔ ایک ایک ہے۔

بھوک

سیگ و ترکاری و نیرو

لٹھنٹھ تھس کے سیگ۔ سیم۔ تری۔ رام نیو۔
سیاہ تھی۔ گریجی دیلو ہوئے جائیں۔ اور ایک ایک
سایہ کا جائے۔ دیسی ہول۔ شلشم۔ سہیب ٹھانے کا۔
کا ہو۔ کاشی۔ پیلا۔ سائے میں بولا جائے۔ اور ایک
کے ہوئے کے پہلے دیسیں پولی اور نرم کر جائے۔
مارو بیٹھن۔ کلاؤ۔ دیسیں قند۔ لوزیا و خیڑہ۔ دیسیں
اکل بندی کے قابوے سے نہیں نرم کر سکتے۔
سہنپیں بہنا کر ہوئے جائیں۔ بولنے سے پہلے
دیسیں کیا ریاں ہتھیں چاہیں۔ اگر پہلے بیٹھیں
اٹھو۔ بڑھ جائے ہوں۔ تو اب ہو رہے جائیں۔

سیوچاٹ

دیسی سہب اور آنورج۔ آٹو بھارا اور ہر غیر
کے آور سیوچاٹ کے ہوئے میں اگر ہیں جو ہائیکر۔

تو پھر بڑا نہ پکڑیں گے ۔ وہ نہ کوئی بھی چیل آئے گا ۔
و نیو سے آخر تین ہیں جو سہ بیٹھے ہیں ۔ سیکب ۔ آٹو ۔
وغیرہ ۔ وہ پہلے برسٹ سکتے ہیں ۔ ان کی تکمیں
نکال یا دیکھیں ۔ یہی ہی اسی تین ہیں کو جو جاتا ہے ۔
اور یہیں کا بیوہ اس کو اسی بھند ہیں جو ڈھھایا جاتا
ہے ۔ تینیں مارچ کے تین ہیں اس پر ڈالی کا
بچہ ڈھھانا چاہئے ۔ بالکل اس کا قلم اسی تین ہیں میں
ہے ۔ ہیں ۔ سکتے کی طرح اس کے قلموں کے بھی
زین میں بولٹ جاتے ہیں ۔ مگر ہماری شروع برسٹ
میں نکالا جاتا ہے ۔

پھاواڑی

شورج کھوئی ۔ کیا ۔ اگلی دو پر یا مگل کاٹا ۔ اور عشق بچہ
بیا جائے ۔ جو پھول گلبوں میں بدلتے کے لائق
ہوئے ۔ آنکھ کو گلبوں میں بدلتا یا جائے ۔ اور جو
بچہ ہے میں بدلتے لائق ہوں ۔ وہ ہا نیچے میں
بچہ ہائیں ۔ ایسے پھولوں کر بڑھاتے کے
لئے بچہ دفعہ تک گلبوں میں بدلتا ہے ۔
اپنی سلسلے چاہئے ۔ کر کھاؤ ۔ یہی اور ایشون کی
دوشیاں خوب ڈال کر گلبوں میں ڈال جائیں ۔ اور
ہیں بھسے کا بیچہ اٹھاتا ہو ۔ اگر کپک گیا ہو ۔
تو اٹھا رہا جائے ۔

لئے پھاپ بیس اس کو سکھ جو نہ کر سکتے ہیں ۔

حوالہ

سگ و ترکاری و نغمہ

ہر قسم کی گلی - مٹر - چندر - شکر - ہندی قسم کی سکم ہر قسم کی بونی چاہئے - اور جب تک دوسرے چھوٹے یوں سے جوڑا نہ کہیں - آن پر سچا ڈالا جائے - بھٹھی - سینہ گا جر - کشمیری شکر - سفید چندر بوجہ پیدا ہونے والے نہ ہوں - آن کو بودھا چاہئے - آن کے بونے کے داسٹے لمبی نالیاں ڈیکھنے کیٹھ گھری دو لٹٹ چوڑی بٹانی جائیں - اور زیاد صاف اور بجا بر کری جائے - اور ہر ایک نالی میں کھاد ایک فٹ اور اس کے اوپر پچھے ایک ٹوٹ جو نالیوں کے کھونے سے نکلی ہو - خوب مانی جائے اور ایسی طرح نالی کو صاف کر دیا جائے - پھر وہ ترکاریاں بونی چاہیں - جن کا ذکر اور ہوٹا ہے ان کا درمیانی قاصدہ دس اربعہ کا ہو - جب پودے پکھے اور پچھے ہو جائیں - تو آن پر دو اربعہ کے برابر میٹھی ڈالی جائے - جو پتے کے سرے اور پودے کی گردن تک رہئے جب تک یہ پودے تپار ہے ہو جائیں - یہ عمل ہر دوسرے ہفتے میں جاری رکھنا چاہئے - اور پائی بھی اچھی طرح دیا جائے

اششی کے بعد اسی بیٹھے میں ہی بیٹے ہاتھ

بیٹے +

میوچارٹ

یہیں دخیرہ کی تدبیح کاٹ کر دھنپے گھٹا جائیں
اُن سکے پردے اور انکو جب تین سال کے
ہو جائیں۔ تو رہنمی اور جالداروں کی ہو گاں اور
کھنڈ اور ریشیں باریک کر کر کے آئیں۔ گھٹا کھنڈ کر
ہو رہا جائے۔ پھر اُنہوں کا دستہ جائیں۔ آہنچہ اور
کوئی کلاسٹ کی تھیں ہیں اُنے بیٹھے تین تکالی
چائیں۔ اور انہ کے دستے اُنی اسی بیٹھے
میں ہوں گا۔ جائیں۔ پار سال کے چوتھے کے پردے
ہوں۔ ان کو ہوڑا جائے۔ بیٹھے ہوئے اسے پس پڑھائیں۔
کوئی۔ سس۔ صیفما۔ جی۔ جھوڑ۔ کوئی۔ پھٹکاں۔
ش۔ ٹھیٹھ۔ رٹھرہ۔ لکھے ہا۔ کھوڑ۔ ہوں گا۔ کھوڑ۔
تھ۔ قلم۔ تکان۔ چائیں۔ اور ان کو ہوئیں اسے ہو۔
ج۔ بیٹھے چائیں۔ اگر جنوری ہیں تو ہو دھنست
کا دستہ میں۔ تو ہوں اُنگ اُنگ ہوں ہو جائے۔
پہاڑ کے بیچ ملی جائیں۔ اگر ویر سے
ہو۔ جائیں۔ تو جڑو ہو کر جائیں۔ انہیں اس جیٹے
کی بولیا جاتا ہے۔ اگر جیٹھے جائے میں نہیں
بولیا جیا۔ تو اب بولنا چاہیے۔ آنہ کا بیچ بھی اس
جیٹھے کے آخر میں گاہو جا سکتا ہے +

پھلوانی

گینڈا... چل عباس۔ کتیسے کا پھول۔ گل دھیریا
گل کھنڈ۔ ہر ٹھم کا ٹھنڈا ہے۔ گل داؤ دی۔
اٹا... ٹھپیا را یک ٹھم کا ٹھنڈا ہے۔ پھل دی پھل دی ہے۔
رو ڈھنڈا چھپیں۔ ٹھنڈا۔ رو ڈھلی یعنی راستہ ہے۔
موکر را یک ٹھم کا ٹھنڈا ہے۔ چپ۔ پھل دھیریو
کے دبئے تکاسٹہ چھپیں۔ اٹا کے تکاسٹہ کے دبے
ٹریب ہے۔ کر ان کی شاخوں کو ٹھیرھا کر کے
زین میں دبے دیا جائے۔ ٹھوٹے دن کے بعد
جس چھٹے سے کہ شاخ پڑوں کی نیکی اکٹھی ہے۔ اس
اس چھٹے سے کاٹ کر ٹھلوں کر دی جائے۔ تو
وہی شاخ دلی ہوئی ٹھوٹے دنوں کے سے بے ایک
پوچھا دیسا ری ہو جائیگا۔ گینڈا کے پھول بھی
خوب چھپیں۔ اس نکل میں وہ گل کھنڈ کے قام
سے ٹھنڈا ہے۔ گینڈا ہو جو ٹھنڈا ہے۔ اس کو
اوپر سے درج دیا جائے۔ تو پھل دھنڈ دار ہو جائیگا۔
اگر بارش ہو رہی ہے۔ تو اس تک ہوئی شاخ
کو بھی درج۔ وہ بھی سرپریز ہوگر ایک پوچھ
ن جائیگا۔ اگر اس کا ٹھنڈا اٹا بیا جائے۔ تو
اس گینڈے کے پورے میں بڑے بڑے پھول

الست

سماں و متکاری

پند گوجی - دوسرا بھول گرجی - سفید اور سرخ
 چوتھا اور چھوٹی سیم - ہالیوں - رانچ یعنی جائے -
 ایک صاحب کی رائے ہے - کہ ہالیوں اور مالی مچ
 کر کے بروزہ بھائیٹے - گاچر - اچائیں - آکر - شلغم -
 پیاز - احمد - کرف دغیرہ پرستہ ہائیں *

ہمیو چات

اچرود - آٹو بھاڑا - آڑوچ - یہول - سسٹا - اکاٹ -
 سگٹری چسب بڑھے یو جائیں - تو ان کو شکست میں
 پہن بیا جائے - جو بھول مرجھا گئے ہوں - ان
 کو درختوں سے آثار دیا جائے - پھر مکہ نیپنے
 پس اگر جاس اور آم نہیں یوئے ہیں - تو اب
 بولتے چائیں - اور جو بروڈ سے آم و جامن کے
 پار سال کے ہیں - وہ دوسری جگہ بدے جائیں -
 پھر بھارا دیا جائے ہے

پھلواڑی

زینہ نہیں اور بول کی جائے - سدا گلاب - موتیا -

وغیرہ نکالا جائے۔ اور جو پورے باغ میں بیٹھ کے لائق ہو گئے ہوں۔ ان کو نکالوں سے نکال کر باغ کی سیاریوں میں لگا دیا جائے۔ بڑے درختوں کو اس بیٹھ کے شروع میں نکالتے ہیں۔ جن پر دوں کا نیچ نہیں بیٹھا جاتا۔ جیسا کہ اہ جلالی میں بیان کیا گیا ہے۔ ان کی شانیں جھکا کر زینی میں دیا دی جائیں۔ پھر ان کی دو پھانکیں کر کے ایک جکڑا چھوٹی سی کٹی کا اس میں رکھ دیا جائے۔ تاکہ دو پورے پیدا ہو سکے تکیں۔ چھکا۔ اس کا انہوں سے ذریعہ ایسی چھکا آہار کر لگانا پاہئے۔ دو بیٹھ کے پورے کاٹا جائے ۔

مشہور سماں و ترکاری

خراسانی اجوائیں۔ گاجر۔ مولی۔ خلجم سفید اور سرخ۔ بند گوجی۔ ٹالیوں۔ دوسری قسموں کی اجوائیں۔ کاہو۔ مصالح خوشبودار۔ سیز کاہو۔ سرخ بیگن۔ حلا کٹو۔ ہر ایک قسم کی یہم۔ مطر خوشبودار اس بیٹھ میں بوئے جائیں۔ آٹو بھی اسی بیٹھ میں بوئے جاتے ہیں۔ بچپے بیٹھ میں جو

کل کی وجہ کی - اُس کو کماری میں
کیا جائے - کاجر - جمل وغیرہ ایسی کماریوں میں
نکاٹ - کہ جسی میں کھاد اپنی طرح ڈال گئی ہے -
سرفت - پریٹ - پتھر سچ بھی اسی سینے میں
ٹکایا جائے - اس پیاز کی سھال بھی نیچ کے مائلے
مکان جائیں - پچھلے مہینوں کی ساکھی ترکاری اگر خرچ
کر لی ہے - تو اس سینے میں اور بودی جائے -
کاجر - دھنیا - حول - شلغم - کامنی - پتھر - پتھر -
یہ ایک قسم کی ہوں - اترائیزک (زایک قسم کا
سماں ہے) - اچانک - سرفت - پیاز - بہن کا چور -
چھوٹی گلگی - سید کا ہو - گول حول - سچ بیکن
وغیرہ اگر پہنچنے والے ہوں - زاب بودھ
جائیں - خاص کر میانی شرتوں میں ان چیزوں
کے نیچ اس سینے اور اکثر ہر ہی لیادہ نگائے جائے
ہیں - پچھلے ساکھی سبزہ ہو جائے ہوں - اور اُن
کے پتھر کر تیار ہوں - تو اُن کو اُنار لینا
چاہئے - علاوہ اس کے اور ترکاری انگریزی قسم
کی اگر ہوں چاہو - تو راسی سینے میں بودھ +

ہیوچات

اُن اور دوکاٹ وغیرہ درختوں کی شاخیں جو
کسی طرح سے خراب اور خستہ ہو گئی ہوں -
اُن کو اٹک کر زیادہ جائے - انار اگر پہنچنے والے

ہوں ۔ تو اس چینے میں نہ ہوئے چاہیں ۔ میوں کے دختوں کے لگانے کے دلائل کا سیاں بھانی چاہیں ۔ اور الگور کی مر جھان ہوئی خراب شاپن کاٹ ڈالنی چاہیں ۔ تاکہ باقی شاخیں خراب نہ ہو چائیں ۔ اور اچھی طرح پک چائیں ۔ یہیں وغیرہ اگر بکھر نہیں میں نہ ہوئے ہوں ۔ تو اس چینے کے شریع میں بودو ۔ جو پچھلے ہوئے ہوئے ہیں ۔ ان کو بدال دیا جائے ۔ وہاں وغیرہ کی شاخیں درست رکھی چائیں ۔ اور ہر ایک پیڑو پوئے کو دیکھو ۔ جو خراب پھل ہوں ۔ ان کو اتار ڈالو ۔ جو بدوے کھیت میں بدلتے کے لائیں ہوں ۔ ان کو بدال دیا جائے ۔

پھلواری

نگس وغیرہ کے پھول ہونے چاہیں ۔ اور خوبصوردار مطر لگانے چاہیں ۔ اور جب بارش بند ہو جائے ۔ تو جو پھول گملوں میں ہوں ۔ ان کو پھر دوسرے گملوں میں بدل جائے ۔ اور ان گملوں میں سلے دو جھنے سئی اور ایک حصہ سو برا کی کھاد ملا کر ڈالی جائے ۔ بدلتے کے وقت جبکو ہوا نہ ٹلے ۔ جو کے ساتھ بکھر سمجھ بھی اُکھاڑ یعنی چاہئے ۔

اکتوبر

سماں و ترکاری

اگر ہمیں ہمینوں کی سماں ترکاری خرچ ہو گئی
ہو۔ تو اس نیتھی میں اور ہونی چاہئے۔ سیپھی۔ سویا۔
پاک۔ ہر قسم کی ہلوں۔ شلغم۔ چندر۔ ترا تیزک۔
اچان۔ سولف۔ پیاز۔ بیز کا ہو۔ کافی۔ گا جر۔
پھول گوبھی۔ سفید کا ہو۔ گول مولی ہونی چاہئے۔
بھر سبز کے نیتھی میں نہ بوٹھ ہوں + مید انی
شہروں میں یہ ترکاریاں سبز اور اس نیتھی میں
ہونی جاتی ہیں۔ چیز کا اور پر ذکر ہو چکا ہے۔
جو سماں و سبزہ ہوئے ہوئے میں۔ اُس میں
سے جس کا نیج تھب سجایا ہو۔ اُتار لیا جائے۔
دوسری ترکاری انگریزی قسم کی بھی اگر ہونی چاہئے ہو
تو بودنی چاہئے + نیج کے داسٹے پہلے سال کے
پیاز نکاڑ۔ پسلے بولے ہوئے آؤ۔ کھاؤ۔ کافی نیج
و طیروں بولتیاں ہو گئے ہیں۔ ان گھوڑی زمیں سے
اکھڑا لیا جائے +

لہ ایک قسم کا سماں ہوتا ہے۔ جس کو پنجاب میں پھل
کہتے ہیں۔

میوہ تپارست

سال گزشتہ بے یوں بڑے گئے تھے۔ اُن کو اب بدل دو۔ نوکاٹ وٹیرہ کی شاپیں درست کھنی۔ چاہیں۔ اور ہر ایک درخت کو دیکھنا چاہیش جو لابے کھیت میں بدلنے کے لائق ہوں۔ اُن کو کھیت میں بدل دیا جائے ہے۔

پھلواڑی

محل نرگس وغیرہ اگر ستمبر کے ہیئے میں نہ بدلے ہوں۔ تو اس ہیئے میں اُن کو بودیا جائے ہے۔ یادداشت۔ ستمبر اور اس ہیئے میں عنوانی ایک ہی قسم کی بزری۔ یوں اور پھول ہوئے جاتے ہیں۔ اس واسطے مفضل دوبارہ نہیں لکھا گیا۔

نومبر

سگ و ترکاری

گوجھی۔ شلغم سرخ و سفید۔ خراسانی اجوان۔ جھونا۔ فرانسی قسم کی ستم اور گول شلغم

و لا ہتھی کا جر - گل مولی - بچھے پاکن - سویا - دھنیا -
پرہیڈ - شرخ چھندر - کا ہو - ملیوں وغیرہ - جیسا کہ
اپنی سکے بولنے کا مسلوں سہے - بونا چاہئے - چھوٹے
پتوں سالی اور مسخ گھوٹی لگائیں - تھندنا اچوان
کی طرح گرہا کھوڈ کر بویا جائے - ان ترکاریوں
سوپانی تھیڑا دینا چاہئے - سونف اگر چھٹے میں
ہیں نہ ہو - تو اب بونا چاہئے - مارو بیٹکن
کا ذخیرہ لگھا جائے ہے ۔

میہو جات

سرے شوکھے پتے ہو درختوں پر ہوں - ان
کو اتار دیا جائے - درختوں کو جس قدر دھوپ
لگی - اتنا ہی اچھا ہے - اور دسرے درختوں
کی خدر رکھی جائے - الگے سینے میں جس جگہ
ارادہ بولنے کا ہو - وہ جگہ نرم اور پولی کی جائے -
نئے پردنے لگائے کے دانٹے یہ سینہ اچھا نہیں
ہے ۔

پھلواری

گل تکھے - گل دوپریا - گل کلفہ کے بیچ چوک گئے
ہوں - ان کو اتار دیا جائے - اسی طرح گل داؤ دی -
ناز بو کے بیچ جمع نئے جائیں - دلہتی بارہ ماس
پھول اور سدا ٹھلاب دوبارہ گملوں میں بدلے جائیں -

اور بڑے پھولوں کو قلم کیا جائے ۔ جب پھول
نگائے جائیں ۔ تو ان کے نئے کھاد اس ترکیب سے
تیار کی جائے ۔ اول ایک گڑھا کھودا جائے ۔ جو
پانچ نٹ سے میں نٹ تک ہو ر سارے درختوں
کے پتے لے کر گڑھے میں بھر دئے جائیں ۔ اور کچھ
جو نئے کی سفیدی کی تہ نہیں اور پھر کم پتوں میں
ڈالنی چاہئے ۔ ایک سال تک اس میں پانی دیا جائے ۔
اس طرح پر کہ اس میں نالی شرینگ کے طور پر
بنائی جائے ۔ اور اس نالی میں ہو کہ پانی وہاں
پہنچا یا جائے ۔ جب ایک برس گزر جائے ۔ اور
پھول نگانے شروع کئے جائیں ۔ تو یہ گلے ہوئے
پتے گڑھے سے نکالے جائیں ۔ اور اس میں ایک
حصہ کھیت کی مٹی ملا کر گندوں میں ڈالی جائے ۔
پھر پھول کے نیچ اس میں بوئے جائیں ۔ جو
شکل میں نگانے والے پھول ہیں ۔ وہ نگائے جائیں ۔
لکھ لالہ اسی جیفے میں بویا جاتا ہے ۔

دسمبر ساگ و ترکاری

دلایتی چتدر ۔ نیں قند ۔ انگریزی گوبھی ۔

ولایتی بینگن بونے چاہئیں - آلو جو تیار ہے
ہیں۔ اُن کو اکھاڑ لینا چاہئے - پیاز کما
لگایا جائے +

نار

میوچاٹ

آم اور انجیر وغیرہ جن پر بھاری اور بہت ہے -
پھول آنے کی آمید ہے - اُن کی جڑوں
کھاد ڈالی جائے - اور اگر انگور کو قلم کر کم
کی ضرورت پڑ جائے - تو اس جیسے کے
میں قلم کر دیا جائے +

پھلواری

جن پھولوں کو کھیت میں بدلا ہے - اور ابھی
بھلے نہیں گئے - اُن کو بدی دیا جائے - اور
جو بدلتے کے لائق ہوں - اُن کو بھلی بدیں -
پانی اچھی طرح دیا جائے - اس جیسے میں زیاد
سردی کے باعث پھولوں کے پودے نہیں
لگائے جاتے +

